

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

202

ترجمہ

نظمہ الجواہر

بہجت المسامع والنواظر

جلد سوم

(مشمول بر سوانح علماء و مشاہیر ہند صدی ۹ - ۱۰ ویں)

مُصَنَّف: سید عبدالحی بریلوی

مُتَرَجِم: ابوحنیفہ امام خاں نوشہری

۰

مقبول ایسٹمی

چوک انارکلی، بالمقابل المنار مارکیٹ لاہور

DATA ENTERED

R

۲۹۷۹۹۲۲
ع ۳۲ ن
۱۵۴۸۵
۷۰۳

PANJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

طبع اول: ۱۹۶۴ء
طبع: ملک مقبول احمد
مطبع: پنجاب پریس لیمٹڈ
مقدار: ایک ہزار
قیمت: سات روپے

مقبول اکیڈمی چوک اندرکلی - لاہور

باعانت

محکمہ اوقاف (مغربی پاکستان) لاہور

تفصیل فہار سر

(۱) فہرست افراد متن

(۲) تذکرہ سلاطین

(۳) تذکرہ کتب آمدہ در متن

مذکورہ سلطانین

- ۱۔ سلطان ابراہیم شرقی جوہپوری
- ۲۔ سلطان حسین
- ۳۔ سلطان احمد شاہ گجراتی
- ۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۵۔ سلطان محمود شاہ بہمنی
- ۶۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۷۔ سلطان اسکندر بن قطب الدین
- ۸۔ سلطان بہلول دین کالالو دھی
- ۹۔ سلطان تیمور لنگ گورکان
- ۱۰۔ سلطان عادل الملک جوہپوری
- ۱۱۔ سلطان فتح شاہ بنگالی
- ۱۲۔ ابوالفتح معز الدین مبارک ابن خضر علوی دہلوی۔

فہرست افراد متن

نمبر شمار	افراد	مقام	درعہر شاپے	وفیات
۱	سلطان ابراہیم شرقی	جون پوری	خود شاپے	۱۰-۸۲۲ھ
۲	قاسمی ابراہیم ابن فتح اللہ	ملتان	علاء الدین بہمنی	۷- جمادی الاخری ۸۶۵ھ
۳	ابوالفتح ابن عبدالحی	جون پوری		۱۳ ربیع الاول ۸۵۸ھ
۴	ابوالفتح ابن الحلان	کاپی		۸۶۲ھ
۵	ابوالفیض	گلبرگی	علاء الدین بہمنی	۸۷۹ھ
۶	ابوالقاسم جربانی		احمد شاہ علاء الدین بہمنی	
۷	احمد بن برہان	گجراتی		۲۲ ربیع الثانی ۸۸۲ھ
۸	لنگ دریا احمد بن حسن	بلخی		از ۸۲۹ھ تا ۸۸۲ھ
۹	سلطان احمد بہمنی	گلبرگی	خود شاپے	۸۶۶ھ
۱۰	احمد ابن داؤد عدوی العمری	ردو لوی		۸۲۶ھ
۱۱	احمد بن محمد	تھانیسی		۸۲۰ھ
۱۲	احمد بنیدی (احمد جوت)	بیجا پوری		۲۲ ربیع الاول ۸۳۳ھ
۱۳	احمد گجراتی	گجراتی		۲۰ شوال ۸۴۳ھ
۱۴	احمد ابن ابوالاحمد	قزوینی	محمود شاہ بہمنی	
			غیاث الدین محمود بہمنی	
			احمد شاہ بہمنی	

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۹	شیخ احمد بن محمد محمود ✓	نروالی		۲۴ محرم ۸۸۵ھ
۱۷	شیخ احمد بن یعقوب	البتی		
۱۸	احمد بن ابوالاحمد المشهور بے شاہ جمال	مانکپوری	امام علی	
۱۹	شہاب الدین کھنوی			۱۲ شوال ۸۸۵ھ
۲۰	قاضی احمد بن عمر	دولت آبادی		۲۸ رجب ۸۱۹ھ
۲۱	قاضی احمد بن محمد	جونپوری		۴۵ - ۸۶۰ھ
۲۲	احمد بن عبداللہ	شیرازی		
۲۳	احمد بن عمر دو بندہ در مالوہ	پنڈوی		فی قعدہ ۸۱۸ھ
۲۴	احمد بن محمد	رائے چوری		۲۵ صفر ۹۲ - ۸۹۸ھ
۲۵	اسحاق ابن بہرام	آلاچی		۸۶۰ھ
۲۶	قاضی اسحاق	مالوی	محمد شاہ بہمنی	
۲۷	اجمل ابن امجد	جونپوری	ہلول ابن کالالوہی	۲۵ رمضان ۸۶۲ھ
۲۸	سلطان اسکند بن قطب الدین بٹ	کشمیری	خود شاہ	۸۱۹ھ
۲۹	قاضی اسماعیل	اصفہانی گجراتی	سلطان محمود الکبیر	۸۶۵ھ
۳۰	شیخ اسماعیل بن الصفی	ردولوی		۳۰ ربیع الاول ۸۶۰ھ
۳۱	شیخ اشرف جہانگیر سمنانی	سمنانی		۲۸ محرم ۸۸۰ھ
۳۲	شیخ امین الدین	لکھنوی		۲۳ جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ
ب				
۳۳	شیخ بانرید	اجیری		
۳۴	شیخ بدرالدین	بہاری		۲۷ رجب ۸۶۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عہد شاہی	وفیات
۳۵	شیخ بدیع الدین	مکن پوری		۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲-۱۲۸۳ھ
۳۶	قاضی برہان الدین	مالوی		۱۲۸۵ھ
۳۷	بہاء الدین	کشمیری		۲۲ شوال ۱۲۸۰ھ
۳۸	شیخ بدیع	ہراچی		
۳۹	شاہ بہلول لودھی	دہلوی	خود شاہی	۱۲۹۴ھ
۴۰	قاضی تاج الدین	بلخی		
۴۱	قاضی تاج الدین	ظفر آبادی		۱۲۸۱ھ
۴۲	شیخ تاج الدین	نہروالی		
۴۳	مولانا تاج الدین اسپجانی	الاسپجانی		
۴۴	تیمور گورگال	سمرقندی	خود شاہی	۱۲ شعبان ۱۲۸۵ھ
۴۵	مولانا شاہ الدین	ملتان		۱۸ محرم ۱۲۹۸ھ
۴۶	شیخ جلال الدین	گجراتی		۱۲۸۱ھ
۴۷	شیخ جلال الدین	مانک پوری		
۴۸	شیخ جلال الدین ابوالفتح	قنوجی		۱۲۸۱ھ
۴۹	مولانا جمال الدین	کشمیری	سلطان شاہ مرزا	
۵۰	قاضی جواد الدین	نہروالی		
۵۱	قائمہ حرمہ اسرار	راجپوتی		۱۱/۱۲/۱۲۸۲ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۵۲	شیخ پالده	منڈوی		
۵۳	ح شیخ حامد الکبیر بخاری	لچی		
۵۴	شیخ حبیب الدین حسینی	کرمانی		شعبان ۸۶۵ھ
۵۵	شیخ حسام الدین	جوڑپوری		۹ ربیع الاول ۸۶۵ھ
۵۶	شیخ حسام الدین	فتح پوری	سلطان ابراہیم شرقی	۱۰ ۸۶۵ھ
۵۷	شیخ حسام الدین	مانکپوری		۱۵ رمضان ۸۵۳ھ
۵۸	شیخ حسن بن بدر الدین	ہندی		۸۳۳ھ
۵۹	شیخ حسین بن محمد	بھروچی		
۶۰	شیخ حسن بن حسین	بلخی		۱۱ شعبان ۸۵۵ھ
۶۱	شیخ حسن بن محمد	گجراتی		۱۳ شوال ۸۶۰ھ
۶۲	شیخ حسن بن علی	گیلانی	سلطان فیروز شاہ بہمنی	۸۶۰ھ
۶۳	شیخ حسن الحسینی	اچی		۸۹۴ھ
۶۴	شیخ حسین بن المعز	بلخی		۲۲ ذی الحجہ ۸۶۲ھ
۶۵	شیخ حسین	ملتان		
۶۶	حسین شاہ شرقی	جوڑپوری		
۶۷	شیخ حسین بن اسماعیل	ملتان		
۶۸	شیخ حسین بن محمد الحسینی	گلبرگوی		۱۵ ربیع الثانی ۸۱۲ھ
۶۹	شیخ حماد بن محمد	گجراتی		۲۲ شوال ۸۳۴ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
	خ			
۷۰	مولانا خواجگی	دہلوی	تیمور گورگان	۸۰۹ھ
۷۱	مولانا خواجگی (سمش الدین)	کروی		ماہ محرم ۸۹۸ھ
۷۲	مولانا خواجہ	مانک پوری		
۷۳	مختار بن سلیمان	دہلوی	تیمور گورگان	۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۵۲ھ
۷۴	شیخ خوند میر	قلنی		مارس ۸۷۴ھ
۷۵	شیخ غلیل الدین نعمت اللہ	کریانی	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۷۶	مختار بن الحسن	بلخی		
	د			
۷۷	داؤد بن رکن الدین	تاگوری		
۷۸	ملا داؤد	جراتی	سلطان فیروز بن داؤد بہمنی	
	س			
۷۹	شیخ رکن الدین	ہنپوری		مارس ۸۷۴ھ
۸۰	شیخ رکن الدین	دہلوی		
۸۱	شیخ رکن الدین	ظفر آبادی		۸۲۰ھ
۸۲	مفتی رکن الدین	تاگوری		
۸۳	قاضی رضی الدین	ردو لوی		
	ز			
۸۴	سلطان صلاح الدین الحادین	کشمیری	نور شاہی	م ۸۷۴ھ
۸۵	شیخ زین الدین	عربی		

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۸۶	شیخ زبید بن بدھا	سارنی	سلطان علاء الدین بہمنی	۸۴۳ھ
۸۷	شیخ زین الدین گنج نشین	بغدادی		۸۰۱ھ
۸۸	شیخ زین الدین	اودھی		۸۵۵ھ
۸۹	شیخ سراج	لکھنوی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۳۰ھ
۹۰	شیخ سراج الدین	کالیپوری		۸۸۱ھ
۹۱	شیخ سراج الدین	گجراتی		۸۹۳ھ
۹۲	شیخ سراج الدین	ملتان	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۸۱ھ
۹۳	شیخ سعد الدین	نیر آبادی		۸۰۴ھ
۹۴	شیخ سعد الدین	لکھنوی		۸۹۳ھ
۹۵	شیخ سعد الدین	لکھنوی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۸۱ھ
۹۶	شیخ سلام الدین	مزدوی		۸۹۳ھ
۹۷	قاضی سجاد الدین	جونپوری		۸۸۱ھ
۹۸	شیخ سعید بن محفوظ	سوالوی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۸۱ھ
۹۹	قاضی سجاد الدین	غزنوی مہلی		۸۸۱ھ
۱۰۰	شیخ شمس	شہری		۸۸۱ھ
۱۰۱	شیخ شرف الدین	مشہدی	سلطان محمود شاہ بخلی	۸۸۱ھ
۱۰۲	شیخ شعیب ابن بلال بنیری	منیری		۸۸۱ھ
۱۰۳	قاضی شمس الدین	گجراتی		۸۸۱ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در آمد شایسته	وفیات
۱۰۲	شیخ شرف الدین ✓	گجراتی		۲۵ ماہ ذیقعد
۱۰۵	شیخ شمس الدین	اولوی		یکم شعبان ۱۰۸۵ھ
۱۰۶	شیخ شمس الدین	اولوی		
۱۰۷	شیخ شیر خاں	دہلوی		۱۰۳۶ھ
۱۰۸	شیخ شبلی ابن محمد گادرونی	پانی پتی		۱۰۵۲ھ
۱۰۹	قاضی شہاب الدین	اودھی		
۱۱۰	شیخ شمس الدین	ظفر آبادی		۱۰۷۲ھ
۱۱۱	مولانا سمش الدین	کرمانی	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۱۱۲	شیخ سمش الدین	فقیہی	سلطان محمود شاہ سندھی (مندودہ در صوبہ مالوہ بود)	
۱۱۳	حکیم شہاب الدین	جونپوری		
ص				
۱۱۴	مولانا صدر جمال ✓	گجراتی		
۱۱۵	شیخ صفی الدین ابن نصیر الدین	دہلوی		۱۳ ذیقعد ۱۰۸۹ھ
۱۱۶	شیخ صلاح الدین ✓	گجراتی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۹۵ھ
ض				
۱۱۷	شیخ ضیاء الدین رفاعی	ریگولوری		۱۰۸۲ھ
ع				
۱۱۸	عبدالرحمن ابن احمد قرشی	الہندی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۸۵ھ
۱۱۹	مولانا علول الملک	جونپوری	سلطان (؟) المشرقی	
۱۲۰	شیخ عبدالرزاق	کچھوچھوی		۷ ذیقعد ۱۰۸۲ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۲۱	شیخ عبدالشکور	ملتان		
۱۲۲	شیخ عبدالخفور	ملتان		
۱۲۳	مولانا عبدالغنی	منڈوی		
۱۲۴	مولانا عبدالکریم	بہاولپور		
۱۲۵	شیخ عبداللطیف	قلتی		۴ رمضان ۱۲۹۰ھ
۱۲۶	شیخ عبداللطیف	گجراتی		۱۳ اذی قعدہ ۱۲۸۹ھ
۱۲۷	شیخ عبداللطیف	بہندی		۱۲۹۵ھ
۱۲۸	شیخ عبداللہ شطاری	خراسانی		۱۲۸۲ھ
۱۲۹	شیخ عبداللہ بن محمود حسینی البخاری	ایچی	احمد شاہ گجراتی	۱۸ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ
۱۳۰	شیخ عبداللہ	ملتان		۲۲ صفر ۱۲۹۰ھ
۱۳۱	مولانا عبدالملک	جنوبی		۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ
۱۳۲	شیخ عثمان الحسینی	گجراتی	محمود بن محمد	جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ
۱۳۳	شیخ عزیز اللہ منڈوی	منڈہ		۲۳ صفر ۱۲۵۲ - ۱۲۹۱ھ
۱۳۴	سلطان علاء الدین بہمنی	بہمنی	خود سلطان	۱۲۹۲ھ
۱۳۵	مولانا علاء الدین	بہمنی		
۱۳۶	شیخ علاء الدین	دولت آبادی		۱۲۸۰ھ
۱۳۷	شیخ علاء الدین	گوالیہ		موسم ۱۲۳۳ھ
۱۳۸	شیخ علاء الدین علی ابن اسعد	دہلی		
	شیخ علم الدین	گجراتی		۱۲۸۰ھ
	شیخ علاء الدین علی	مہاشی		۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۲۵ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عمر شاہی	وفیات
۱۵۷	مولانا فضل اللہ مندوی		محمد شاہ غلجی مندوی	
۱۵۸	مولانا خضر الدین ابن نصیر الدین	جون پوری		
۱۵۹	قاضی فخر الدین	ملتان		
۱۶۰	شیخ فیض اللہ	مانک پوری		۸۶۲ھ
۱۶۱	سلطان فیروز شاہ بہمنی		خود سلطان	۱۵ شوال ۸۲۵ھ
۱۶۲	شیخ فیروز بن موسیٰ	دہلوی		۸۶۰ھ
۱۶۳	شیخ قاسم بن برہان	اودھی		
۱۶۴	مولانا قاسم بن محمد	گجراتی		
۱۶۵	شیخ قطب الدین	ظفر آبادی		۸۶۹ھ
۱۶۶	قطب الدین ابن خضر بلخی	بلخی		
۱۶۷	شیخ قطب الدین ابن بابا فریدی	ابو دھنی		
۱۶۸	مولانا قیام الدین	ظفر آبادی		۱۳ ذیقعد ۸۷۷ھ
۱۶۹	شیخ کبیر الدین	ناگوری		۱۴ ذیقعد ۸۸۱ھ
۱۷۰	شیخ کبیر الدین	اچی		۸۲۵ھ
۱۷۱	شیخ کمال الدین	کڑوی		
۱۷۲	شیخ کمال الدین	کرمائی		۸۶۵ھ
۱۷۳	شیخ کمال الدین	قزونی		۲۴ شوال ۸۸۷ھ
۱۷۴	قاضی کمال الدین	ناگوری		

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۱۴۱	شیخ علی بن احمد زمری	گلبرگی		۸۲۴ھ
۱۴۲	شیخ علی بن عبدالرحیم ✓	گجراتی		۸۵۶ھ
۱۴۳	قاضی علی بن عبدالملک	بروجی		۲۵ رمضان ۸۹۴ھ
۱۴۴	شیخ علی خطیب	احمد آبادی		۲۴ شوال ۸۹۲ھ
۱۴۵	قاضی علم الدین شاطبی	گجراتی		۱۰ رمضان ۸۵۶ھ
۱۴۶	مولانا عماد الدین غوری	نارتولی		
۱۴۷	شیخ عماد الدین	دہلوی		
۱۴۸	قاضی عماد الدین ✓	گجراتی		۸۴۹ھ
۱۴۹	شیخ عمر	ایچی		۱۲ محرم ۸۹۹ھ
۱۵۰	شیخ عین الدین	بیجاپوری		۸۳۵ھ
۱۵۱	شیخ نور الدین ✓	گجراتی		۲۲ صفر ۸۹۵ھ
۱۵۲	امیر غیاث الدین	شیرازی	غیاث الدین ابن محمود ہجینی	
۱۵۳	شیخ فتح اللہ	اودی		۲۴ ربیع الثانی ۸۲۱ھ
۱۵۴	مولانا فتح اللہ	ملتان		
۱۵۵	سلطان فتح شاہ	بنگالی		۸۹۴ھ
۱۵۶	امیر فضل اللہ شیرازی	شیرازی	سلطان علاء الدین حسن ہجینی	
			محمود شاہ	۸۲۰ھ کے بعد
			فیروز شاہ	

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۷۵	مولانا الطیف اللہ	سبزواری	سلطان فیروز شاہ	
۱۷۶	سلطان ابوالفتح مبارک شاہ غازی	دہلوی	خود شاہی	
۱۷۷	شیخ مبارک	بناری		۱۰ شوال ۸۲۸ھ
۱۷۸	محمد بن ابوبکر	دہلی		شعبان ۸۲۷ھ
۱۷۹	محمد بن ابوبکر کرمائی	دہلوی		۱۰ شوال ۸۳۰ھ
۱۸۰	محمد بن ابوجعفر مشہدی		محمد شاہ بہمنی	
۱۸۱	محمد بن احمد الحسینی البجاری	آچھی	سلطان بلول لودھی	۱۶ جمادی الاخریٰ ۸۲۷ھ
۱۸۲	محمد بن الحسن بہیقی			۸۸۹ھ
۱۸۳	محمد بن یعقوب	دہلوی	سلطان بلول لودھی	۸۹۱ھ
۱۸۴	محمد بن حسین	قانی		۵ جمادی الاخریٰ ۸۹۷ھ
۱۸۵	محمد حسین	تھری	سلطان بلول لودھی	۸۹۳ھ
۱۸۶	شیخ محمد بن الریف	آچھی		۸۹۷ھ
۱۸۷	محمد بن ابوالہیر النذین بجاری	کروی		۱۰ شعبان ۸۹۷ھ
۱۸۸	محمد بن عبداللہ شاہ عالم	گجراتی		۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۷ھ
۱۸۹	محمد بن عبداللہ حسینی	بناری		۱۰ شعبان ۸۹۷ھ
۱۹۰	محمد بن العلاء	منیری		۱۰ ستمبر ۸۹۷ھ
۱۹۱	شیخ محمد بن علی بنانی			۸۰۹ھ
۱۹۲	شیخ محمد بن علی سلطان طریقت	جونپوری		۴ ربیع الاول ۸۹۷ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	ذیلت
۱۹۳	شیخ محمد بن عبدالصمد	دہلوی		
۱۹۴	مولانا محمد ابن عین الدین	بیجاپوری	سلطان محمد شاہ	لجدار سنہ ۸۵۵ھ
۱۹۵	شیخ محمد بن القاسم	ادھی	سلطان بہلول لودی	۶ محرم ۸۹۶ھ
۱۹۶	محمد بن قطب	لکھنوی		۲۳ ذیقعد ۸۸۸ھ
۱۹۷	شیخ محمد بن علی الحسینی	بیجاپوری	یوسف عادل شاہ	۲۰ شعبان ۸۵۸ھ
۱۹۸	قاسمی محمود ابن محمود	انصیر آبادی	غلام الدین خضر خانی	۱۴ ربیع الثانی ۸۹۵ھ
۱۹۹	سلطان محمد شاہ ابن بہلول بہمنی		خود شاہی	
۲۰۰	شیخ محمد بن پیرفت حبیبی	دہلوی	فیروز شاہ بہمنی	۱۷ ذیقعد ۸۲۵ھ
۲۰۱	شیخ محمد متوکل			۸۲۶ھ
۲۰۲	قاسمی محمد	ساوی		۶ محرم ۸۵۵ھ
۲۰۳	شیخ محمد بن البر محمد قدرانی	دہلی آبادی		۳۰ ربیع الثانی ۸۵۵ھ
۲۰۴	قاسمی محمد اکرم	گجراتی		۳۰ ربیع الثانی ۸۵۵ھ
۲۰۵	شیخ محمد الحسینی	مدینی		۸۲۲ھ
۲۰۶	شمس الدین محمد بن طاہر	اجیری		۸۸۶ھ
۲۰۷	تقی الدین محمد شیرازی		سلطان فیروز شاہ بہمنی	
۲۰۸	سلطان محمود شاہ شرقی	جوپوری	خود شاہی	۱۴ ربیع الثانی ۸۶۲ھ
۲۰۹	شیخ محمود بن حمید	کلتوری		۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۸ھ
۲۱۰	شیخ محمود ابن عبداللہ	بخاری		۲۰ ذوالقعدہ ۸۸۰ھ
۲۱۱	قاسمی محمود ابن الحلاد	انصیر آبادی		۸۶۸ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۲۱۲	سلطان محمود شاہ خلجی	سندی	خود شاهی	۱۹ شوال ۸۳۹ھ
۲۱۳	خواجہ عیاد الدین محمود گیلانی	گلبرگی		۶ محرم ۸۵۴ھ
۲۱۴	قاضی محمود	دہلوی		
۲۱۵	محمود گافوردی		سلطان فیروز بہمنی	
۲۱۶	شیخ محمود	ایرجی		۱۰ رجب ۸۵۵ھ
۲۱۷	شیخ محمود بن محمد	دہلوی		۱۱ شوال ۸۵۵ھ
۲۱۸	شیخ محمود بن محمد تاج الدین	دہلوی		۱۱ شوال ۸۵۵ھ
۲۱۹	شیخ محمود بن محمد	گجراتی		
۲۲۰	شیخ مسعود بن ظہیر	فقیہ پوری		
۲۲۱	شیخ مظفر بن سمش	بلخی		۲۷ رمضان ۸۵۵ھ
۲۲۲	سلطان مظفر شاہ	گجراتی	خود شاهی	
۲۲۳	شیخ منصور بن محمد ابن احمد	کنہیری		
۲۲۴	شیخ مودود بن محمد	گجراتی		۱۰ شوال ۸۵۵ھ
۲۲۵	مولیٰ ابن عزیز اللہ	بہاری		۲۳ ذیقعد ۸۵۹ھ
۲۲۶	نوعیہ بیان فارسی	خاندانیسی	شاہیہ در ملک خاندانی	۱۱ شوال ۸۵۵ھ
۲۲۷	قاضی نصیر الدین	بہوپوری		۳۰ محرم ۸۵۸ھ
۲۲۸	شیخ نظام الدین بہمنی غریب	بہمنی		۵ شوال ۸۵۵ھ
۲۲۹	شیخ نصیر بن جمال	گجراتی		۱۱ شوال ۸۵۵ھ
۲۳۰	شیخ نجم الدین قلندر	دہلوی		۲۰ ذوالحجہ ۸۵۶ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۲۳۱	مولانا نجم الدین	گلبرگوی	سلطان احمد شاہ بمبئی	
۲۳۲	شیخ نور الدین اسیری	آسیری		۸۸۱ھ
۲۳۳	شیخ نظام الدین	آسیری		بعد از ۱۱۱۲ھ
۲۳۴	قاسمی نظام الدین	غزلوی	سلطان ابراہیم شرقی	
۲۳۵	شیخ نظام الدین	ننگ پوری		۲۸ ذیقعد ۸۹۸ھ
۲۳۶	مولانا نور الدین	ظفر آبادی		۲۲ صفر ۹۲۹ھ
۲۳۷	مولانا نور الدین	اسنبیٹی		۸۹۲ھ
۲۳۸	شیخ نور الدین	کشمیری		۸۷۲ھ
	۵-۵			
۲۳۹	شیخ بلال الدین	کشمیری		۸۴۲ھ
۲۴۰	شیخ یزید الدہلوی	گلبرگوی		۸۵۲ھ
۲۴۱	شیخ یحییٰ بن علی	ترغوی گجراتی		۲۰ رمضان ۸۵۵ھ
۲۴۲	شیخ یوسف بن احمد	ایبٹی		۸۳۳ھ
۲۴۳	شیخ یوسف ابن اسماعیل	مٹانی		
۲۴۴	یوسف شاہ	ننگالی		۸۸۷ھ
۲۴۵	یوسف بن محمد الحسینی	گلبرگوی		۲۱ محرم ۸۳۸ھ

(۲۰۹)

۲۱

تذکرہ کتب آئندہ در متن

نمبر شمار	نام کتاب	محقق	حوالہ نمبر
۱	غزائے افراد المجلالیہ	احمد بن یعقوب البیہقی	۱۷
۲	شرح کافیه	قاسمی احمد بن محمد دولت آبادی	۲۰
۳	حاشیہ توقانی گزرونی اور غیاث الدین		
	منصور شیرازی بر شرح الہندی -	"	"
	(برہر یک علیحدہ علیحدہ)	"	"
۴	ارشاد در نحو	"	"
۵	سیافیہ (نمبر ۲ کے آخر میں منقسم)	"	"
۶	شرح بزدوی در اصول فقہ تا بحث امر مستفاد	"	"
	شیخ محمد ابن عیسیٰ جون پوری	"	"
۷	البحر المراج تفسیر القرآن دولت آبادی	"	"
	بزرگاری حاشیہ	"	"
۸	شرح قصیدہ بانسہ سعاد	"	"
۹	مقتیدہ برودہ	"	"
۱۰	رسالہ فی تقسیم العلوم	"	"
۱۱	مناقب السادات	"	"
۱۲	انوار السعاد	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	نواله نمبر
۱۳	رساله فی العقیدة الاسلامیہ	قاسمی احمد بن محمد جون پوری	۱
۱۵	فتاویٰ ابراہیم شاہیہ	"	"
۱۶	جمع الفرق المناخ الحرف و دیگر	"	"
۱۷	مقانیف نامعلوم الاسماء	احمد بن عبد اللہ شیرازی	۲۲
۱۸	اشرفیہ در مختصر و علم نحو	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۳۳
۱۹	التعلیقات علی المداہ	"	"
۲۰	فصول مختصر فی اصول الفقہ	"	"
۲۱	شرح غوارث المعارف	"	"
۲۲	شرح علی فصول المحکم	"	"
۲۳	قواعد العقائد	"	"
۲۴	اشرف الانساب	"	"
۲۵	بکر الانساب	"	"
۲۶	بجر الادکار	"	"
۲۷	فوائد الاشرف	"	"
۲۸	بشارة الذاکرین	"	"
۲۹	اشرف الفوائد	"	"
۳۰	تبیین الاخوان	"	"
۳۱	حجة الذاکرین	"	"
۳۲	فتاویٰ الہدایہ	"	"
۳۳	توزیح فی تفسیر القرآن	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	نمبر شمار
۳۲	الاوراد والاشراف	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۳۲
۳۳	دریان فارسی	"	"
۳۵	مرآة الحقائق	"	"
۳۶	کثر الدقائق	"	"
۳۷	رسالہ فی جواز اللہ علیٰ نرینہ	"	"
۳۸	رسالہ فی جواز سماع الخناز	"	"
۳۹	لبشارة المریدین	"	"
۴۰	ارشاد الاخوان	"	"
۴۱	مکتوبات	"	"
۴۲	انیس العاشقین	شیخ حسام الدین مانک پوری	۵۷
۴۳	رفیق العارفين	"	"
۴۴	ملفوظات	"	"
۴۵	لطائف المعانی (در حقائق المعارف) یہ آپ کے	"	"
۴۶	والہد کی تصنیف کشف الاسرار کی شرح بیضا ہے	"	"
۴۷	حضرات الخمس (در توحید)	شیخ حسن انجبینی اچھی	۴۳
۴۸	رسالہ بہات	"	"
۴۸	دریان فارسی	"	"
۴۹	تحفة المند (در موسیقی)	سلطان حسین الشریقی	۴۶
۵۰	المعارف در نحو	شیخ حسین ابن محمد سلیمی گلبرگونی	۴۸
۵۱	شرح المنقذ (ماقط آپ کے والد کی تالیف ہے)	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۵۲	رسالہ در اباحتہ سماع	شیخ حسین ابن محمد حسینی گلبرگزی	۴۸
۵۳	رسالہ فی لبس النخلین فی المسجد	"	"
۵۴	رسالہ فی مقالات صوفیہ	"	"
۵۵	رسالہ فی التعریف الفارسیہ	"	"
۵۶	التعریف الممالکی	"	"
۵۷	المزید والمراد	مولانا شمس الدین خواجہ جی کرڑھی	۷۱
۵۸	الربیع	ملقط از مشارق صباغانی	"
۵۸	تحفۃ السلاطین	ملا داؤد گجراتی	۷۸
۵۹	فتاویٰ حمادیہ	مفتی رکن الدین ناگوری	۸۲
۶۰	راحت القلوب	شیخ زین الدین عربی	۸۵
۶۱	شرح بزودی	شیخ سعد الدین عربی	۹۲
۶۲	شرح حسامی	"	"
۶۳	شرح کافیہ	"	"
۶۴	شرح المصباح	"	"
۶۵	شرح رسالہ مکتیہ (اپنے مرشد کے)	"	"
	ملفوظات	"	"
۶۶	مناقب الاصفیاء	شعیب بن جبلائی	۱۰۴
۶۷	التمہیدات علی نیج التہمیدات	شیخ شیر خاں دہلوی	۱۰۷
۶۸	دلیان فارسی	"	"
۶۹	مرآۃ العارفين	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حواله نمبر
۷۰	تاریخ محمود شاهی (در حالات محمود شاه منذ و ما لوه)	حکیم شهاب الدین جوهر پوری	۱۱۳
۷۱	دستور المبتدی و علم صرف	شیخ صفی الدین	۱۱۵
۷۲	غایۃ التحقیق شرح کافیہ	"	"
۷۳	تاریخ محمود شاهی در حالات سلطان محمود شاه منذ و ما لوه	مولانا عبدالکریم بنانی	۱۱۷
۷۴ تا ۸۲	۹ مقامات نامعلوم الاسماء	شیخ عبداللطیف فتنی گجراتی	۱۲۸
۸۳	رسالہ نہ معلوم الاسم در معلومات و وظائف شماره	شیخ عبداللہ شطاری	۱۲۸
۸۴	کتاب نہ معلوم الاسم	مولانا عبدالملک جون پوری	۱۳۱
۸۵	شرح شرح قاضی شهاب الدین نمبر	مولانا علاء الدین جوهر پوری	۱۳۵
۸۶ تا ۱۰۴	نامعلوم الاسماء	"	"
۱۰۵	مختصر اللفاظ	شیخ علاء الدین علی بن اسعد دہلوی	۱۳۸
۱۰۶	جامع العلوم (در ۲۰ مجلدات)	"	"
۱۰۷	تبصیر الرحمن و تیسیر المان حکمر	علی درانی علاء الدین	۱۴۰
۱۰۸	الزوارف فی شرح العوارف	"	"
۱۰۹	مشرح البیوض فی شرح النصوص استجلاء البصر فی الرو علی استقصاء النظر استجلاء ابن المطهر الحلی	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حواله نمبر
۱۱۰	النور الاظهر في كشف سر القضاء والقدر	علاء الدين علي هاشمي	۱۴۰
۱۱۱	الفن في شرح النور الاظهر الازهر شرح نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۲	احكام التائيد في شرح اوله التوحيد	"	"
۱۱۳	شرح الفصوص	"	"
۱۱۴	الغام المملک العلل باحكام حکم الاحکام	"	"
۱۱۵	ترجمه لمحات العراق	"	"
۱۱۶	شرح (نمبر ۱۰۹)	"	"
۱۱۷	رساله جوامع جهال بمنه	"	"
۱۱۸	آراء الدقائق في شرح مرآة الحقائق نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۹	امحاض در رد طاعن شيخ اكبر	"	"
۱۲۰	رساله در فقه امام شافعي	"	"
۱۲۱	بحر المعاني	شيخ محمد بن عمر توي	۱۸۶
۱۲۲	وقائق المعاني	"	"
۱۲۳	حقائق المعاني	"	"
۱۲۴	بحر الانساب	"	"
۱۲۵	ارشاد الطالبين	شيخ محمد بن ظهير كروي	۱۸۷
۱۲۶	معيان المقصود	"	"
۱۲۷	اساس الطريقة	"	"
۱۲۸	مناهج شطارية	شيخ محمد بن علاء منيري	۱۹۰
۱۲۹	چند رسائل في معلوم الاسماء بنام مریدان خورش	شيخ فتح الله داودي	۱۵۳

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۳۰	تاریخ گجرات لکھن نمبر ۱۴۲	قاسم بن محمد گجراتی	۱۴۲
۱۳۱	المصباح در نحو	شیخ کبیر الدین ناگوری	۱۴۹
۱۳۲	مبارک شاہی	مبارک شاہ علوی	۱۷۶
۱۳۳	شرح التہسیل لابن مالک طائی	دامینی محمد بن البرک	۱۷۸
۱۳۴	مصابیح الجوامع شرح صحیح البخاری	"	"
۱۳۵	عین الحیوة تلخیص حیوة الحيوان ومیری	"	"
۱۳۶	تحفة الغریب فی شرح معنی اللبیب	"	"
	ابن ہشام نخوی	"	"
۱۳۷	شرح الخزایہ	"	"
۱۳۸	جواہر البحر	"	"
۱۳۹	الفراک البدریہ منظوم	"	"
۱۴۰	مقاطع الشرب	"	"
۱۴۱	نزول الخیث شرح لامیۃ العجم صفدی	"	"
۱۴۲	شرح شمسہ در منطق	شیخ محمد ابن علی الہمدانی	۱۹۱
۱۴۳	جامع الفنون	"	"
۱۴۴	آداب السالکین	محمد بن القاسم اودھی	۱۹۵
۱۴۵	تفسیر القرآن بر انداز کشاف	شیخ محمد ابن یوسف جیلانی دیوبند گجراتی	۲۰۰
۱۴۶	شرح مشارق الانوار برنگ معرفت و عرفان	"	"
۱۴۷	ترجمہ مشارق الانوار (فارسی)	"	"
۱۴۸	معارف شرح عوارف (")	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۹	شرح الفصوص (فارسی)	شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی	۲۰
۱۵۰	شرح آداب المریدین (در عربی و فارسی)	"	"
۱۵۱	شرح التہذبات مؤلفہ علیہ القضاۃ ہمدانی	"	"
۱۵۲	شرح رسائل القشیریہ	"	"
۱۵۳	شرح رسالہ ابن عربی	"	"
۱۵۴	شرح فقہ اکبر	"	"
۱۵۵	شرح بدر الامالی	"	"
۱۵۶	شرح العقیدۃ الحافظیہ	"	"
۱۵۷	رسالہ در سیرۃ النبی صلعم	"	"
۱۵۸	اسماء الاسرار	"	"
۱۵۹	حدائق الانس	"	"
۱۶۰	کتابے در ضرب الامثال	"	"
۱۶۱	رسالہ فی اشارات اہل محبت	"	"
۱۶۲	رسالہ فی بیان الذکر	"	"
۱۶۳	رسالہ فی بیان المعرفت در رسالہ فی التفسیر	"	"
۱۶۴	المحدث در ولایت ربی فی احسن صوریہ	"	"
۱۶۵	رسالہ فی استقامتہ الشریعہ	"	"
۱۶۶	رسالہ فی شرح لتبیر الوجود (در فارسی)	"	"
۱۶۷	(در لہجہ و سہت و باشد)	"	"
۱۶۸	عاشیہ بر قوت القلوب (مکی)	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۷	الربعین د جس کی ہر حدیث پر صحابہ و تابعین و مشایخ کے آثار ہیں	شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی	۲۰۰
۱۴۸	مناظرۃ الانساب	خواجہ علاء الدین محمود گیلانی	۲۱۳
۱۴۹	تولید الفارسی	"	"
۱۵۰	رسالہ بخدمت مولانا نظامی	"	"
۱۵۱	آداب الفضلاء و راجعت	قاسمی خاں محمود دہلوی	۲۱۴
۱۵۲	تحفۃ المجالس	برصاالت شیخ خود	۲۱۵
۱۵۳	افاضۃ الانوار فی احادیث اصول النور	ابو الفضل شیخ محمود بن محمد حنفی	۲۱۷
۱۵۴	المقصد	تاج الدین محمود بن محمد غزنی دہلوی	۲۱۸
۱۵۵	الکفایۃ المجاہدۃ	شیخ منصور بن محمد بن احمد کشمیری	۲۲۱
۱۵۶	ملفوظات	شیخ موسیٰ ابن عزیزی الدہلوی	۲۲۵
۱۵۷	مجالس برہانی	شیخ یحییٰ بن علی ترمذی	۲۲۶
۱۵۸	مشاغل برہانی	"	"
۱۵۹	مشاغل جلالی	"	"
۱۶۰	مشاغل متکالی	"	"
۱۶۱	ترجمہ منہاج الحاکمین	شیخ یوسف ابن محمد ایرجی	۲۲۲

نواں طبقہ

طریقہ سائنس

مشتمل بر حصہ ۱ و ۲

نواں طبعت

مشتمل بر مشاہیر و دیں صدی ہجری

حرف الف

۱۔ سلطان ابراہیم شرقی جو پوری

م سنہ ۱۲۲۲ھ

”سلطان عادل و کریم“ ابراہیم پسر خواجہ جہاں جون پوری سلطان الشرق نے اپنے بھائی
مبارک شاہ کے بعد شکستہ میں امور سلطنت کا آغاز عدل و احسان سے کیا۔ اقتدار سنبھالتے
ہی حسن سیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس کی سیاست نے رعایا کو رام کر لیا۔ وہ دین و عقل اور
مروت کے ساتھ جملہ خصائل حسنہ کا مرقع تھا۔ اہل کمال ہر طرف سے کھینچ کر اس کے پاس
آگئے۔ انراں جملہ قاضی شہاب الدین و دلت آبادی و قاضی نظام الدین گیلانی و شیخ ابو الفتح
بن عبد الحئی ابن عبد المقتدر شریعی کنڈی اور ان کے ہم مرتبہ اکثر اہل علم۔

وہ طبعاً ایسا سخی اور زیرک اور دین و دنیا کے تمام اہم امور سے پوری طرح واقف تھا کہ ہر آنے والے کی ضروریات سے آگاہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین مذکور صاحب فراموش ہو گئے اور بیماری نے طول کھینچا۔ سلطان ان کی عیادت کے لئے پہنچے تو پانی کا ایک پیالہ منگایا اور اسے سات مرتبہ ہاتھ کے سر کے گرد گھمایا۔ اس کے بعد یہ دعا مانگی :-

(اللہم ان قدرت لہ الموت فاصرفہ عندائی) (اے الہی اگر تیرے موت ان کے مقدر میں

لکھ دی ہے تو اسے میری طرف لوٹا دے !)

سلطان کی وفات ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات پر پورے ملک میں ایک تہلکہ

مچ گیا۔ جون پور کی جامع مسجد اور کئی مدارس ان کی یادگار ہیں۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۔ قاضی ابراہیم بن فتح اللہ ملتان

(اجہد سلطان علاء الدین بہمنی)

۷ جمادی الآخری ۷۹۵ھ

الشیخ الفاضل قاضی ابراہیم ابن فتح اللہ بن البکر ابن فخر الدین ابن بدر الدین ریجی۔

اسمعیلی غوری۔ علوم متداولہ از قسم فقہ و اصول و ادب عربی میں سربراہ و وہ روزگار تھے ملتان مولدہ شہانہ یہاں کے اساتذہ علم و فن سے اکتساب کے بعد دکن کے شہر بیدری میں پہنچے۔ یہ

زمانہ سلطان علاء الدین بہمنی کا تھا۔ جس کے مرنے پر وہ اس کے دونوں بیٹوں نظام شاہ

اور محمد شاہ کے مابین مقرر ہوئے۔ کائنات پر حاصل ہوا۔ سلطان محمد شاہ

کے عہد میں پہلے آصف شہر بیدری کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور دکن کے قاضیوں میں

سب سے بلند مرتبہ پایا جس کی بدولت آپ کی معیشتی زندگی نہایت فراغت و خوشحالی سے بسر ہوئی۔

زہد تقویٰ کے علاوہ شریعت ظاہری کے پورے

پابند تھے۔ متعدد کتب ہیں

معارف العلوم فی تعریفات العلوم الفنون

بھی لکھیں۔ ان میں عربی زبان میں معارف العلوم فی تعریف العلوم والفنون بھی ہے۔
اولاد :- ان کی اولاد میں سے ہر ایک نیکو کار اور صالح اور اپنے ہمد کی یادگار تھا۔ ان
میں سے سب سے نامور شیخ محمد بن ابراہیم ملتانی تھے۔ بیدرہی میں رحلت فرمائی اور وہیں
آسودۂ لحد ہوئے۔ (بحوالہ مخزن الکرامات)

۳۔ شیخ ابوالفتح بن عبدالحئی جو پوری

م ۱۲۳۰ ریح الاول ۸۵۵ھ بروز جمعہ

الشیخ الفاضل الکبیر العلامۃ ابوالفتح بن عبدالحئی بن عبدالمقتر ابن رکن الدین شریحی الکنڈی
الدہلوی ثم جون پوری۔ اپنے ہمد کے ممتاز علما میں سے تھے جو ملی میں اپنے والد کی رحلت کے
بعد ۱۲۰۱ھ محرم الحرام ۸۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

مشہور فاضل اپنے جد قاضی عبدالمقتر کی زیر تربیت پروان چڑھے اور ان ہی سے علوم ظاہری و باطنی
میں فیض حاصل ہوا۔ دہلی میں ایک مدت تک مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ مگر سلطنت میں بزبانہ ملکا
سلطان تیمور جون پور منتقل ہو گئے۔ اور یہیں طرح اقامت ڈال دی۔
علامہ جونپوری کو علوم فقہ و اصول و کلام و لغت اور نقد شعر میں ملکہ تام حاصل رہا
اللہ سبحانہ نے غیر معمولی انہیں فصاحت و بلاغت سے وامر حصہ عطا کیا تھا۔

وفات :- بروز جمعہ ۱۲۳۰ ریح الاول ۸۵۵ھ کو ہوئی۔ (بحوالہ اخبار الانصار)

۴۔ شیخ ابوالفتح ابن العلا کا پوری

شیخ ابوالفتح بن علا الدین قرشی جو بڑے صالح، متدین اور علم و عمل کی دولت سے بہرہ
مندی تھے۔ آپ کا اصل وطن گوالیار تھا۔ بعد میں کانپی میں سکونت اختیار کی۔ طرفیت میں زالمی
ادب شیخ محمد بن لیرف حسینی دہلوی کے سامنے تہ کیا اور جملہ علوم شریعت میں محارت
حاصل کی۔ اور انہی سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی "عوارف المعارف" پڑھی۔ اس کے

بعد حج بیت اللہ کا قصد کیا اور حرمین شریفین روانہ ہو گئے اور زیارت حرمین کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی چند بلند پایہ تالیفات بھی ہیں جن میں سے "التکمیل فی النحر" اور "المشاهدة فی المقصوف" کا ذکر اخبار الانبار میں موجود ہے۔

۸۶۲ھ میں کالپی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے (نزہۃ الاصفیاء)

۵۔ شیخ ابوالفیض گلبرگوی

م ۶ ربیع الاول ۸۶۵ھ

(لجہد سلطان علاء الدین بہمنی)

الشیخ الصالح ابوالفیض بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی "الشیخ من اللہ" "الکبرگوی" فضل و صلاح میں ممتاز۔ مولد گلبرگہ۔ یہیں پروان چڑھے اور وہیں کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر اپنے حقیقی بھائی شیخ ید اللہ الحسینی سے استفادہ کیا۔ انہی کے حکم سے احمد آباد بیدر چلے گئے جہاں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے ان کا استقبال فرمایا اور انہیں زرعی اراضی والے چند قطعات جاگیر میں عطا فرمائے اور ممدوح نے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور ان سے محمد بن ید اللہ الحسینی اور دوسرے علمائے استفادہ کیا۔ ۸۷۹ھ ربیع الاول ۸۷۹ھ میں لجہد محمود شاہ بہمنی احمد آباد میں انتقال کیا۔ (بحوالہ ہر جہاں تاب)

۶۔ شیخ ابوالقاسم جرجانی

(لجہد سلطان احمد شاہ علاء الدین بہمنی)

اپنے دور کے ممتاز علمائے ہیں۔ ہندوستان آئے اور دکن کو اپنا وطن ثانی بنالیا۔ یہ زمانہ سلطان احمد شاہ اور ان کے دلی عہد علاء الدین بہمنی کا تھا۔ امرا کے نزدیک انہیں اچھا اثر و رسوخ حاصل ہو گیا۔

۷۔ شیخ احمد بن برہان گجراتی آخر الاولیاء

۲۲ ربیع الثانی ۸۸۵ھ

شیخ العالم الصالح احمد بن برہان بن ابو محمد ابن ابراہیم بن محمد الخوری شاہان غزنیہ گجراتیہ کی نسل سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ شیخ صدر بخیاں گجراتی سے پڑھا اور طریقت میں شیخ محمد بن عبداللہ حسینی البخاری سے فیض یاب ہوئے۔ حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔ اور ان سے بہت سے لوگوں نے اکتساب کیا۔

وفات :- اپنے شیخ کی وفات کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۸۸۵ھ میں وفات پائی اور تلج پور محلہ احمد آباد میں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ بعض سخن گستر حضرات نے ان کی تاریخ وفات آخر الاولیاء ۸۸۵ھ لکھی۔ (مرآة احمدی)

۸۔ شیخ احمد بن الحسن بلخی

۲۶ ربیع الاول ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الفقیہ احمد بن الحسن بن الحسن بن معز الدین البلخی برہان الدین ابوالقاسم ہندی بہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے مشہور مشائخ سے تھے۔ ۲۷ رمضان ۸۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :- عقاید نسفی مع شرح مظہری اپنے جدا مجد حسین بن المغز سے پڑھی۔ اور لقیہ درسیات اپنے والد ماجد سے۔ حوزین تشریف لے گئے۔ حج کیا۔ زیارۃ مدینہ سے شرف ہوئے اور واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اور اپنے والد کے بعد مسند خلافت کو زینت بخشی۔ لوگ انہیں ”لنگر دریا“ کہتے۔

۹۔ سلطان احمد شاہ بہمنی

م ۸۸۶ھ

”الملك المويّد“ احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی السلطان الصالح اپنے حقیقی بھائی

فیروز شاہ بہمنی کی زندگی ہی میں ۸۲۵ھ میں دکن کی سلطنت کا نظام ہاتھ میں لیا۔ اور ماتحتوں کو عدل و سخاوت کے ساتھ اپنا مطیع کر لیا۔ احمد شاہ نے شیخ محمد بن یوسف حسینی نزیل و دین گلبرگہ کی بیعت کی۔

ان کے مسترشدین کے لیے سرفلک محل اور قیام گاہیں تعمیر کرا دیں اور ان کے لیے زرعی اراضی وقف کر دی۔ اس نے کفار سے بھی کئی جنگیں لڑیں اور انہیں سرنگوں کر کے ان پر جزیہ عائد کر دیا اور مساجد اور زادیے بھی تعمیر کرائے۔

یہ بادشاہ نہایت عادل، فیاض، بہادر، سچے باک اور خوش نصیب تھا۔ ہر لڑائی میں کامیابی اس کے مقدر میں تھی۔ اور ہر گتھی اس کی تدبیر سے سلجھ جاتی۔ جو شہر فتح کرتا اس کے باشندے دل سے مطیع فرمان ہو جاتے۔

دکن میں اس نے ۸۳۲ھ میں بیدر آباد کر کے احمد آباد نام لکھا اور اسے دار السلطنت بنایا۔ اس شہر میں عالیشان محل تعمیر کرائے جس پر مشہور شاعر آذری اسفرائینی م ۸۸۶ھ نے یہ قطعہ لکھا۔

جنڈا مقبرہ مشید کہ زفر ط عظمت

آسمان شدہ از پایہ این درگاہ است

آسمان ہم نتواں گفت کہ ترک اولبت

قصر سلطان جہاں احمد بہمنی شاہ است

سلطان احمد شاہ نے ۱۲ سال دو ماہ واد حکومت فرمے کر ۲۸ رجب ۸۲۲ھ میں اس

دار فانی سے رحلت کی۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۰۔ شیخ احمد بن عمر الرودولی

م ۵۸ جمادی الاخریٰ ۸۳۶ھ

صاحب مقامات علیا جن کا دوسرا نام عبدالحق ہے۔ رودلی وطن اور اپنے عہد کے ممتاز اولیاء سے تھے۔ کہ ان کی مانند زہد و عبادت میں کوئی ان کا مثل نہ تھا۔ مولد قصبہ رودلی ہی ہے جو علاقہ اودھ میں ہے۔ بلوغت میں اپنے برادر حقیقی شیخ تقی الدین کے پاس دہلی تشریف لے آئے۔ مدوح اپنے معاصر علمائیں سربر آوردہ روزگار تھے۔ مگر شیخ احمد صاحب اپنے زہد و شغف عبادت کی وجہ سے درسیات پر مائل نہ ہو سکے۔ دہلی سے پانی پت تشریف لے آئے اور حضرت جلال الدین گادرونی کے ملازم خدمت ہو کر برسوں ریاضت فرمائی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حقائق و معارف کے دروازے کھول دیئے۔ اور علوم ظاہری میں بھی مہارت تامہ سے ہرہ در کیا۔ ان کے بعد مرتبہ شیخو خیت پر بھی فائز ہوئے مسلسل پچاس سال تک یہی شغل رہا ہے، بے شمار افراد ان سے مستفیض ہوئے۔ رودلی آکر داعی اجل کو لبیک کہا اور یہیں آسودۂ خاں ہوئے۔ ان کا مزار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

۱۱۔ شیخ احمد بن محمد تھانیسری

م ۸۲۲ھ

ہندوستان کے شعراء الشکرگو سے ہیں۔ فقہ و اصول و ادب عربی میں بھی ان کو ماکہ حاصل تھا۔ دہلی مولد و منشا ہے۔ علوم ظاہری قاضی عبدالمقدر بن رکن الدین شریفی الکنڈی سے پڑھے اور طریقت میں حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے مستفیض ہوئے۔ جن کے برسوں ملازم خدمت رہے۔ امیر تمپور کے عہد میں دہلی سے ۸۵۰ھ میں نکلے۔ حالانکہ امیر تمپور استفادہ کے لئے انہیں اپنے ہمراہ ہرقندلے جانے پر مصر تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور دہلی

کاپی پیچے اور وہیں طرح وطن ڈال دی۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ قصیدہ کہا۔

رہا ج لوعة قلبی التائه الكمد!
 حامية صلات من الاج الكبد!
 من بين مضطجع منهم ومستند!
 ولا خيال سرور راو فی مخلص!
 وليت جبل واري غير منعقد!
 وليت سراجا على وغمر ولم تعد!
 والقلب في جلد والده في رقد!
 والجبد سر تفتح سما لا نجم السعد!
 والشب منظم لم ير بالبدرا!
 عند الصباح وشدا العبر بالقند!
 تبدى نشاط على الاعيان والنجد!
 الى المدي وكان الحى لم يقيد!
 مع اندهى بالافاق كالشهد!
 كما سيف يلقى بلا غيرة الفرد!
 ولا وصول الى ذاك الحى بيد!
 وارحل الى السيد المختار من ادرا!
 سوى جناب رسول الله مقدر!
 سهل الفناء وحبيب الباع والصفا!
 مفللا وكهلا وفي شب وفي فرد!

اطار لبي خنين الطائر الغرد
 واذكر تني عهدا بالحمى صلفت
 به سبات تورقني والقبوم قد هجوا
 ما ازار طرقي غمض لجد لجدكم
 ليت المحوى لم يكن بيني وبينكم
 كانت مواسم ايام وعزتها
 عشنا بها وعيون النسيم واقدة
 والامر منمذع والكرب منمذع
 والشب ملتئم والعهد منمذع
 حتى استهل غروب البين فارتجوا
 من كل هوجاء مرقال عذافرة
 كانت لم يكن بيني والحقى النسي
 صاروا احاديث تروى لجد ما طردوا
 بقيت فردا وراح الناس يحلهم
 لا عيش لجد لبيبات اللوى وغلا
 خيل الايامايت عن ليلي وجارها
 وليس في الدين والدنيا واخرتي
 بر روف رحيم سبب مستند
 رب الندى والمجدى والسامحات معا

باللطف ملتحن بالبر متسدد
 بالحق متصل بالصدق منفرد
 في الله محبتهم بالله مقتصد
 بالشكر متزجر بالحمد منجرد
 دفاع مظلمة عن كل مضطهد
 والبذل مشيمته في الوجد والويد

بالعلم مكتشف بالحلم متصف
 بالخلق مشتمل بالوفق مكتحل
 بالشرع معتصم للدين منتقم
 بالفقر مفتخر بالزهد مشتهر
 خطاب مفصلة وصناع مكرمة
 العدل سيرته والفضل طيبته

ومن تلك القصيدة

وأكرم الخلق من حر ومن عبد
 والنفس والمال والأهلين والولد
 وطال شوقي إلى لقاءك يا سندی
 ويا فرادی ويا ظهري ويا عضدي
 وليس لي باصطبار عند من مدد
 نحو الحجاز ونحو البان والنجد
 وهل أجربها أنيال من برد
 يا لهف نفسي إذا ما كنت لمارفد
 فليس غيول يا مولاي ملتحي
 عن الهوى وذوي الدنيا وعن سدر
 على البني بنى الحق والرشدة
 إلى الصراط صراط غير ملتحي
 أحبهم شغفا في الغيب والعتد
 ربي الفلا فكساها حلة القته

يا أفضل الناس من ما هن وموتف
 أفديك بالروح والقلب المشوق معا
 قد عاقني البعد عن مرماي يا سکنی
 ويا حيوتي ويا روجي ويا حبدي
 مالي اليل بقطع البید من قبل
 وهل تخب بنا خوص مرجمة
 وهل أسامر فيها أهلها صحرا
 أرجو الوفاة في أرض حلت بها
 عطفاً على ورفقاني ومكرمة
 واشفع إلى الله لي في ان شيطني
 يارب صل وسلم دائما ابدا
 محمد أحمد الهادي لامتد
 وصحبة وزوية الطاهرين ومن
 ملاح برق وما سح الخمام على

واعبق الروض بالازهار موقدة
وما تغر غرید علی فنن
مطوۃ بھی بالکر برد
عفن الارومة محضل وملبتدا

ترجیہ :-

• منتوش الحان پرندہ کی آواز میری عقل لے اڑی اور میرے قلب سوختہ کی بے چینی میں اور اضافہ کر دیا۔
• کہو تری نے جو انتہائی سُرِ بلی آواز کے ساتھ گارہی تھی مجھے وہ تمام عہد و پیمان یاد دلادے جو محبوبہ کے ساتھ کئے تھے۔

• محبوبہ نے اس حال میں رات بسر کی کہ قوم کے باقی لوگ یا تو سو گئے تھے یا آرام کر رہے تھے۔
• اس کے فراق اور دوری کے بعد میری آنکھ کبھی نہ جھپکی اور جہاں ہماری ملاقات ہوئی تھی اس جگہ کا خیال کبھی دل سے نہ نکلا۔

• کاش میرے اور اس کے درمیان محبت نہ ہوئی ہوئی، اور کاش ہم محبت کی رستی میں نہ بندھے ہوتے۔
• ہم نے اس طرح زندگی بسر کی کہ جدائی کی آنکھ جاگنے والی تھی، قلب کشمکش میں مبتلا تھا اور زمانہ غفلت میں تھا۔

• غم و اندوہ کے بادل چھٹنے والے تھے اور صہم ستاروں کی طرح روشن تھا۔
• قبیلے اکٹھے ہونے والے ہیں اور عہد و پیمان کی تجدید ہونے والی ہے، اور بکھرے ہوئے کام اور متفرق امور جمع ہونے والے ہیں۔

• یہاں تک کہ جدائی اور فراق کے کوؤں نے کوچ کیا اور صبح سویرے بھورے رنگ کے اونٹ وادی قند سے روانہ ہو گئے۔

• جب قافلہ کے لوگ روانہ ہوئے تو ہر تھکے ماندے اور تازہ دم کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔
• گویا السیاحسوس ہو رہا تھا جیسے وادی لوی ایک پہنچتے پہنچتے ان کا باہمی تعلق ختم ہو گیا تھا اور ان میں پہلے سے کوئی آشنائی نہ تھی۔

• قافلہ کی روانگی کے بعد ان کی باتوں اور داستانوں نے لوگوں کے کانوں میں صلاوت اور شیرینی گھول دی۔

• قافلہ تو چلا گیا۔ مگر صرف ایک متنفس باقی رہ گیا جیسے تلوار بغیر میان کے رہ باقی ہے۔

■ وادی لوی کی راتوں کے بعد اب کوئی عیش و مسرت باقی نہیں رہی، اور اب اس وادی کی طرف پہنچنا میری ہمت و اختیار سے باہر ہے۔

• محبوبہ اور اس کی سہیلیوں کے ذکر کو رہنے دو! اب میرے سرواڑ اور سید مختار کی طرف کوچ کر!

■ دنیا و آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی میرا ماویٰ و ملجا نہیں ہے۔

• جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کرنے والے ہیں، مہربانی کرنے والے ہیں، رحیم ہیں، سردار ہیں، پیشوا ہیں، سائل پر کشادگی اور فراخی کرنے والے ہیں، اور بخشش کرنے والے ہیں۔

• ہر حال میں، ہر صورت میں اور ہر کبیر و صغیر پر بخشش اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

• علم کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ظلم کے ساتھ متصف ہیں، لطف و کرم میں لپٹے ہوئے ہیں اور بھلائی پر تکبیر کئے ہوئے ہیں۔

• اچھی عادتوں کے حامل ہیں اور نرمی کا سرمہ لگائے ہوئے ہیں، حق کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور سچائی میں منفرد ہیں۔

• شریعت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں، دین کے معاملہ میں سزا دینے والے ہیں، اللہ کے لئے کوشش کرنے والے ہیں اور دہر کام میں اللہ ہی کی خوشنودی کا ارادہ کرنے والے ہیں۔

• فقر پر فخر کرنے والے ہیں، زہد کے لئے اپنے کو تیار کرنے والے ہیں، شکر کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ حمد کے لئے اپنے کو راہ چیزوں سے خالی کرنے والے ہیں۔

• حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں، خطیب ہیں، معظم و مکرم ہیں اور دشوار چیزوں کو سہل اور آسان کرنے والے ہیں۔

■ انصاف ان کی سیرت ہے اور فضل و کرم ان کی عادت ہے، اور عیش و فراخی اور بے مانگی دونوں حالتوں میں خرچ اور ایثار کرنا ان کی طبیعت ہے۔

ومن تلك القصيدة (۴۱)

• اے تمام موجود اور آنے والے لوگوں سے افضل، اور تمام آزاد اور غلام لوگوں سے زیادہ بلند اخلاق۔

- میں اپنی رُوح، مشاقِ دل، مال و دولت اور اہل و عیال سمیت تجھ پر فدا ہوں۔
- تحقیق دُوری نے مجھے میری منزل اور مقصود سے روک دیا، اور اے میرے سردار۔ تجھ سے ملنے کا شوق مجھ میں اور بھی زیادہ ہو گیا۔
- اے میری زندگی، اے میری رُوح، اے میرے جسم، اے میرے دل، اے میری نِشت اور اے میرے اعضاء۔ کیا یہ درختوں کے بکھرے ہوئے اور اُن جانے پتے نجد اور حجاز کی طرف رہ نمائی کرنے میں ہمارے ساتھ دھوکہ کریں گے؟
- اور کیا ہم اپنے احباب اور گھر والوں سے صبح تک بات چیت کریں گے اور اُن کے دامنِ شوق کو کھینچیں گے!
- جس سرزمین اور وادی میں ہم اترے ہیں وہاں ہم اجتماع کی اُمید کرتے ہیں۔
- اے میرے آقا۔! مجھ پر لطف و کرم اور شفقت و عنایت کیجئے، آپ کے سوا میرا مولا اور مددگار کون ہے!
- میں اللہ کی مدد طلب کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے دُنیا کی حرص و ہوس سے محفوظ رکھے!
- اے پروردگار! تو حضور علیہ السلام پر جو نبی برحق ہیں ہمیشہ صلوٰۃ و سلامتی نازل فرما!
- جن کا نام نامی محمد اور احمد ہے۔ جو اپنی اُمت کو بالکل ٹھیک اور سیدھے راستہ پر چلانے والے ہیں۔
- آپ کے صحابہ اور آپ کے آل و ازواج کی محبت اور اُن کا ذکر ہر خلوت و جلوت میں میرا محبوب مشغلہ ہو۔

۱۲۔ احمد حنیفی بیجاپوری

۲۲ ربیع الاول ۱۲۲۲ھ

”الشیخ الصالح“ احمد بن ابوالاحمد۔ علمائے عالمین اور حضرت ابوالقاسم حنیف لہنادی کی اولاد سے تھے۔ بیجاپور کے لواحق قریہ کر بجگی وطن تھا اور وہیں مدت الحمد درس دیا۔ جس میں بے شمار افراد نے ان سے فیض حاصل کیا۔ (تاریخ دکن)

۱۳۔ شیخ احمد گجراتی

۱۰ ماہ شوال ۱۲۲۲ھ

”الشیخ الصالح“ احمد بن ابوالاحمد المشہور بہ احمد حجت۔ ممتاز علما سے ہیں۔ شریعت و طریقت دونوں میں شیخ احمد کھتوی گجراتی سے اکتساب کیا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے حتیٰ کہ شیخوخیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور آپ سے بے شمار افراد متفہم ہوئے۔ شرفتن گجرات میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے (تاریخ دکن)

۱۴۔ احمد بن ابوالاحمد قزوینی

(العبد محمود شاہ بہمنی)

”الشیخ الفاضل“ احمد قزوینی سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد میں مشہور اکابر سے تھے۔ سلطان غیاث الدین محمود نے انہیں سیف الدین غوری کی عہد ۷۹۹ھ میں وکالت مطلقہ پر فائز کیا اور اسی سندہ میں اس منصب سے معزول کیا۔ مگر سلطان احمد شاہ یا اس کے ولی عہد علاء الدین بہمنی کے عہد میں وکالت عظمیٰ پر فائز ہوئے۔ آپ اکابر علما میں سے تھے۔

۱۵۔ احمد شاہ گجراتی

م ۱۲۵ھ

الملك المہید۔ احمد بن مظفر گجراتی۔ کنت ابو الفضل۔

سلطان صلاح ۷۹۳ھ میں اپنے دادا کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ان کی وصیت کے مطابق دادا کی رحلت پر ۸۱۲ھ میں تمام سلطنت ہاتھ میں لی انہوں نے اپنے عہد حکومت میں عدل و احسان کا دامن وسیع کر دیا۔ کئی شہر اور قلعے فتح کیے۔ کفار سے جنگیں لڑیں اور ان پر فتح حاصل کی۔ گجرات میں ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام احمد آباد رکھا اور اسے اپنا دار السلطنت مقرر کر لیا۔ اس شہر میں کئی سر فہلک تعمیر کرائیں۔ زراعت کو ترقی دی۔ ریاست کا کام چلانے کے لیے سربراہ آوردہ عمائدین مقرر کیے۔ جن سے سلطنت کی لباط نہایت عمدہ انداز پر چھ گئی۔ تمام عالم اسلام کے سربراہ آوردہ علماء کرام احمد آباد تشریف لے آئے۔ اور فکر دنیا سے بے نیاز ہو کر عہدہ مقانیف میں مشغول ہوئے۔

ان کے حضرات میں شیخ الامام بدر الدین محمد بن ابوبکر دامینی ہیں جنہوں نے سلطان کے لئے ابن مالک کی کتاب شرح التہذیب قلم بند کی اور مصابیح الجامع جو صحیح بخاری کی شرح ہے اور غین الجیوة جو دارمی تصنیف میری کی کتاب حیوة الجیوان کا اختصار ہے تیسری ہے معنی اللیب کی شرح تحفۃ الغریب تصنیف کیں۔

باغ دنیا کی صرف ۳۲ بہاریں دیکھیں۔ مراقہ سکندری

۱۶۔ ان کے سوا اور ایسی کئی کتابیں ہیں جو امام دامینی کے ترجمہ ۱۸۷۱ء میں مذکور ہیں۔

۱۶۔ شیخ احمد بن محمود نہروانی

محرم سنہ ۸۰۰ھ

”الشیخ الصالح“ الفقیہ احمد بن محمود الحسینی العریضی نہروانی گجراتی مشایخ چشتیہ سے ہیں۔ مولد گجرات ہے۔ اپنے عم محترم شیخ حسین بن عمر العریضی عیناث پوری بم گجراتی سے پڑھا۔ اور ان کی خدمت میں مدت تک ملازم رہے۔ طریقت بھی ان ہی سے حاصل کی۔ ان کی رحلت کے بعد ان کی نیابت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

صاحب وجد و حالت تھے۔ عالم و جدی ہیں واصل بحق ہوئے۔ نہروالہ میں اپنے عم ممدوح کے مزار کے ساتھ ہی دفن ہوئے (گلزارالابرار)

۱۷۔ شیخ احمد بن یعقوب البتی

”الشیخ الصالح“ الفقیہ جلال الدین ابن احمد بن یعقوب بن محمود بن سلیمان البتی علم و فضل اور زہد و پارسائی میں عظیم التظیر تھے۔ طریقت میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد حسینی بخاری اچی سے مستفیض ہوئے۔ ان سے کتاب متفق النظم — اور — الشفافی حقوق المصطفیٰ مولفہ قاضی عیاض نے ان سے روایت بھی کی اور احادیث میں کتاب ”الفوائد الجلالیہ“ لکھی۔ جو لزواب لوز الحسن خاں سپر لزواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں ہے۔ ان کی وفات کا کچھ علم نہیں۔

لہٰذا لزواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں سے جو کتابیں لوز الحسن خاں صاحب کو ملیں کچھ تو ان سے یا ان طریقت نے چھپٹ لیں جو اس تاخت سے بچ گئیں وہ بشمول حصہ لزواب علی حسن خاں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں وقف کر دی گئیں۔ ان کی فہرست کتب خانہ میں علیحدہ ہے جو راقم نے دیکھی ہے

۱۸۔ شیخ احمد ابن ابوالاحمد مانیکپوری

م ۸۹۹ھ

السید الشریف۔ احمد بن ابوالاحمد مانیک پوری المشہور بہ شاہ جہاں ۸۹۹ھ میں مانیک پور میں پیدا ہوئے اور سن رشد میں اپج (سندھ) آکر شیخ صدر الدین بخاری سے طریقت حاصل کی۔ اور پھر حج کے مقصد سے روانہ ہوئے۔ تو گجرات آکر رک گئے اور شادی کر لی پندرہ ماہ قیام کجھیا سے پھر نہایت حرمین کا ارادہ کیا۔ اور ۱۲ سال تک حجاز میں قیام کیا۔ اس اثنا میں ۱۲ حج کیے۔ پھر ہندوستان واپس آ گئے اور نہروالہ میں مقیم ہوئے۔ حتیٰ کہ اس اثنا میں ۹ ذوالحجہ میں یہیں آسودہ لحد ہوئے ان کے مستشرقین میں سے ایک صاحب نے انہی کے قول "وارث امام علی" سے ان کا سن وفات مستخرج کیا اور "وارث امام" سے نہ ولادت اور علی کے لفظ سے ان کی مدت عمر (مرآۃ احمدی)۔

۱۹۔ شیخ شہاب الدین الکتھوی

۴۴ اشوال ۸۹۹ھ

"الشیخ الصالح الفقیہ الزلیہ" شہاب الدین احمد بن عبد اللہ الکتھوی السمرجی۔ ہندوستان کجھ میں ممتاز و سرخیل علما سے تھے۔ مولد قریہ کھتو درلواچ ناگ پور اور سال ولادت ۸۷۷ھ ہے شیخ اسحاق مغربی کی نگرانی میں پیر وال چڑھے اور گونا گوں مسائل سے بہرہ ور ہوئے ان کی خدمت میں ان کی اہل بیت سے فرقہ خلافت ارزانی ہوا۔ سمندر کے راستے زیارت حرمین کے لئے شدرہ حال فرمایا واپسی پر حجاز ہی سے کھٹو کا ارادہ کر لیا۔ یہاں سے بخارا تشریف لے گئے اور واپسی پر ۸۰۲ھ میں گجرات تشریف لائے۔ گجرات کے بادشاہ فیروز شاہ اپنے اور ان کے زمانہ قیام دہلی میں شیخ ممدوح سے متعارف تھا۔ کہ وہ اس دور میں فیروز شاہ کے اراکین سلطنت میں تھے۔ بادشاہ نے شیخ کو قریہ کھتو میں اقامت کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں اراکین میں وجاہت

حاصل ہو گئی اور محدود عوام معاصر بادشاہوں اور امرا میں مقبول ہو گئے۔ احمد شاہ گجراتی نے ان کی بیعت کر لی اور آپ نے سرکھج سے ۲ میل پر ایک بستی احمد آباد کے نام آباد کی شیخ کے طفوفات کو محمود بن سعید ارجی نے تحفۃ المجالس کچھام سے یکجا کر لئے جن میں سے ایک واقعہ درج ذیل ہے :-

”جب میں سمرقند پہنچا تو برائی بستی میں درود پر میرا معمول کسی مسجد میں جانا تھا۔ سمرقند کی جس مسجد میں گیا، دیکھا کہ ایک استاد کے حضور کئی طلبہ حلقہ کیے سبق پڑھ رہے ہیں۔ اس لمحہ میرے تن کے کپڑے بوسیدہ اور سر پر لبنیر عمامہ کے ایک ٹوپی تھی۔ میں جوتوں والی جگہ میں بیٹھ گیا۔ استاد کے سامنے حجامی پڑھی جاری تھی ٹٹھنے والا بار بار باراعزانی غلطیاں کرتا۔ استاد صاحب سنتے اور کسی غلطی پر تنبیہ نہ فرماتے۔“

میں سرکتا ہوا حلقہ میں در آیا۔ استاد نے دیکھا تو مجھے اپنے قریب بلا لیا۔ اور مہربانی سے پیش آیا۔ استاد نے مجھ سے اصول فقہ میں چند سوال کیے جن کے صحیح جواب پا کر فرمایا :-

”اس نجر علمی کے باوجود آپ گفتا بوسیدہ لباس زیب تن کیسے ہوئے ہیں حتیٰ کہ سر کی ٹوپی بھی جا بجا سے شق ہے۔“

میں نے عرض کیا :- ”علم بجائے خود قابلِ فخر و مباهات ہے۔ اگر میں ایسے علم کے ساتھ لباسِ فخرہ زیب تن کر لوں تو میرے لہنس میں فسادا بھر کر میرے اخلاق خراب کر دے گا۔“

شیخ نے ایک رسالہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھا۔ جس کی شرح ابو حامد اسماعیل ابن ہبراہیم نے کی اور عبداللہ محمد بن عمر آصفی گجراتی نے تاریخِ گجرات میں شیخ کا مولد و وفات اور عمر ہر سہ امور ان الفاظ میں قلم بند کیے ہیں :-

مولد کھنوا از لواج ناگ پور

سال ولادت ۱۲۷۹ھ

وفات در ماہ شوال ۱۴۱۱ھ

قریہ سرکھج میں واصل بحق ہوئے۔

ابو حامد ممدوح نے شیخ کا جو مرثیہ لکھا اس کا مطلع ہے۔

نحن بحالطین وھو مثل جبال

ان ذیاً لنا اتم ببال

اور تاریخ وفات میں یہ شعر!

سكان دال یاء من الشوال!

طاوہمید علی ثمان مئات

اور ان کی عمر پر یہ شعر!

مات یوم الخمیس قبل الزوال!

عمرہ دنا علی اند قطب

ابو حامد آصفی ممدوح لکھتے ہیں کہ شیخ کی رحلت پر ایک شاعر نے سلطان محمد ابن احمد

کے دربار میں جو مرثیہ پڑھا اس کے دو شعر یہ ہیں۔

چو شیخ احمد امام دین و دنیا سوی فردوس می شد خرم و شاد

فلک می گفت در تاریخ آں سال شہ عالم محمد را بقا باد!

۲۔ قاضی احمد ابن عمر دولت آبادی

۱۲۵۹ھ

الشیخ الامام العالم الکبیر الحلالۃ احمد بن عمر الزادی قاضی القضاۃ، ملک العلماء، شہاب

الدین بن سمنش الدین۔ دولت آبادی۔ ہندوستان کے ائمہ دین سے تھے۔ صاحب تذکرہ

۷۔ ویں ہجری کے بعد دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے۔ مولانا خواجگی دہوی

اور قاضی عبدالمقتدر ابن رکن الدین شترخی الکندی سے پڑھا۔ نہ صرف فقہ و اصول اور ادب میں

ممتاز اقران تھے بلکہ کسی علم میں بھی ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

انصے کی ذہانت رسانی اور ادراک تنہم، قوتِ ملاحظہ مطالعہ میں انہماک

نہ تو مطالعہ سے سیر ہوتے۔ نہ علمی مشاغل ان کو تھکاتے اور نہ بحث و نقد

میں گھبراتے۔

ایک مرتبہ قاضی عبدالقادر ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے جانے کے

بعد قاضی صاحب نے فرمایا ”میرے پاس ایسا شخص آیا جس کا گوشت پوست اور استخوان
سب علم ہی علم تھا۔“

جب مولانا خواجگی کی خدمت میں رہنے لگے اور مولانا دہلی سے کالپی آئے تو آپ

بھی استاد کے ہم رکاب تھے۔ مگر چند روز کالپی رہنے کے بعد جون پور تشریف لے گئے۔

جہاں ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہوا۔ اور جب سلطان ابراہیم شرقی نے

آپ سے ملاقات کی تو قاضی احمد نے جون پور ہی میں طرح اقامت ڈال دی۔ سلطان ممدوح

کی ملاقات کے لیے دربار میں تشریف لے جاتے تو آپ کے لیے ایسی کرسی پیش کی جاتی

جس کرسی کے پائے چاندی کے تھے۔

قاضی محمد بن قاسم ابن غلام علی بیجاپوری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:-

ایک مرتبہ قاضی صاحب ممدوح صاحب فراش ہوئے تو سلطان ابراہیم ممدوح بنفسہ عیادت

کے لیے تشریف لائے۔ سلطان نے عبادت گزاروں سے پانی طلب کیا اور برتن دیا مگر

میں لے کر قاضی صاحب کے سر پر پانی کا قدرح سات مرتبہ طواف کرائے کے بعد یہ دعا کی:-

اللہم ان قدرت لہ موقفا صوفہ عندہ الیٰ ۛ

”الہی اگر تو نے قاضی کے لیے موت مقدر ہی فرمادی ہے تو اس

کی بجائے موت میری طرف پھرا دے۔“

مضامین:- قاضی احمد صاحب نے کئی کتابیں لکھیں جو عربی و فارسی میں بہت مقبول

(۱) شرح کافیہ ابن حاجب :- چلی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ اس شرح پر مولانا الفاضل میاں اللہ جون پوری نے حاشیہ لکھا "مگر صحیح یہ ہے کہ میاں اللہ جون پوری نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔

(۲) شرح الہندی حاشیہ للتوقانی وکاذرونی اور غیاث الدین منصور شیرازی — بر حاشیہ

(۳) ارشاد :- "نہیں نہایت عمدہ کتاب ہے" اولہ الحمد للہ کما یجب ویرضی الخ،

(۴) معافیہ :- ارشاد کے آخر میں ہے۔

(۵) شرح نزدیکی :- در اصول فقہ تاجت امر مصنفہ الشیخ محمد بن علی بن جون پوری۔

(۶) دولت آبادی کی تفسیر القرآن پر فارسی میں حاشیہ لعنوان البحر المواجه،

(۷) حاشیہ قصیدہ بانہ سعاد

(۸) حاشیہ قصیدہ ہرودہ

(۹) رسالہ فی تقسیم العلوم (در فارسی)

(۱۰) مناقب السادات (در فارسی)

(۱۱) ہدایۃ السعاد (در فارسی)

(۱۲) رسالہ فی الحقیۃ الاسلامیہ

اور دیگر مصنفات —

انص کے رسالہ نمبر ایک (شرح کافیہ ابن حاجب) پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے

اپنی کتاب اخبار الفضلاء میں لکھا ہے :-

تفتیح المسائل میں ان کی لکھی ہوئی کافیہ ابن حاجب کی شرح ان کی تمام تصنیفات سے اچھی ہے

اور ان کی تفسیر "البحر المواجه" (بر نمبر ۴) پر شاہ صاحب مجدد فرماتے ہیں :-

"فانہ تجسم فیہ رعایۃ السیج فاضطر الی ایوار الفاظ و عبارات ہی حشر فی الکلام

الاطائل محتواء مع ذلك فائدة متحاب نافع مفید فی الجملة محتاج الی التفتیح والتہذیب۔
 اس میں مصنف شوکت الفاظ کی ترنگ میں سبج عبارت تک آپہنچا۔ جس سے بعض
 مقامات میں حشو و زاید کے ساتھ لاطائل باتیں بھی آگئیں۔ مگر یہ کتاب نافع اور فی الجملة مفید
 ہے۔ اگرچہ تنقیح و تہذیب کی محتاج بھی ہے۔

ان کی کتاب البحر الموانج کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تراکیب نحوی اور وجودی
 متصل کو کمال بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں ہے۔
 وفات بد شہر جون پوری میں ہوئی اور جامع مسجد سلطان ابراہیم کے جنوبی گوشے
 میں سپرد خاک ہوئے تاریخ ۲۵ رجب ۱۲۸۹ھ ہے۔

۲۱۔ قاضی احمد بن محمد جونپوری

۱۲۸۹-۱۲۹۰ھ

”الشیخ العالم الکبیر العلماۃ“ احمد بن محمد حقّی گیلانی لقب قاضی نظام الدین جون پوری۔
 حنفیہ کے فقہائے کبار سے تھے۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب عرب سے تشریف
 لائے اور گجرات دکن میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہاں قاضی نظام الدین احمد بن محمد پیدا ہوئے۔
 اور بڑے ہوئے پر مشہور و ممتاز اساتذہ سے پڑھا۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ میں مہارت حاصل
 کر کے اکابر علماء کی صف میں آگئے۔ پھر جون پور تشریف لائے اور سلطان ابراہیم شرقی نے
 آپ کو جون پور کا قاضی مقرر کر کے العامات ثابہی سے نوازا اور قدر و منزلت سے ممتاز کیا۔
 مصنفات :- ”فتاویٰ ابراہیم شاہیہ“ جس میں حنفی مسلک کے مطابق فقہی مسائل پر کلامہ چلی ہے
 کشف الطنون میں لکھا ہے۔

ہو کتاب کبیر من افخر الکتب کتباوی قاضی خاں، جمعه من مائۃ و ستین ۱۲۹۰
 للسلطان ابراہیم شاہ اولیٰ ”الحمد للہ الذی رفع منار العلم واعلیٰ مقداره“ انتہی

(وہ فتاویٰ قاضی خاں کی مانند بڑی جلیل القدر کتاب ہے، جسے
مؤلف نے (۱۶۰) کتابوں سے اخذ کیا اور بادشاہ ابراہیم شاہ
کے لیے لکھی اس کا حرف اول ہے الحمد للہ الذی رفع منار
العلم و اعلیٰ مقداره)

انص کی قبر قریب چامپ پور لواح جون پور میں ہے (بحوالہ تجلی نوز)

۲۲۔ شیخ احمد بن عبد اللہ شیرازی

الشیخ العالم المحدث الصوفی السیاح " احمد بن عبد اللہ ابن ابو الفتح ابن ابو الخیر بن

عبد القادر الحکیم ————— طاوسی شیرازی ————— اور لقب ہے نور الدین ابو الفتح جو
مشہور رجال علم و معرفت سے تھے۔

اساتذہ :- سید شریف زین الدین علی جرجانی وغیرہ۔ ان کے بعد شیخ مہمیش الدین

محمد بن جزری — اور مجد الدین فیروز آبادی —

صحیح بخاری میں ان کے شیوخ یہ ہیں۔

(۱) شیخ معمر بابا یوسف بہرہی المشہور بہ صد سالہ (یعنی معمر بہ ۳۰۰ سال)

(۲) محمد بن شاذلی بن فرغانی جو بجائے خود ان معمرین کے شاگرد تھے۔

۳) ابو القیمان یحییٰ بن عمار بن مقبل ابن شاہل الختلائی سمرقندی (۱۶۴) سالہ عمر

ب :- جنہوں نے ————— محمد بن یوسف ہنری سے اور انہوں نے امام بخاری

(محمد بن اسمعیل) سے سماعت کی۔ اور مشکوٰۃ المصابیح (حافظ ولی الدین ابو عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ ابن الخطیب تبریزی) میں شیوخ حسب ذیل سے پرچھا۔

شیخ شرف الدین عبد الرحیم بن عبد الرحیم الجرجانی کہ شاگرد ہیں شیخ امام الدین علی بن

مبارک شاہ صدیقی سلوچی کے جو شاگرد ہیں۔ مؤلف مشکوٰۃ کے۔ یہ تو حدیث کے اسناد ہیں،

اب ان کے خرقہ ہائے نقیصہ کے شیوخ لکھے جاتے ہیں۔

در طریقہ سہروردیہ :- زین الدین البرکج خوانی کہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن قریشی بھیری کے جو ان حضرات سے سرشار ہیں تھے۔
وہ شیخ جمال الدین ابن یوسف بن عبداللہ کورانی

ب :- شیخ نجم الدین محمود بن سعد اللہ صفہانی

ج :- شیخ نجیب الدین علی بن برغش شیرازی

د :- شیخ شہاب الدین عمر سہروردی امام طریقہ سہروردیہ۔

شیخ تقی الدین محمد الخنجی جو مرید ہیں

در طریقہ کبیریہ :- (دو) اپنے عم بزرگوار شیخ جمال الدین ابراہیم ابن عبدالسلام کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد گرامی شیخ امین الدین عبدالسلام الخنجی کے اور یہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی کے۔

ب :- شیخ جمال الدین السید یحییٰ سبستانی سے جو مرید ہیں شیخ شرف الدین الحسن بن عبداللہ غوری کے جو مرید ہیں شیخ رکن الدین ابوالکلام احمد بن محمد بن احمد البیانکی المعروف بہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کے جو مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی مذکور (درجہ) کے۔

ج :- احمد جوزقانی جو مرید ہیں شیخ زہنی الدین علی بن سعید عبدالجلیل جوینی المعروف بہ بلال جو مرید ہیں صاحب طریقہ نجم الدین ابوالخوارب احمد بن عمر خونی المشہور بہ کبریٰ کے۔

در خرقہ طاوسیہ :- شیخ محمد بن علی ملاسانی جو مرید ہیں شیخ کمال الدین کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد ابراہیم کے یہ مرید ہیں اپنے والد الفقہ احمد کے جو مرید ہیں شیخ بابا حسین السیرجانی کے جو مرید ہیں شیخ محمد کندہ کبش حریری کے یہ مرید ہیں خواجہ محمد جوش بابا کے اور یہ مرید ہیں بابا نعمت اللہ ساز بادی کے جو مرید ہیں شیخ

محمد خواجگان کے اور یہ مرید ہیں شیخ عبدالرحیم اصطخری کے جو مرید تھے شیخ ابوالخیر اقبال الشہیر
بہ طاووس الحرمین کے اور یہ تھے مرید شیخ ابوالحسن سروانی کے جو مسترشد تھے حضرت جنید
لخدادی کے۔

شیخ نظام الدین ابراہیم حسینی گادرونی — جو مرید تھے شیخ
در خرقہ مہندیہ — سید الدین گادرونی کے اور یہ مرید ہیں رکن الدین ابوالمنصور کے
جو مسترشد تھے اپنے والد صدر الدین مظفر کے جو مرید ہوئے سمش الدین عمر ترکی کے اور یہ مسترشد
تھے ابوالفضل عبد المنعم کے جو مرید تھے اپنے دادا ابوالفتح کے اور یہ مرید تھے اپنے والد
ابوسعید بن ابوالخیر کے جو مسترشد تھے ابوالفضل بن ابوالحسن سرخی کے جو مرید تھے ابوالفرسراج
کے اور یہ مرید ہیں ابو محمد رلتش کے جو مسترشد ہیں حضرت جنید لخدادی کے۔

سید الکبیر نور الدین نعمت اللہ الحسینی کہ مرید تھے
در طریقہ نعمت اللہیہ — شیخ عبداللہ یافعی مکی کے جو مرید تھے عبداللہ یافعی مکی کے
سید شریف زین الدین علی الجرجانی مرید شیخ علاء الدین عطار
در طریقہ نقشبندیہ — جو مسترشد تھے محمد بہاء الدین نقشبندی امام طریقہ
نقشبندیہ کے۔

اور صاحب ترحید نے خرقے کن کن مریدوں کو عطا فرماتے؟
۱۔ شیخ عبداللہ بن محمود حسینی بخاری گجراتی اور ان کے پوتے (۲) سید سببۃ اللہ بن علاء اللہ

الحسینی الشیرازی وغیرہ بے شمار حضرات

اور حدیث میں آپ کے قلام ذہ

۱۱۔ تاج الدین ابن عبدالرحمن ابن مسعود ابن محمد مرشدی گادرونی۔

۱۲۔ علامہ علاء الدین ابوالعباس احمد بن محمد نروانی جو والد ہیں شیخ قطب الدین محمد نروانی

مفتی مکہ۔

(۳) - اور صاحب ترجمہ کے صاحب زادہ عبید اللہ ابن الحسین شیرازی مذکور وغیرہ
بے شمار حضرات۔

مضافت :- متعدد نافع تصانیف ہیں، الہی جملہ رسالہ جمع الفرق لرفع الخرق (جس کا
تذکرہ شیخ صفی الدین احمد قشاشی مدنی نے اپنی تالیف السطح المجید میں فرمایا۔

۲۳۔ شیخ احمد بن عمر پنڈویؒ

۲۱ ذیقعد ۸۱۸ھ (مدفن پنڈوہ)

الشیخ العالم الفقیہ الزاہدؒ لڑا الدین احمد بن عمر بن اسعد اللہ پوری الپنڈویؒ المشہور
بنور الحق و قطب العالم کہ اولیاء سالکین، اصحاب ریاضت و مجاہدات سے تھے۔ قریہ پنڈوہ
مولد اور یہیں پر واپس پڑھے۔

اساتذہ :- حمید الدین احمد الحسینی الناکوری، مدفون یہ موضع پنڈوہ۔

اور شیوخ در فقر :- آپ کے والد ماجد عمر بن اسعد، جن کی خدمت میں برسوں
رہے۔ بعد اس طرح اپنے رب سے وابستہ ہوئے کہ عفاف و قناعت اور نفس کی شکستگی
شیوہ ہی ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے وابستہ فقر کی خدمت گزاری میں اس
قدر انہماک برتا کہ مسلسل ۸ سال تک مطبخ کے لیے ایندھن کا ٹکڑا لاتے رہے۔ ادھر ان کا بڑا بھائی
اعظم خاں وزیر تھا جو ان کا بڑا بھائی شیر خواہ تھا۔ صاحب ترجمہ نے ایک عرصہ تک فقراء
کے بیت الخلاء صاف کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی ایک دفعہ ایک بیت الخلاء کے
باہر جھاڑو دے رہے تھے کہ لا علمی میں ایک شخص نے ان سے ان پر پاخانہ پھینک دیا۔ لیکن
انہوں نے پھر بھی آواز نہ دی کہ کہیں شرمندہ نہ ہو۔

لہ پنڈوہ قریہ ہے مالہ (بنگال میں) کبھی بہت آباد تھا اور اب بالکل برباد ہے۔ (منجم المکنہ)

وہ اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے۔
 انصے کے مرید :- حمام الدین مانک پوری اور ان کے ماسوا بے شمار حضرات ہیں۔
 مضامینف :- اپنے مریدوں کی طرف مکاتیب کے علاوہ مولنس الفقرا و زکار فقرا و
 اسفغالی آن ہا — دوسری کتاب انیس الغریبا ہے۔

صاحب ترجمہ کے بعض اقوال

- ۱۔ اگر مال آگیا تو میں اشار برتوں گا۔ اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دوں گا۔
- ۲۔ ہر کہ دعائے کند کہ بجائے رسیدیم اونا رسیدہ است۔
 اور انصے کے خطوط کے بعض جملے :-
- ۳۔ بے پارہ عزتیں نوز مسکین عمر بباد دلوں دلوں سے مقعور دنیاقتہ!
- ۴۔ دور تیر حیرت و میدان مسرت چوں گوسے سرگرداں شدہ!
- ۵۔ ہجہ شب بزاریم کہ صبا نداد لبوئے
 ندمید صبح بختم چہ گنہ نہ خم صبارا
- ۶۔ عمر از ۴۰ سال گزشتہ و تیر از شست حبستہ و از شیر نفس امارہ ساعت نرسۃ جزا بد
 بردست و آتش در جگر و آب در دیدہ و خاک بر سر نہ پیوستہ۔ جزا امت و خجالت و ستائش
 نہ و تیرہ در و آہ پاکر نری نہ!
- ۷۔ درد را باکش! اسے برادر در و را۔
- ۸۔ دل مروان دیں پر درد باید ز محنت فرق نشان پر گرو باید
 انصے کے مکاتیب کے بعض جملے :-
- ۱۔ عوام در طہارت ظاہر کو شد و خواص در طہارت باطن! از حق لعل کے ندا آید۔

عبدی طہرت منظر الخلاق سینہا حل طہرت منظری ساعت
 اسے میرے بندے! تو لوگوں کے دیکھنے کے مقام تو پاک رکھے رہے مگر میرے
 دیکھنے کا مقام ایک ساعت کے لیے بھی پاک نہ رکھا۔
 اغنیت عہدک طہارت ظاہر بخروج حدث ابشکند و طہارت باطن
 بیاد محلات لبشکند۔

دلو نے اپنی عمر ختم کر دی۔ ظاہری طہارت میں کہ حدث ظاہری ہو گیا۔ مگر طہارت
 باطنی اسے حدث کی یاد میں کھو دی۔ (بحوالہ گنج ارشدی)

۱۴۔ شیخ احمد بن محمد راجپوری

۱۵ صفر ۹۰۶ھ

الشیخ الکبیر احمد بن محمد بن علی بن خضر حسینی رائے چوری۔
 لقب شمس الدین بن جلال الدین (یہ ان کے والد محمد بن علی کا لقب ہے) اولیائے کبار
 سے ہیں۔ شہر گئے (اڑنواہی بیجا پور دکن) میں پیدا ہوئے۔
 اساتذہ :-

اپنے والد سے برسوں استفادہ کرتے رہے۔ اجازتیں رائے چور شریف لاگر طرح وطن
 وال دی۔ ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد نے اسلام قبول کیا۔ شہر رائے چور ہی میں سپرد
 خاک ہوئے۔

۱۵۔ شیخ اسحاق ابن بہرام الہی

السید الشریف اسحق بن بہرام بن محمد الحسینی البخاری الہی۔ اپنے دور کے معروف شاعر سے
 ہیں۔ ان کا نسب جلال الدین حسین بن علی الحسینی البخاری تک تین واسطوں سے پہنچتا ہے۔

مولد و منشا: شہر راج ہے۔ یہیں درسیات پڑھیں اور طریقت میں اپنے ماموں
 شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے مستفیض ہوئے اور ان کی خدمت میں برسوں تک
 شرف ملازمت حاصل ہوا۔ پھر آپ کے شیخ نے آپ کو سہارن پور سالہ ۱۱۲ھ میں مزید تکمیل علم
 کے لیے بھیجا۔ اور تکمیل کے بعد آپ سہارن پور ہی میں برسوں درس و افتادہ میں مصروف رہے۔
 قلامذہ: شیخ عبدالکریم و عبدالرزاق و عبدالخزیز و عبدالباقی و عبدالغنی انہائے
 خواجہ سالار الضاری کے علاوہ بے شمار افراد ہیں۔ سالہ ۱۱۶۰ھ میں سہارن پور ہی میں داعی مابل کو
 لیکر کہا اور وہیں سپرد خاک ہوئے (بحوالہ مرآۃ جہاں نما)

۲۶۔ قاضی اسحاق مالوی

(لجہر سلطان محمود شاہ)

الشیخ العالم القاضی اسحاق بن الیاسحاق مالوی۔ ممتاز شیوخ چشتیہ سے ہیں۔
 علاء الدین محمود شاہ مالوی سے الکتاب فیوض فرمایا۔ غزوات میں اللہ کی ذات سے برکت
 سے حاصل کی جاتی۔ بادشاہ محمود کے عہد حکومت میں آسودہ لحد ہوئے (گلزار الابراہ)

۲۷۔ شیخ اجمل بن امجد جون پوری

۲۵ رمضان المبارک سالہ ۱۱۶۲ھ

(لجہر سلطان بہلول لودھی)

السیہ الشریف اجمل بن امجد بن علی الحسینی جونپوری، ہندوستان کے مشہور مشایخ طریقت

لہ مالوہ علاقہ اطیت مشتمل بر چند ہندو راجوؤں کے از نیچ و اجمین در تلام و جوارہ و دیواس
 (معجم الاممکنہ و اکنون ماتحت بہ حکومت ہندوس است) (مترجم)

سے بچتے۔ انہوں نے بلال الدین الحسین بن احمد بخاری الہیچ سے طریقت میں استفادہ فرمایا۔
اور شیخ نے ان کے لیے یہ دعا کی:-

پیر شوی! — میر شوی! — وزیر شوی! —

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال بے حساب اور خون پور کی قضاۃ عطا فرمائی۔
ان کا مولد شہر بھراچ ہے اور طریقہ مداری انہوں نے شیخ معمر بدیع الدین مدارکن پور
سے حاصل کیا۔ — ان کے مرید تھے مبارک ابن امجد شیخ بدھن اور بے شمار حضرات!
بلاد عرب میں ان کا طریقہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے واسطہ سے پہنچا۔ ایام ہول ابن کالا
لودھی میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

۲۸۔ سکندر بن قطب الدین کشمیری

م ۸۱۹ھ

(بادشاہ ہے بت شکنے)

الملک المویہ المصور اسکندر بن قطب الدین بن شاہ مرزا کشمیری۔ سلطان مجاہد جولہ اپنے والد
شاہ مرزا کی رحلت کے بعد ۹۶۲ھ میں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور تدریجاً سکون کے ساتھ
حکمرانی کی۔ اپنے لشکر تربت صغیر میں بھولے جہنوں نے قتال کے بعد اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ یہ
بادشاہ اہل علم کا محب تھا۔ انہیں دربار میں اپنے قریب جگہ دیتا۔ شیخ محمد بن علی حسینی ہمدانی سے
امور دینی میں مشورہ کرتا۔ اس نے ہندوستان کے سید بٹ کو اپنا وزیر مقرر کر لیا جو مسلمان ہو گیا تھا۔
اس نے تے برہمنوں کا ایسا محاسبہ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ انہیں قشقہ لگانے اورستی
سے روک دیا۔ ان کے سونے چاندی کے بت توڑ کر سکے میں ڈھال دیے۔ وہ اپنے توبوں
کی یہ بے چارگی دیکھ کر بے شمار بت پرست مسلمان ہو گئے اور جو اس راہ پر گامزن نہ ہو سکے
انہوں نے خود کشتی کر لی۔

الغرض اس نے بت شکنی اور مندروں کی تباہی میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا۔ کشمیر کے ایک بہت بڑے باغ بحر ارا نامی کے مندر میں جہاں لوگ بابت نصیب تھا۔ اس نے وہ بت خانہ بھی مسمار کر کے نہیں سے ملا دیا۔ اس طرح وہاں کے شہر ترس پور کے مندر کا بھی یہی حشر کیا۔ جو تمام مندروں سے مضبوط تھا۔ ان وجوہ کی بنا پر اس کا لقب سکندر بت شکن مشہور ہو گیا۔ اور اس نے شراب فروشی اور بید و سگان، دونوں سے محصول لینے پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح اس نے بیس سال تک وادی حکومت دی اور ۸۱۹ء میں جنت الفردوس کی راہ لی۔
(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۹۔ قاضی اسماعیل اصفہانی

(بجہد سلطان محمود الکبیر)

۲۶ ربیع الاول ۸۶۵ھ

”الشیخ الفاضل“ قاضی اسماعیل بن عبد اللہ اصفہانی الکجراتی۔ فقہ و اصول میں یکتائے عہد تھے۔ عہد بچپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ گجرات تشریف لے آئے۔ اور اپنے والد کے سوا دوسرے علمائے گجرات سے بھی پڑھا۔ بھڑوچ میں قاضی مقرر ہوئے۔ جہاں برسوں دلو الفضل دیتے رہے۔ پھر بجہد سلطان محمود الکبیر احمد آباد کی قضاۃ تفریض ہوئی اور یہاں بھی سالہا سال تک اس منصب پر متمکن رہے۔ آپ نیک، عفیف اور دیندار تھے۔ طریقت میں آپ نے شیخ محمد بن عبد اللہ الحسینی الکجراتی سے فیض حاصل کیا آخر ۲۶ ربیع الاول کے روز کے روز آسودہ گرد ہوئے۔ (بحوالہ تاریخ دکن اصفی)

۳۰۔ شیخ اسماعیل بن الصفی دلولی

۱۳ ربیع الاول ۸۶۰ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ اسماعیل بن الصفی بن نصیر دلولی کنیت ابو المکارم مشہور بہ خطیب

لنمائی کہ امام ابو حنیفہ عثمان بن ثابت کی نسل سے تھے۔

تاریخ ولادت ۱۲۔ ربیع الثانی ۹۸۷ھ ہے ان کے والد صفی الدین قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے بھی فیضان حاصل کیا۔ اور شیخ اسماعیل نے اپنے والد سے پڑھا۔ جنہوں نے ان کے لیے صرف کی مشہور کتاب دستور المقتدی تالیف کر دی۔ ان کی دوسری تصنیف کافیہ ابن حاجب کی شرح غایتہ المحققین ہے۔ وہ اپنے صاحبزادے کو ان امور کی تلقین کرتے۔

”کم کھاؤ اور کم سو۔“ اُدھی رات کے وقت مطالعہ کرو کیونکہ رات کا مطالعہ قوت حافظہ میں اضافہ کا باعث ہے۔ دیکھو! علمائے سُو میں سے نہ بننا کیونکہ عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے کمان بے زہ۔ یا ایسا آئینہ جس پر صیقل نہ ہو۔

شیخ اسماعیل بے حد ہن سکتے۔ ۱۶ سال کی عمر میں علوم موجب سے فارغ ہو کر مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے علم کی دھاک ہر طبقہ میں تھی۔ وہ حجہ کا تمام دن ذکر الہی اور درس میں صرف کرتے اور ذرا دیر تک فتوے بھی لکھتے۔

انتقال ان کا بدھ کے روز ۱۳ ربیع الاول ۱۰۸۷ھ کو ہوا۔

۳۱۔ شیخ اشرف جہانگیر سمنانی

(دیکھئے از شایان وقت)

م ۲۸، محرم ۸۸۰ھ

ابو الشرف العلماۃ العفیۃ اشرف بن ابراہیم الحسنی الحسینی السمنانی المشہور بہ

جہانگیر۔

مولد سمنان اپنے والد کے زیر سایہ پر ولان پڑھے اور شہزادوں کی مانند غار و نعمت میں سون رت تک پہنچے۔ ساتوں قراتوں میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درسیات کے لیے علمائے

عصر کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ چودہ سال کی عمر میں فراغ حاصل ہوا اور اس سال کی عمر میں اپنے والد کی بادشاہت سنبھالی۔ امور سلطنت سرانجام دینے کے ساتھ شیخ رکن الدین علاء الدین سمنانی کی بیعت کر لی۔ ان کے سوا اور بے شمار علماء و مشایخ سے استفادہ میں مشغول رہے۔ آخر ایک مدت کے بعد ۳۳ سال کی عمر میں سلطنت سے منہ موڑ کر اپنے برادر حقیقی محمد کو اپنا قائم مقام مقرر کر لیا اور خود سمنان سے ہندوستان کوچ کیا۔ شہراچ میں آکر رخت سفر کھولا۔ شیخ مبلال الدین حسین ابن احمد البخاری کے متشرذبین میں شامل ہو گئے۔ پھر ہمارا کارادہ فرمایا اور شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کی پائے پوس کے لیے اس وقت موضع منیر میں پہنچے۔ جب ان کا جنازہ ہمارا ہوا۔ انہیں اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب آپ نے موضع پندوہ (بنگال) کا رخ کر لیا اور یہاں شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری کی بیعت سے مفتخر ہوئے۔ انہوں نے خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔ اس وقفہ میں ان کی عمر کا ۲۷۔ وال سال تھا۔ یہاں آپ مسلسل ۱۴ سال تک رہے۔ جس کے بعد جون پور کا مقصد فرمالیلا۔ جہاں کچھ مدت قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ کچھ چھپا کر طرح اقامت ڈال دی۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم و عارف اور سیاحت پیشہ تھے۔ عمر بھر متابل نہ ہونے سفر میں مشایخ کی زیارت سے ان کے افادت سے بہرہ مند ہوتے۔ کچھ چھپ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ نے عراق، عرب اور عراق شام کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں آپ نے کئی شیوخ کبار سے استفادہ کیا۔ ازال جملہ شیخ عبد الرزاق الکاشی سے فصوص — اور فتوحات اور الاصلاح الکبیر پڑھیں۔ دوسرے بزرگ شیخ بہاء الدین محمد نقشبندی بخاری ہیں۔ جن سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری تھے دوسری مرتبہ آپ نے پورے ربع سکون کا سفر کیا۔ اس سفر میں شیخ علی بن شہاب الحسنی بھی آپ کے ہم سفر

مصابینف ب۔ (۱) اشرفیہ مختصر در نحو — (۲) تعلیقات علی ہدایہ (الفقہ) —

(۳) الفصول (مختصر فی اصول الفقہ) — (۴) شرح عوارف المعارف (۵) شرح علی الفصوص الحکم۔

- (۶) قواعد الحقائق (در علم کلام) — (۷) اشرف الانساب (مختصر بحر الانساب) —
 (۸) بحر الانساب (در انساب و سیرت) — (۹) بحر اذکار — (۱۰) فوائد الاشراف —
 (۱۱) اشرف الفوائد — (۱۲) لبشارة الذاکرين — (۱۳) تنبيه الاخوان — (۱۴) حجة
 الذاکرين — (۱۵) الفتاوی الاشرافیہ — (۱۶) تفسیر القرآن المسمی بالنور بخشیدہ —
 (۱۷) اوراد الاشرافیہ — (۱۸) دیوان فارسی — (۱۹) مرآة الحقائق — (۲۰) کنز الدقائق —
 (۲۱) رسالہ فی جواز اللعن علی نیرید — (۲۲) رسالہ فی جواز سماع الخناء — (۲۳) لبشارة المترکین
 (۲۴) وارث الاخوان اور — (۲۵) مکتوبات میں جو نظام الدین گیلانی نے جمع کیے اس کے
 علاوہ ملفوظات میں جو مہرورج ہی نے مرتب فرمائے اور یہ لطائف اشرافیہ میں منضم ہیں۔
 تاریخ رحلت ۲۸ ماہ محرم ۸۰۸ھ اور آخری آرام گاہ بھی کچھ چھپ میں ہے جو عوام و خواص
 کی زیارت گاہ ہے (مہر جہاں تاب)

۳۲۔ شیخ امین الدین لکھنوی

۲۳ جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ

”الشیخ الصالح“ امین الدین سعد الدین بن سعاد الدین صدیقی البجنوری لکھنوی۔ علمائے
 صالحین سے تھے۔ علم شریعت اور طریقت دو قول اپنے والد سے حاصل کیے اور اپنے باپ
 کی رحلت کے بعد ان کی خلافت پر متمکن ہوئے۔

حجاز کا سفر کیا اور سات مرتبہ حج سے فائز المرام ہوئے۔ حجاز سے واپسی ہی پر گجرات
 میں رحلت فرمائی۔ آپ کا جسد لکھنؤ منتقل کیا گیا۔ جہاں اپنے باپ اور دادا کے جوار میں دفن
 ہوئے (تذکرۃ الاصفیاء)

ب

۱۳۳۔ شیخ بایزید اجمیری

”الشیخ الفاضل الکبیر“ بایزید بن قیام الدین ابن حصام الدین ابن فخر الدین ابن شیخ
الکبیر معین الدین حسن سنجرى الاجمیری ——— علمائے کبار سے تھے۔ شہر اجمیر میں برسوں
مستند تدریس آراستہ فرمائی۔ پھر عراق کا سفر اختیار کیا۔ جہاں سے ہندوستان واپس آکر شہر
منڈو (جو مالوہ میں تھا۔ مگر اب اس کا نشان تک نہیں ملتا) میں قیام فرمایا۔ جہاں محمود شاہ
منڈوی الکبیر نے آپ کو آپ کے جد اعلیٰ شیخ معین الدین (شاہ اجمیر) کے مقبرہ کی نظامت
تفویض فرما کر اجمیری میں اقامت کا پابند کر دیا۔ یہاں آپ نے دربار سے اپنی مستند تدریس
کو مزین فرمایا۔ گروان کے ہیں شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی اور دیگر اکثر افراد (گلزار الابرار)
شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الانبیار میں لکھا ہے کہ ”ان کا اصل وطن اجمیری
تھا۔ مگر ان کے اسلاف میں سے ایک بزرگ گجرات تشریف لے گئے۔“

شیخ امین الدین گجرات ہی میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے استفادہ کے
بعد نجد اور تشریف لے گئے۔ جہاں کے شیوخ سے اکتساب فیضان کے بعد ہندوستان
آکر شہر منڈو میں اقامت فرما ہوئے۔ یہ زمانہ محمود غلجی کا تھا جو اعزاز سے پیش آیا اور شیخ الاسلام
محمود دہلوی نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہاں عقد میں منسلک فرمادی۔ جس سے معاصر تملک اٹھے۔

اور ان پر مجبور النسب ہونے کا افترا باندھا۔ جس پر سلطان نے شیخ حسین بن خالد ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کو شہادت کے لیے طلب کیا۔ تو دونوں نے آپ کے شیخ محسن الدین اجمیری کی تسلی ہونے کی گواہی پیش کی۔ اس شہادت پر سلطان نے آپ کو شاہ اجمیر مدوح کے مزار کی منگھات سپرد کر کے اجمیر بھجوا دیا۔

۳۴۔ شیخ بدر الدین بہاری

۲۷ رجب ۸۴۷ھ

«الشیخ الصالح بدر الدین بن فخر الدین ابن شہاب الدین ابن فخر الدین ابن شہاب الدین الکبیر زاہدی الدہلوی البہاری۔ المشہور بہ بدر عالم صلاح و فضل میں معروف اشخاص سے تھے۔ اساتذہ :- آپ کے والد شیخ بلال الدین حسنی الحسینی البخاری۔ شیخ منیر حضرت شرف الدین احمد کی رحلت کے بعد بہار وارد ہوئے۔ وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ مرتبہ شیخوخیت پر فائز ہوئے اور قبولیت کا درجہ پایا۔ ۱۷ رجب ۸۴۷ھ کو رحلت کی اور ضلع مونگیر کے قصبہ شیخوپورہ میں آسودہ لحد ہوئے۔

۳۵۔ شیخ الکبیر المعمر بدیع الدین مدار مکن پوری

۸۴۷ھ

«الشیخ الکبیر المعمر بدیع الدین مدار الحلبي المکن پوری۔ ہندوستان کے مشہور اولیاء سے ہیں۔ ان کے کرامات اس کثرت سے زبان زد علم ہیں کہ عقل و نقل ان پر یقین نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سترہ سالہ میں صلیب کے اندر پیدا ہوئے۔ حضرت ابوہریرہ صحابی کی نقل سے ہیں۔ جن تک ان کا نسب بارہ واسطوں تک ملتا ہے۔ بعض لوگ انہیں حضرت علی کی اولاد سے مستحب کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ان دونوں

کے سوا اور اور اکابر سے

تاہم ان کا یہ نسب نامہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

سید بدیع الدین شاہ مدار۔ ابن سید علی علی بن سید محمد ابن عیسیٰ ابن عبداللہ ابن سلیمان
بن عبدالملک ابن اسحاق ابن طاہر بن عبدالرحمن ابن قاسم بن لیس۔

اسی طرح ایک اور نسب نامہ یہ ہے۔

احمد بن محمد ابن عبدالکریم بن فریدالفتح ابن امام محمد باقر۔

اخذ طریقت۔ ان کا اخذ طریقت میں شجرہ یہ ہے۔

بدیع الدین — طیفور الدین شامی — شیخ عین الدین شامی — زین الدین

مصری — شیخ عبدالاول سجاوندی — شیخ ابوالربیع مقدسی — شیخ عبداللہ بن

عبدالرشید علم دارمکی — امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (مہر جہاں تاب)

شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ بدیع الدین اولی

تھے۔ میں نے ان سے ملاقات کی بلکہ وہ سفر حرمین میں میرے ہم سفر ہی تھے۔ ان کے

پاس علم کیمیا و ربمیا و سیمیا و ہیمیا کے علاوہ اور علوم عجیبہ بھی تھے۔ میں نے ان کی

ذات میں وہ خوارق پائے جو ان کے سوا کسی ولی میں نہ تھے وہ شکر سے بھی بہرہ مند تھے۔

(لطائف اشرفی)

قاضی محمود المدنی کنتوری نے اپنی کتاب الحالیہ میں لکھا ہے کہ شاہ مدار ان علوم میں

راہخ تھے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں سے ہیں اور یہ علوم اسی ذات احدیت کی تعلیم

سے ثابت ہیں۔ بنفسہ اس کے واسطے سے بھی اور اس واسطے کے بغیر بھی۔ کیونکہ شاہ مدار کا

محور وہ قطب ہے جو کسی غوث اعظم سے مراد ہے جو نظیر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس وضاحت کے بعد کنتوری محدث نے مدبریت کے شرح و تفصیل لکھی ہے جس کا اعادہ

طلوالت کے خوف سے حائف کیا جا رہا ہے۔ پھر کنتوری نے لکھا ہے کہ مداریت ثابت

ہے قطب کے مدار سے جو سید بدیع الدین ہیں جن پر عالم کا مدار ہے۔ اور وہ ایسے قطب ہیں جن قطبوں کے درمیان قطب المدار ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان ہی قطبوں کے متعلق فرمایا۔

میں خدا کے ہاں اُن لوگوں کے درجات نہیں جان سکا جو نہ
تو نبی ہیں اور نہ شہید، مگر انبیاء اور شہداء دونوں گروہ ان کے
مرتبہ کا رشک کرتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ لوگ ایسے ہیں جو محض للہ
ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

فرقہ مدار یہ کے خرافات: ان کے خرافات نہ پوچھئے وہ کہتے ہیں کہ

- ۱۔ شاہ مدار حلب میں پیدا ہوئے۔
- ۲۔ ولادت ۵۲۵ھ یا ۵۲۶ھ یا ۵۲۷ھ ہے۔
- ۳۔ ان کی عمر ۴۰ یا ۴۱ سال کی ہوئی۔
- ۴۔ علم انہوں نے حذیفہ شامی سے پڑھا۔ جس میں کیمیا، سیمیا، ربمیا اور سیمیا (وغیرہ) بھی ہے۔ یہ استاد ہی شاگردی شاہ مدار کی ۴۱ سال کی عمر میں ہوئی۔
- ۵۔ انہوں نے حرمین کا سفر کیا۔

۶۔ اور حج و زیارت کے بعد ہندوستان آکر قیام فرمایا کچھ روز کے بعد کشتی میں سوار ہو کر سفر شروع کیا۔ مگر کشتی ڈوب گئی۔ اور یہ صحیح و سلامت ایک غیر معروف ہزیرہ میں جا پہنچے۔ جہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جس نے اپنے ہاتھ سے چند لقمے ان کے منہ میں رکھے اور بشارت فرمائی کہ آج کے بعد آپ کو کبھی بھوک نہ ستائے گی۔ اس بزرگ نے انہیں ایک فرقہ عطا فرماتے ہوئے کہا۔ یہ فرقہ نہ تو پرانا ہوگا۔ نہ گھسے گا اور نہ اس میں بدبو پیدا ہوگی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ فرشتوں کا سردار مستحیثا تھا۔ شاہ مدار پھر ہندوستان آئے اور کچھ دن یہاں اقامت اختیار کی۔ اس مرتبہ بھی تھوڑی سی مدت کے بعد حرمین کی زیارت

کر کے کاظمین وہاں سے لجنہ اور بخت وارد ہوئے۔ لجنہ میں ان کی برکت سے سید عبدالقادر جیلانی کی ہمیشہ نصیبہ بی بی کے لطن سے اولاد پیدا ہوئی اور وہ پھر سیر و گشت کے لیے نکل پڑے۔ اور تیسری مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے۔ اب کے وہ اجمیر وارد ہوئے اور معین الدین حسن سنجری کے ہاں چند روز اقامت کرنے کے بعد مدنیہ منورہ کا قصد فرما کر کچھ روز معتکف رہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارشاد فرمایا۔ تھوڑے ہی دن ٹھہرے تھے کہ شیخ نصیر الدین کی قطیبت سلب کر لی۔ شیخ موصوف کو یہ سزا اس لئے ملی کہ وہ شاہ مدار کی ملاقات کے لئے نہ آئے۔ مگر جب انہوں نے شاہ صاحب کے حضور معذرت کی تو آپ نے قطیبت انہیں واپس کر دی اور خود ہندوستان تشریف لے آئے۔ کالپی میں وارد ہوئے تو اس لواح کے امیر قادر بن محمود حاضر ہوئے مگر شاہ مدار کے دروازے پر ملک الجن پاسبانی پر تعینات تھا۔ جس نے امیر مدوح کو اندر جانے سے منع کر دیا۔

امیر نے مخفا ہو کر شاہ مدار کو شہر سے خارج کر لے گا حکم جاری کر دیا۔ جس پر وہ مخفا ہو کر سے نکل آئے۔ ادھر قادر شاہ کے تمام بدن پر چھپک کی مانند دلے اھرا آئے۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے مرشد سراج الدین کے پاس پہنچے۔ انہوں نے وہ تمام دلے اپنی زبان سے چاٹ کر مٹا دیے مگر قادر شاہ کے بدن پر جیسے آگ پھیل گئی۔ حتیٰ کہ وہ مری گیا۔ ادھر شاہ مدار صاحب جون پور آگئے جہاں سلطان ابراہیم شرقی نے ان کا استقبال کیا اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ان کی بیعت کا رقبہ اپنی گردن میں حائل کر لیا۔ اب شاہ مدار نے کنٹر کارخ کیا اور یہاں شیخ محمود مدق کنتوری ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور شاہ مدار سورت چلے آئے، جہاں سے حج و زیارت کے لئے حجاز روانہ ہوئے۔ لجنہ میں ہندوستان آکر مکن پور تشریف لائے۔ یہاں ایک تالاب پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا جس میں سے یا عزیز کی آواز آتی، مگر شاہ مدار کے ساحل پر آتے ہی پانی تہاں چلا گیا اور اس کی وہ آواز بھی بند ہو گئی۔

لوگوں نے شاہ مدار کے لیے اسی مقام پر ایک زاویہ تعمیر کرا دیا۔ جس میں آپ مقیم ہو گئے، جہاں بے شمار کرامات ان سے ظہور میں آئے (تذکرۃ المتقین لایمیر حسن مکن پوری) شیخ عبدالباسط قنوجی نے ایک کتاب میں لکھا ہے :-

شیخ مدار کو قرب الہی کی بدولت کھانے پینے کی ذرہ برابر احتیاج نہ تھی۔ نہ وہ سوتے نہ ان کے لباس سے میل مس کرتی۔ نہ ان کے بدن پر مکھی بیٹھتی۔ ان کے چہرے پر الزار الہی دمکتے رہتے یہ دیکھنے والا گویا جمال خداوندی کے منظرہ سے فیض کام ہوتا۔ شیخ مدار اپنے چہرے پر مدت نقاب اوپر تلے رکھتے۔ عام طور پر لوگوں سے علیحدہ ہی رہتے۔ اوقات مقررہ میں سہلے آتے وہ اللہ کے اذن سے مردوں کو جان بخشیے اور کئی مریض افراد کو صحت یاب کر دیتے۔ سٹوں کی ضروریات پوری کرتے۔ انہوں نے زمین کے ہر گوشے اور ہر خطے پر قطبوں کا تقریر کر رکھا تھا۔ ان کا فیض زمین سے اٹھ کر آسمان تک کو گھیرے رہتا۔ تمام ارض و سماں کے قبضے میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے لوح محفوظ سے اپنا نوشتہ مقرر کر دیا تھا اور فرشتوں کو ان کے کاموں سے روک دیا تھا وغیرہ۔

(خلافت درخلافات)

شیخ محمد افضل ابن عبدالرحمن عباسی الہ آبادی نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے کہ اگرچہ بعض علماء اور معتبر اہل قلم نے سلسلہ مداریہ پر طعن کیا ہے کہ یہ لوگ ستر عورت سے پرہیز کرتے اور اعلانیہ معیوب حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ طعن حقیقت سے بے خبری پر مبنی ہے کیونکہ کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ اس فرقہ میں یہ حرکات دسویں صدی کے نصف آخر میں درآئیں۔ مگر شاہ مدار شیخ بدیع الدین کے عہد میں نہایت کم درجہ تک شریعت ظاہری اور وحدۃ الوجودیت کے اسرار ظاہر ہوتے۔ اور اس بدعت کا شیوع بھی اس وجہ سے تھا۔ کہ ان کے لیے ظاہری شکل و صورت کی تعظیم تابت الی اللہ کے لیے ضروری قرار پائی اور ان میں سے

اکثروں نے ستر عورت پر اتنا لازم سمجھا۔ ان کے دستور میں خورد و نوش دن بھر میں ایک مرتبہ روا تھا۔ اور یہ لوگ ہر قسم کے لباس اور قسم قسم کے کھانوں سے اجتناب کرتے۔ وہ روزہ کچھ نہ کچھ کھا لیتے اور یہ کلمہ الپتے: "الدنيا لغم والباقيته الصوم" دنیا نیند ہے اور ماسوا اس کے جو کچھ ہے وہ روزہ ہے۔ مگر اس گروہ کے پیروں نے مبالغہ کیا اور کشف عورت پر اتنا نہ کرتے ہوئے زنا عام کر دیا۔

مصنف کتاب مد لقیۃ الانساب لکھتے ہیں "شاہ مدار صاحب کے فرقہ پر تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے "وہ ایسے مجذوب تھے جو شرح اور عقاید کی مدول سے گزر چکے تھے۔ لیکن مشائخ ہند میں سے بہتوں نے ان کے مشرب کی سختیں بھی کی ہے۔ چنی کہ انہیں صلوٰۃ مقامات علیا سے موسوم فرمایا ہے مدار یہ کسے دو گروہ ہیں:-

۱۔ الحاد و زندقہ کی طرف میلان۔

ب۔ مستحق اور اخلاق ستودہ سے متصف۔

شاہ مدار کا انتقال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۸۴۲ھ یا ۸۸۸ھ کو ہوا۔ مدفن ان کا مکن پوری ہے ان کی قبر پر کئی بادشاہوں نے عظیم الشان اور سربلک عمارات تعمیر کرائیں (مہر جہاں تاب)

۳۶۔ قاضی برہان الدین مالوی

م ۸۲۵ھ

(مالو سنٹرل انڈیا کا وہ خطہ ہے جس کے اندر

کبھی ہندو ریاستیں اجین وغیرہ تھیں)

(عہد ہوشنگ شاہ غوری)

"الشیخ العالم الفقیہ" برہان الدین بن غنی المالوی صوفیہ کبار کے ہم دوش تھے۔ شہر منڈویں

بادشاہ ہوشنگ غوری کے عہد میں وارد ہوئے اور یہیں متوطن ہو گئے۔ بادشاہ محمود نے ان کی بیعت کا فخر حاصل کیا اور عام لوگ ان کی وجہ سے ہدایت یاب ہوئے جس سال ہوشنگ شاہ ہاجنگ سیر کے لیے گیا، ان کا انتقال ہو گیا (گلزارالابرار) اور یہ سال ۸۶۵ھ تھا۔

۳۷۔ شیخ بہا الدین کشمیری

م ۸۶۹ھ

«الشیخ الصالح» ارباب علم و معرفت میں سے تھے۔ انہوں نے شیخ ابواسحاق جمیلانی (عن شیخ علی ابن الشہاب ہمدانی) سے الکتاب فرمایا۔ حج کی زیارت سے بہرہ مندی کے بعد کشمیر واپس لوٹ آئے۔ وہیں سکونت اختیار کر لی۔ بہت قبولیت حاصل ہوئی۔ ان سے کثرت و کرامات عام طور پر ظہور میں آئے۔ ۸۶۹ھ میں چوروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ کشمیری میں ان کا دفن ہے۔ (نزمۃ الاصفیا)

۳۸۔ شیخ طہصن بہرائچی

م ۸۸۸ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» سید طہصن علوی۔ مشہور مشائخ اور شیخ عبدالمتقدر ابن رکن الدین شریحی کنڈی سے مستفیض تھے۔ چشتیہ میں ان کی بیعت کی۔ اور طریقیہ مدار یہ و سہروردیہ اور دوسرے دوسرے طریقوں کی بیعت شیخ اجل ابن امجد حسینی بہرائچی جوڈاپوری سے کی۔ ان کی بیعت محمد ابن قاسم نے کی۔

۸۸۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

۳۹۔ بادشاہ بہلول بن کالا لودی

۸۹۲ھ

الملك السادل الفاضل بہلول بن کالا بن بہرام لودی افغانی۔ سلطان صلح ۸۵۵ھ
 میں دہلی کے اندر زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ ان کے جد بہرام بادشاہ مروان کے عہد میں ملتان
 آکر مسوطن ہوئے اور ان کے والد کو کالا سرسند میں دواہ کا انقباض سپرد ہوا۔ یہ زبانہ خضر خاں الراہی
 الاعلیٰ کا تھا۔ کالا نے حقوڑی ہی مدت کے بعد رحلت کی۔ تب بہلول کی پرورش ان کے
 چچا اسلام خاں کی نگرانی میں ہوئی جو سرسند کے گورنر تھے۔ مگر جب اسلام خاں نے انتقال
 کیا تو افغان لشکر سرسند پر چڑھ آیا اور انہوں نے بہلول ہی کو سرسند کا اور اس کے نواح کا عامل مقرر
 کر دیا۔ محمد شاہ دہلوی نے دواہ کے جملہ مواضع دارا صنی بہلول کو جاگیر میں بخش دیے اور انہیں
 خاں خاناں کا خطاب فرمایا۔

بہلول تمام پنجاب اور سندھ کے گورنر ہو گئے۔ ۸۵۵ھ میں زبانہ علاء الدین ابن محمد شاہ
 دہلوی دہلی آئے اور دہلی کا بادشاہت پر قابض ہوئے۔ بادشاہ علاء الدین محمود نے دہلی
 سے بدایوں آکر سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۸۸۳ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔
 بہلول شاہ عدل گستر، عالم دین، جنگ میں جری اور بہادر تھا۔ بات کا دھنی۔ صلح
 دیار سا صاحب غم و ارادہ، علما کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ علوم و شریعت میں ان کے ساتھ ہم
 کلام ہوتا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سعی کرتا۔ افغانہ کے ساتھ حسن سلوک اس
 کا شعار تھا۔ اور ان کے اکرام میں سبقت اس کا شیوہ۔ حتیٰ کہ ان کے سامنے تخت پر بھی نہ
 بیٹھتا۔ ان کے ہاں خود چلی کر جاتا۔ امرائے سلطنت کے ہاں نوبت بہ نوبت خواں بھجواتا اور خود محل
 میں کھانا تناول نہ کرتا۔ بلکہ دیار میں امرا کو ان کی ضرورت پر شاہی سواریاں بھجواتا۔ اس نے
 ۸۹۲ھ میں رحلت کی (تاریخ فرشتہ)

ت

۴۰۔ قاضی تاج الدین بلخی

الشیخ العالم الکبیر * قاضی تاج الدین بلخی ہندی لکھنؤوی۔ ادب عربی اور نحو میں ممتاز الاقران تھے۔ ان کے مجدد اعلیٰ شیخ محمود قرشی عثمانی رند پوش کہلاتے۔ قاضی صاحب ممدوح ہندوستان آکر لکھنؤ میں فروکش ہوئے اور اپنے مجدد اعلیٰ کی مسند علم پر متمکن فرمایا ہو کر انا وہ ہیں ہنمک ہو گئے۔

آپ سب سے شمار افراد فیض یاب ہوئے۔ ان کے پس ماندوں میں شیخ منجھن ابن عبداللہ ابن خیر الدین لکھنؤوی تھے (گلزار الابرار)

۴۱۔ قاضی تاج الدین ظفر آبادی

م ۸۳۰ھ

الشیخ الفاضل تاج الدین نامی ادھی عمری ظفر آبادی۔ فقہائے کبار سے تھے۔ ان کا نسب ابراہیم بن ادھم عمری الہوی جو ظفر آباد میں ولی الفقہائے مشہور تھے تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کا ایک حصہ تدریس میں صرف کر دیا۔ پھر شیخ اسد الدین حیلنی الواسطی سے طریقت حاصل کر کے زہد و عبادت کا شغل اختیار کر لیا۔ حافظ قرآن تھے۔ اس سوز سے تلاوت فرماتے کہ دل پر اثر طاری ہو جاتا۔ ظفر آباد میں انتقال فرمایا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

۲۲۔ شیخ تاج الدین نہروالی

الشیخ العالم الکبیر تاج الدین ابن یوسف ابن احمد سوہی نہروالی الجراتی۔ فقہ وادب میں
شہرہ عام تھا۔ شیخ یوسف ابن احمد سوہی الایرجی اور شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الجراتی
سے پڑھا اور سند تدریس کو عزت بخشی۔

انصے کا مدرسہ شیخ حسام الدین نہروالی کے مقبرہ میں تھا۔ بے شمار افراد نے ان سے
پڑھا و اخبار الاخیار

۲۳۔ مولانا تاج الدین اسبجانی

الشیخ الفاضل الکبیر تاج الدین حنفی علمائے کبار کے طبقہ سے تھے۔ شیخ علاء الدین
عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی کے داماد تھے۔ اس قرابت کے باوجود سماع پر بے حد رغبت تھی۔
البتہ رخص وصال سے روکتے تھے (اخبار الاخیار)

۲۴۔ تیمور گورکال سمرقندی

استبھان شہدہ

امیر تیمور ابن ترغائی بن البغائی۔ ان کا نسب چنگیز خاں تاتاری تک پہنچتا ہے۔ عرب مورخ
کہتے ہیں کہ اس کا نام تیمور یا تیمولنگس وہ قریہ خوجہ الیغابا نواح کشمیر میں پیدا ہوئے جو ماوراءالنہر
کا ایک شہر اور کش کا دوسرا نام کس ہے بلکسرین۔ اس کے لنگڑے ہونے کا سبب یہ ہے
کہ وہ اوائل عمر میں کسی کی بکری کا سرفہ کر کے نکلا تھا کہ چرواہے نے ایک تیر اس کے کندھے
اور دوسرا اس کے ران میں پیوست کر دیا جس سے اس کی ایک ٹانگہ میں لنگ آگیا۔
اور جب وہ ماوراءالنہر پر غالب آیا تو بادشاہ کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا جس کی بدولت

وہ گورگال سے ملقب ہوا۔ کہ مغل کی تخت میں داماد کو گورگال کہا جاتا ہے۔

تیمور کا باپ تو فقیر تھا۔ مگر انقلاب نے بیٹے کو امیر بنادیا۔ وہ محض ان پڑھ مگر علما و فقرا کا قدردان تھا۔ مدبر اور دور اندیش تھا۔ اس کی حسن تدبیر اور جدوجہد کی وجہ سے چھوٹے بڑے سب اس کے لشکر ہی بنتے گئے۔

وہ جب کسی شہر پر بیخار کرتا تو نہایت تدبیر اور چالاکی کے ساتھ بڑھتا۔ مفتوحہ شہر میں قتل عام اور اسی قسم کے شنیعات سے باشندوں پر اپنی ہیبت طاری کر دیتا۔ مندرجہ ذیل ملکوں کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔

سمرقند، بلخ، تاشکنت، ممالک ماوراء النہر اور اس کے لواحق علاقے۔

ترکستان بشمول اپنے مقبوضات کے۔ خوارزم۔ کاشغر۔ بلخستان مع اپنے ماتحتوں کے۔ خراسان اور ماہاندران کا اکثر حصہ۔ زاوستان و طبرستان و غزنہ و استرآباد وغیرہ۔ جن کے بعد وہ ارم اور شام پر حملہ آور ہوا۔ اور وہاں بھی اس نے بہت ظلم کیے۔

تیمور کی فتوحات سترہویں صدی عیسوی میں شروع ہوئیں و دمشق کو اس نے سترہویں صدی میں تاخت تاراج کیا۔ بلاد روم میں سترہویں صدی میں داخل ہوا اور غلبہ میں سترہویں صدی میں۔

اور ہندوستان پر اس نے ماہ محرم سترہویں صدی میں حملہ کر کے سندھ اور پنجاب میں قتل عام کیا۔ ساتھ ہی غارت اور اسارت و لڑائی شروع کر دی۔ ۱۹ جمادی الاول سترہویں صدی میں دہلی کو فتح کر کے یہاں بھی قتل عام کا بازار گرم کیا اس لمحہ میں دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود گجرات اور اس کا وزیر اقبال خاں بلند شہر چلے گئے۔ تیمور پندرہ روز دہلی میں رہا بعدہ واپس ماوراء النہر چلا گیا۔

حلیہ :- طویل القامت اور الیسا وجہ کہ گویا وہ عاقلہ میں سے ہے۔ فراخ پیشانی، بڑا سر، قوی الجثہ۔ سرخ و سفید رنگت۔ دو ٹہرا بدن۔ ہر سے پر لمبی داڑھی۔ دایاں بازو شکستہ آنکھیں جیسی ۲۔ سمجھیں جل رہی ہوں۔ آواز بلند۔ موت کے خوف سے پر امن۔ اس کے رعب و دلب سے دور اور نزدیک کے بادشاہ اس کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی اطاعت کا قبالہ دہرایا

ساتھ لے کر خود حاضر ہوئے اور جہاں تک اس کی نظر پہنچی۔ اس کے دربار میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ بیٹھے۔

اس مقصد پر وہ جس بادشاہ کو چاہتا۔ اپنے لقیب کے ذریعے طلب کرتا جو اس بادشاہ کا نام لے کر پکارتا۔ تو وہ اسی وقت کھڑا ہو جاتا۔

بعض مصنفوں نے اپنی تالیفات اس سے منسوب کیں۔

مثلاً تنظیمات السیاسیہ والحکریہ۔

اور اکثر اہل قلم نے اس کی سیرۃ پر مطول و مختصر کتابیں لکھیں جن میں تیمور کے عجیب و غریب واقعات سپرد قلم کیے۔ ان میں سے تاریخ شرف الدین علی الفارسی اگرچہ اس کی بے با درج سے مملو ہے تاہم ایسی جملہ کتابوں میں اعلیٰ تصنیف ہے۔ فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

وفات: سن گیا ہے کہ جب وہ اپنے مفتوحہ ملکوں سے وطن کی طرف لوٹا تو اس نے ایک ایسا عرق پی لیا جس کی وجہ سے اسے خونی تہہ شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ وہ شہر اترار کے فواح میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ تب اس کی لاش سمرقند لے جائی گئی۔ تیمور کی مدت حکومت ۲۶ سال ہے۔ اور تاریخ وفات ۷ اشعبان ۸۰۷ھ ہے۔ انتقال کے وقت اس کی عمر انسی سال سے تجاوز تھی۔



ث

۴۵۔ مولانا شہار الدین ملتانی

۱۶ محرم ۱۲۹۸ھ

”الشیخ الفاضل العلامة شہار الدین لہر قطب الدین حنفی ملتانی علوم کلیہ (منطق و فلسفہ) میں معروف تھے۔

ملتان میں پیدا ہوئے۔ اور جہاں تک بن پڑا اسی شہر کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر شیراز کا قصد فرمایا تو سید الشریف زین الدین علی جوہانی مصنف کتب ہائے مشہورہ سے منطق اور فلسفہ پڑھا۔ شیراز سے لوٹ کر وطن آگئے۔ اور ملن سے شیخ سہار الدین ابن فخر الدین ملتانی کے سوا بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔

(تاریخ مشاہیر)

۸۰
"ج"

۴۶۔ شیخ جلال الدین گجراتی

م س ل

"الشیخ الکبیر المنعم جلال الدین الصوفی الحشتی الجراتی۔ مشہور مشایخ سے تھے۔ گجرات ہی مولد و منشا ہے۔ طریقت میں شیخ پیار سے مستفیض ہوئے۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ پھر بنگال تشریف لے گئے اور ان کے ہاتھ پر گورو بنگ کے بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔"

مرحوم بڑے بارعب تھے۔ لوگ ان کا بے حد احترام کرتے کہ درجہ قبولیت حاصل تھا بادشاہوں کی مانند تخت پر بیٹھتے اور انہی کی مانند حکم صادر فرماتے۔ ان کے مرید شیخ محمد منکن ملاوی کے سوا بے شمار افراد ہیں۔ آپ نے شہادت کی موت پائی۔ (د خزینۃ الاصفیاء)

۴۷۔ شیخ جلال الدین مانیکپوری

"الشیخ الفاضل جلال الدین ابن اسماعیل عمری مانیک پوری فقہ و اصول فقہ اور ادب عربی میں کامل تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ محمد سے درسیات اور طریقت دونوں میں استفادہ کیا۔ صاحب تقویٰ عالم اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ اول شب جب لوگ نیند میں ڈوب جاتے ہیں۔ آپ عبادت کرتے اور آخر شب میں جب لوگ جاگ اٹھتے ہیں آپ سو جاتے۔ فجر کی نماز تک مصروف رکوع و سجدہ رہتے۔ ہر شب میں سورہ الیٰس کی اہم مرتبہ تلاوت کرتے"

خانہ پاشت کے بعد درس فرماتے۔ اور کتابت کی اجرت سے روزی حاصل کرتے یا کچھ
 ہی نہیں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ رفیق الحارثین)

۴۸۔ شیخ جلال ابن ابوالفتح قنوجی

مہر

الشیخ المصالح جلال بن ابوالفتح ابن حامد بن محمود ابن الحسین الحسینی البخاری القنوجی۔
 المشہور بہ جلال ثالث در لسل شیخ جلال الدین حسین بن احمد الحسین بن احمد بن الحسین البخاری
 الایچی۔ مولد شہر اُچّ۔

شاہ بہلول ابن کمالا کے عہد میں دہلی تشریف لے آئے۔ بادشاہ نے ان کو قنوج
 کے لواحق میں کچھ اراہنی جاگیر میں عطا فرمادی۔ تو آپ یہاں منتقل ہو گئے۔ قنوج میں ان کی
 لسل بہت پھیلی ازال حملہ (لواب) صدیق حسن ابن لواب اولاد حسن صاحب تصانیف مشہورہ کے
 ہیں۔ صاحب ترجمہ قنوج ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی قبر پر شاہ ہری خاں فتح جنگ نے
 زیانہ شاہ حسین شرقی میں سر بلند مقبرہ بنوایا (الفرع النامی لواب صاحب)

۴۹۔ مولانا جمال الدین کشمیری

الشیخ العالم المحدث۔ جمال الدین کشمیری علمائے معروفین سے ہیں۔ فقہ و حدیث اور
 اصول و عمری ادب میں امتیاز حاصل ہوتا۔ شیخ علی بن شہاب الہمدانی الحسینی کے عہد میں کشمیر گئے اور سلطان
 قطب الدین شاہ مرزا کشمیری کی ہدایت پر ہمیں طرح اقامت ڈال دی اور درس و افادہ شروع کر دیا۔
 کشمیر میں مشہور نہایت کے کنارے آپ کا مزار واقع ہے۔ جو زیارت گاہ عوام و خاص ہے۔

(روضۃ الابرار)

۵۔ قاضی حماد الدین گجراتی نہروالوی

الشیخ العالم الفقیہ القاضی حماد الدین ابن محمد اکرم حنفی اپنے دور کے ممتاز فاضل تھے اور شہر نہروالہ میں منصب قاضی القضاۃ پر فائز۔ مفتی رکن الدین ناگوری نے آپ کے حکم سے فتاویٰ حمادیہ لکھی۔ یہ اشارہ حضرت ناگوری نے اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے جس میں صاحب مسترحمہ کی علم و فضل کی بڑی تعریف کی ہے۔

۵۔ شیخ جمشید اسرائیلی راجپوری

اشوال ۸۲۲ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "جمشید اسرائیلی حنفی الصوفی راجپوری (اور راجگیر شہر ہے) نواح

پٹنہ میں جو بواہول کا مقدس مقام ہے) انرا حماد قاضی قدوة المدین اودھی۔ وطن نواح دریاباد کے موضع ابراہیم تھا۔ عہد شباب ہی میں ترک دنیا اور تجرد پر مائل ہو گئے۔ طریقت میں شیخ بلال الدین حسین اچی کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔ جن کی خدمت میں برسول ملازمت کی۔ شیخ ان کو انخی جمشید کہہ کر پکارتے جو ان کا لقب ہو گیا۔ تجرد و ترک جب درجہ کمال تک آپہنچے تو لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور راج گیر میں سکونت فرمائی جو قنوج کے نواح میں، شاید یہ قریہ دوسرا راج گیر ہے۔ مترجم، اور عبادت اپنا شعار و دثار بنالیا۔ فرماتے کہ:۔
انما الانسان امدجل ونصف رجل اولاد شتی (انسان یا تو پورا انسان ہے یا نصف انسان اور یا ہیچ محض ہے) جو اللہ تک پہنچ گیا وہ پورا انسان ہے، اور جو اس تک پہنچنے کے لئے کوشاں ہے وہ نصف انسان اور جو صرف دنیا کا ہی ہو کر رہ گیا وہ ہیچ محض ہے۔ یہ بھی فرماتے کہ جاہل صوفیہ سے بچتے رہو۔ یہ لوگ دین کے چور اور مسلمان کے رہزن ہیں۔

اور یہ بھی فرماتے کہ جس کسی کے دل میں ذرہ کے برابر دنیا کی محبت ہے۔ وہ لاکھ ذراہد

سہی۔ مگر وہ خدا متعالے کی رحمت کا مورد نہیں ہو سکتا کیونکہ پروردگار فرماتا ہے۔

لا تفرق حلاوتہ محبتی من فی قلبہ حبۃ من حبۃ الدنیا لان الملوث لا یصل

للخطیئة القدسیة والحصنة الربانیة انتہیؕ

میں اس شخص کو اپنی محبت کا مزہ بھی نہیں چکھا سکتا جس کے قلب میں حبۃ کے برابر دنیا کی محبت ہے۔ اس لئے کہ جس کا دامن آلودہ ہو۔ وہ خطیئة القدس اور حضرت الربانی میں قدم نہیں رکھتا۔ (التقصار نواب صدیق سمنان)

۵۲۔ شیخ چاندہ منڈوی

(شہر منڈوہ مالوہ میں تھا)

(بہ عہد محمود شاہ الکبیر الملبغی)

ممتاز الاقران تھے۔ اچھ مولد و سکن ہے۔ وہیں پروان چڑھے۔ شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری الانجلی سے پڑھا۔ اوزریارت حویین کے لیے احرام باندھ کر روانہ ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد بچہ سلطان محمود شاہ الکبیر غلجی شہر منڈوہ میں وارد ہوئے تو سلطان نے آپ کو وہیں اقامت کی زحمت دی اور انہیں شیخ الاسلام کے منصب سے سرفراز فرمایا۔ یہاں ان کا مشغلہ درس و افادہ تھا۔ اور یہیں محمود شاہ کے عہد میں آسودہ لحد ہوئے۔

”ح“

۵۱۔ شیخ حامد الکبیر بخاری اُچی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ حامد بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین بن علی الحسینی البخاری الاچی۔ معارف و علوم میں ممتاز الاناضل تھے۔ اپنے جد شیخ جلال الدین حسین بخاری کے زمانہ میں پروان چڑھے۔ انہی کی تربیت سے آراستہ ہوئے اور اپنے والد محمود صاحب کی رحلت کے بعد منصب شیخوخیت سے بہرہ مند ہوئے۔ ان سے ان کے حقیقی بھائی عبداللہ بن محمود اچی الحجراتی اور بے شمار مشایخ نے استفادہ کیا۔

۵۲۔ شیخ حبیب اللہ کرمانی

(بعد سلطان احمد شاہ بہمنی)

ماہ شعبان ۸۶۴ھ

”الشیخ الفاضل“ حبیب اللہ ابن خلیل اللہ بن نعمت اللہ حبیبی کرمانی علوم ظاہری و باطنی میں نخبۃ الاقران۔ ۸۲۴ھ میں اپنے والد کے ہمراہ ہندوستان آئے اور سلطان احمد شاہ بہمنی نے اپنی دختر ان کے جہاد عقد میں منسلک کر دی۔ وہ احمد آباد ہند میں برسوں رہے اور مرتبہ مارت تک آپہنچے۔ حتیٰ کہ ہمایوں شاہ بہمنی نے تمام سلطنت ہاتھ میں لی جو ظالم، جابر اور سفاک تھا اور حسن بن علاؤ الدین نے بادشاہ مذکور پر خروج کیا تو صاحب تذکرہ نے سلطان حسن کی رفاقت کی۔ جس کی پاداش میں حسن مذکور اپنے رفقاء سمیت قتل ہوا۔ مگر حبیب اللہ شہید کر لئے گئے، وہ

کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر بیجا پور جا پہنچے۔ اور ۸۶ھ ماہ شہبان میں قتل ہو گئے۔
(تاریخ فرشتہ)

۵۵۔ شیخ حسام الدین جون پوری

۹ ربیع الاول ۸۶۰ھ

(بعد سلطان ابراہیم شرقی جون پوری)

الشیخ الفاضل حسام الدین ابن نصر اللہ اصفہانی ثم الہندی جون پوری۔ فرقہ مداریہ کے علماء سے تھے۔ براہ راست شیخ معرب دلیح الدین مدار مکن پور سے بیعت ہوئے اور رسول اللہ کی خدمت میں ملازمت کی۔

ان سے شیخ محمد بن علاء شطاری منیری اور دوسرے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ جون پور ہی میں آسودۂ لحد ہوئے۔

(بحوالہ انتصاح)

۵۶۔ شیخ حسام الدین فتح پوری

م ۸۶۰-۸۶۱ھ

الشیخ الفاضل حسام الدین حنفی صوفی فتح پوری۔ فقہ و اصول فقہ میں سربراہ اور وہ روزگار تھے۔ قاضی عبدالمقدر ابن رکن الدین شریعی کنڈی سے پڑھا۔ اور طریقت میں بھی ان ہی سے شاد کام ہوئے۔

فتح پور سے فتنہ تمبور کے زلزلے میں دہلی سے نکل کر فتح پور آئے اور واپس فتح پور آئے۔ تشریف لے گئے ان سے شیخ بدھن علوی بہرائچی اور دوسرے بے شمار لوگوں نے کتاب فیضان کیا۔

وفات :- علامہ لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی اور صاحبِ مہرِ جہاں تاب فرماتے کہ آپ سلطان ابراہیم شرقی کے عہدِ حکومت میں ۱۰۳۵ھ یا ۱۰۳۶ھ میں طعمۂ اجل ہوئے۔

۵۷۔ شیخ حسام الدین مانک پوری

۱۵ رمضان ۸۵۳ھ

والشیخ الامام العالم الکبیر حسام الدین ابن خواجہ خضر ابن جلال الدین عمری مانک پوری۔ مشہور اولیاء اللہ سے تھے۔ مانک پور مولد و منشا ہے۔

درسیات کے متون و شروح و دلول پڑھے اور خوب خوب مطالعہ کیا۔ اپنے والد کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد خلوص نیت سے بنگال کا ارادہ کیا۔ اور حضرت نور بن العلاء ہندوی کی بیعت کی۔ دلول ان کی خدمت میں رہے۔ حتیٰ کہ اپنے مرشد کے تمام مسترشدین سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔ جس کی وجہ سے شیخ نے آپ کو ۱۸ ربیع الثانی ۸۵۴ھ میں اپنی خلافت عنایت فرمادی اور مانک پور کے لئے رخصت دے دی (انیس العارفین)

آپ ہندوہ سے جون پور تشریف لے آئے۔ یہاں بے حد فقر و فاقہ کے اندر مسلسل سات سال گزار دیے۔ جس کے بعد اللہ نے آپ کے لیے رزق اور قبولیت دلول کے دروازے کھول دیے۔ امرا اور رئیس حتیٰ کہ بادشاہوں تک آپ کے گرویدہ تھے۔ اہل شہر میں ہر فرد بشر نے خراج عقیدت پیش کیا۔

مشاکرہ :- آپ کے صاحبزادہ فیض اللہ، شیخ راجی حامد اور دوسرے بے شمار لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

قصائیف :- (۱) انیس العاشقین۔ سلوک میں مفید کتاب ہے (۲) رفیق العارفین آپ کے ملفوظات کا مجموعہ جو آپ کے مریدوں نے یکجا کئے۔ ان کے جمع کردہ مکاتیب

(۱۲۱) ہیں جو شہاب الدین مانک پوری نے ایک مجموعہ میں اکٹھے کیے (گنج ارشدی)

اقوالے آصے بزرگ

۱۔ فیض الہی ناگاہ رسد و لکن بردل آگاہ رسد، پس سالک منتظرے باید تا از پردہ عین پہ کشاید۔

۲۔ فراق کجاست یا نور اوست

یا پہ تو نور اوست !

۳۔ درویش را چہ چیزے باید دو در دست دو شکستہ ادین درست و یقین درست۔

پائے شکستہ و دل شکستہ۔ (۴) آمیختہ ہمہ کس باش (۵) آویختہ کس مباحث

۵۔ اردو رمضان ۱۳۵۳ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مالکپور میں مشہور و معروف اور زیارت گاہ عوام و خاص ہے۔

۵۸۔ شیخ حسن بن بدر الدین ہندی

«الشیخ العالم الکبیر حسن بن بدر الدین ہندی الدمشقی حقی نزل شام (بروایت بخاری) اور اس نے کہا کہ آپ عالم علامہ متبحر متحقق مدقق ذوفنون عدیدہ و اقوال سدیدہ تھے۔ عقلیات میں ملکہ تام حاصل تھا۔ تیس سال تک سید ہر بانی کی خدمت میں ملازم رہے۔ خود ان سے طلبہ نے نحو و صرف اور فقہ و اصول فقہ میں استفادہ کیا۔ ۱۳۳۳ھ میں حماہ کے مدرسہ مغزیہ میں رحلت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ستتر برس کی تھی۔

۵۹۔ شیخ حسین بن محمد بروچی

«الشیخ العالم الصالح حسین بن محمد بروچی البجراتی۔ فقہ و تصوف کے عالم اہل حضرت کمال الدین قزوینی بروچی سے اخذ فیض کیا۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہا۔ اور جب خود سند شیوخیت کو عزت بخشی تو علما و مشایخ کے گروہ درگروہ نے ان سے استفادہ کیا۔

۴۰۔ شیخ حسن بن حسین بن الحنفی

۱۱ شعبان ۸۵۵ھ

«الشیخ العالم الفقیہ الزاہد» حسن بن حسین بن الحنفی البہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے شیخ طریقت۔ آپ والد کی گود میں پروان پڑھے اور فقہ و طریقت دونوں میں ان سے فیض کام ہوئے۔ ۸۷۲ھ میں مسند ارشاد کو زینت بخشی۔
مصابیہف بہ لطائف المعانی و درحقائق و معارف اور اپنے والد فارسی میں حضرات الحنف کی بیسٹ شرح کا شرف الاسرار کے نام سے لکھی۔
مقبہ بہاریں انتقال فرمایا (حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

۴۱۔ شیخ حسن بن محمد الججراتی

از ۸۷۵ھ تا ۱۳ شوال ۸۸۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ حسن بن محمد اوساوی الججراتی۔ خطہ گجرات کے ممتاز شیخ طریقت آپ اڑھن کے نام سے مشہور تھے۔ سال ولادت ۸۷۵ھ ہے۔ طریقت میں حضرت عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الججراتی سے فیضان حاصل کیا۔ ان کے بعد شیخ لضر الدین ابن جمال نوساروی کی ملازمت میں حصہ لیا اور ان سے بھی کتاب کیا۔ آپ معقول و منقول دونوں میں ماہر تھے۔

۱۳ ماہ شوال ۸۸۵ھ کو انتقال فرمایا۔ قبر آپ کی اوساوی میں ہے اور اوساوی احمد آباد

کی ایک بڑی شاہراہ کا نام ہے۔ (گلزار الابرار)

۴۲۔ شیخ حسن بن علی الکیلانی

(عبد سلطان فیروز بن داؤد کہمنی)

۱۸۱۰ء

الشیخ الفاضل العلامة حسن بن علی الحکیم الکیلانی۔ معروف علماً سے تھے۔ منطق و فلسفہ وغیرہ جملہ علوم عقلیہ میں ورک تھاتھا۔ سلطان فیروز بن داؤد کہمنی گلبرگہ کا عہد تھا۔ آپ اس کے ندیم تھے۔ سلطان مجروح نے سنانہ میں آپ کو بالاکوٹ میں رصد گاہ بنانے کا حکم دیا اور اس کام کے لیے سید محمد گاذر دنی وغیرہ کو آپ کی اعانت پر لگادیا۔ جس پر شیخ حسن نے تمیز رصد گاہ پر پوری توجہ دی۔ مگر رصد گاہ تعمیر ہونے سے قبل ان کی زندگی کا اڑپہ مٹ گیا۔

۴۳۔ شیخ حسن الحسینی الہی

۱۸۹۶ء

الشیخ العالم المصالح "حسن بن علی الحسینی کبیر الدین الہی صلاح و تقویٰ میں معروف تھے۔ ایک دنیا کی سیاست کے بعد شراہ میں طرح اقامت ڈال دی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ نے (۱۸۰) سال سے زیادہ عمر پائی ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے آپ جس کی طرف دیکھ لیتے۔ وہ مسلمان ہو جاتے کے بغیر نہ رہ سکتا۔

اچھی ہی میں وفات پائی۔

۴۴۔ شیخ حسین بن المغربی

۲۴ ذوالحجہ ۸۴۲ھ

”الشیخ الامام العالم الکبیر حسین بن عزالدین بلخی البہاری فرقہ فردوسیہ کے مشایخ
 تلمیذ تھے۔ شیخ منیری کے تربیت یافتہ اور ان کی بیعت سے بہرہ مند۔ ان کے
 اجداد اپنے عم محترم شیخ مظفر ابن شمس الدین بلخی منیری کی تلقین سے مستفیض ہوئے۔ ان
 کے ہمراہ عربین آئے اور حج و زیارۃ سے سرفراز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں بہ سال تک قیام فرمایا
 یہاں قرآن مجید اور شاطبیہ شیخ شمس الدین خوارزمی سے پڑھے اور شیخ شمس الدین حلوی
 سے قرأت سبعہ میں مشق بہم پہنچائی۔ شیخ حلوی اس لمحہ میں سے فرید الحصر تھے۔ جن کا نظیر
 قرأت و تجوید میں مصر شام و حجاز میں نہ تھا۔ بعد میں آپ نے صحیحین تمام ہا اپنے عم مظفر مدون
 سے پڑھے اور ان سے سند حاصل کی۔ یہ الفاظ ہیں نے ان کی سند میں لکھے ہوئے دیکھے
 ان کے والد معزال دین رحمۃ مبارک نہیں آسودہ لحد ہو گئے۔ تب یہ اپنے عم مبارک کی معیت
 میں عدن آکر فرانش ہو گئے۔ یہاں آپ نے خلیف عدنی سے حدیث کی اجازت لی۔ آپ
 کے چچا نے عدن ہی میں آپ کو اپنی خلافت عطا فرمائی۔ جس کے بعد ان کا انتقال عدن ہی میں
 ہو گیا۔ اور آپ ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔“

مردیہ میں :- آپ کے مہاجر اور حسن اور ان کے سوا بے شمار خلافت
 مصنفات :- آپ کے تصانیف حقائق و معارف پر مشتمل ہیں جن کی تفصیل مندرجہ

ذیل ہے :-

- ۱۔ حضرات الخمس (در توجید اولیٰ الحمد للہ رب العالمین الخ)
- ۲۔ رسالہ ہیات (یہ رسائل اپنے مریدوں کی طرف ہیں اور ایک ضخیم مجلد میں ہیں)
- ۳۔ فارسی میں دیوان - ۲۴ ذوالحجہ ۸۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔

(بحوالہ حاشیہ غلام حسین علی شریح آداب المریدین)

۴۵۔ شیخ حسین ملتانی

”الشیخ الفاضل العلامة“ حسین القرشی الملتانی علوم عربیہ میں علمائے تبحرین سے تھے۔ مالدوٹن شہر ملتان کے اندر خالقہ شیخ بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی میں مسند آرائے تدریس رہے۔ ان کی زندگی میں ملتان کے اندر ریاست علم و فضل میں آپ ہی جتنا تھے۔ شاگردوں میں ان کے محمد بن منکن ملاوی وغیرہ بے شمار حضرات ہیں (مصابیح العاشقین)۔

۴۶۔ بادشاہ حسین شاہ شرقی جوئی پوری

”الملک الکبیر“ حسین ابن محمود بن ابراہیم جوئی پوری شرقی اپنے بھائی محمد شاہ کی رحلت کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی اور عقل و تدبیر سے فتوحات شروع کر دیں۔ اس نے تین لاکھ فوج اور ۱۸ سو ہاتھی لے کر اڑیسہ پر حملہ کر دیا۔ جس پر راجہ نے بے حساب مال کچھ نقد اور کچھ ادھار دینے پر صلح کر لی۔ سلطان جون پور لوٹ آیا۔ ۱۷۷۵ء میں قلعہ بنارس تعمیر کرایا۔ اور اسی سال قلعہ گوالیار پر فوج بھجوا کر لڑائی کے بغیر اسے فتح کر لیا۔ اس علاقہ کے راجہ نے بھی گراں قدر تادان پیش کیا۔ اب سلطان نے ۱۷۷۵ء میں ایک لاکھ چالیس ہزار فوج اور چار سو ہاتھی لے کر دہلی کا رخ کیا۔ وہاں کے بادشاہ بہلول نے سنا تو پیغام بھیجا کہ میرے لیے دہلی سے ۸ میل تک رہنے دیا جائے باقی ناک آپ کی نظر ہے۔ شاہ حسین نے بہلول شاہ کے پیغام کا جواب تمسک نہ دیا۔ اس پر بہلول مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ میدان دریائے جمنا کے کنارے تھا۔ شاہ حسین نے جون پور آکر دم لیا۔

اس نے پھر ۱۷۷۹ء میں دوبارہ دہلی پر حملہ کر دیا اور اس مرتبہ بھی شکست کھا کر لوٹا۔ پھر تیسرا اور چوتھا حملہ کیا اور ان علاقوں میں بھی وہ ناکام ہی

جون پور لوٹا۔

آخری حملے پر ٹوٹا ہوا ہلول اسے بھگاتا ہوا جون پور پر قابض ہو گیا اور اپنے بیٹے
شاہ کو جون پور پر اپنا نائب مقرر کر کے دہلی لوٹ آیا۔ تب شاہ حسین نے جون پور سے دور
اتنی اراہنی پر اتقا کر لیا جس سے صرف پندرہ ہزار آمدنی ہوتی۔

بھلوانے کے رحلت :- اور ہلول کی رحلت کے بعد سکندر ابن ہلول باریک جانشین ہوا
ابن حسین شاہ نے باریک کو اسکندر پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے حملہ کیا تو شکست کھائی۔
اب سکندر نے حسین شاہ کی طرف رخ پھیرا اور اس کے علاقہ پر قبضہ کر کے اسے بنگال کی
طرف بھگا دیا۔ یہ ۸۸۱ھ کا واقعہ ہے۔ شاہ حسین بنگال میں ۱۹ سال تک حیات مستعار کے دن
پورے کر کے داعی اجل کو لبیک کہا اس کی کل مدت حکومت ۱۹ سال ہے۔ (تاریخ فرشتہ)

سلطان حسین بلند پایہ عالم بھی تھا۔ اس نے قاضی سماء الدین سے جون پور میں پڑھا۔
وہ موسیقی میں بھی ماہر تھا۔ ہندی نغموں میں سے دہرپت کے چار مصرعوں میں تحفیف کر کے اسے
دو مصرعوں میں مفید کر دیا۔ جو نہایت دل کش لئے ہو گئی۔ اور اس کا نام خیال یا چھکھ رکھا۔ بلکہ
تحفیف شدہ دولوں مصرعے نہایت اچھے ہو گئے۔ بادشاہ نے موسیقی میں تحفۃ الہند کے عنوان
سے کتاب بھی لکھی۔

۴۷۔ شیخ حسین بن اسماعیل ملتانی

الشیخ الصالح الفقیہ "حسین بن اسماعیل بن محمود بن الحسین بخاری الاچی لقب الشیخ
صدر الدین الحسینی الملتانی۔ معارف الیہ میں سربراہ زمرین !۔ اپنے والد سے مستفیض تھے جن
کے بعد منصب شیخوخیت پر فائز ہوئے۔

ان سے شیخ عبد اللہ ابن محمد بن رفیع الدین الحسینی البخاری دہلوی نے طریقت حاصل کی۔
(در تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

۴۸۔ شیخ حسین بن محمد الحسینی گلبرگوی

دار بیج الثانی ۸۱۴ھ

الشیخ حسین بن محمد بن یوسف الحسینی الدربازی ثم گلبرگوی المشہور بہ محمد الکبر مولد و منشا

دہلی۔

امساقدہ :- مولانا محمد لہذا و مولانا محمد القاسم و مولانا خواجگی و قاضی عبدالمقتر بن

رکن الدین کنڈی۔

تکمیل کے بعد مطالعہ و تحقیق میں ڈوب گئے اور علم نحو و فقہ و ادب عربی و اصول و کلام
ہر ایک کے اندر ملکہ تامہ حاصل کیا۔ بعد ازاں اپنے والد سے خرقہ خلافت اور سلطنت میں
خلافت کا اعجاز حاصل کیا۔ ان کے والد ان سے بے حد محبت کرتے اور فرماتے کہ اگر یہ میرے
فرزند نہ ہوتے تو میں سر و قدان کے سامنے ایستادہ رہتا اور فرماتے کہ "آج تک کسی نے اپنے شیخ پر
فوقیت حاصل نہیں کی۔ سوائے شیخ قطب الدین بختیار اوسی کے کہ وہ اپنے شیخ معین الدین پر فوقیت
کئے اور سوائے میرے فرزند کے کہ یہ مجھ پر فوقیت حاصل کر گئے۔"

مصابیف :- (۱) المعارف (عربی) در نحو — (۲) شرح الملتقط جو آپ
کے والد کی تالیف ہے — (۳) شرح السوایخ — (۴) رسالہ در عقائد (فارسی میں)
(۵) رسالہ فی لبس الغلین فی المسجد — (۶) رسالہ فی مقامات صوفیہ — (۷) رسالہ
در اباحت السماع — (۸) رسالہ فی التصریف الفارسیہ — (۹) التصریف المالکی۔
وفات :- اپنے والد کی زندگی میں گلبرگہ ہی میں بروز چہار شنبہ ہر ربیع الثانی ۸۱۴ھ
میں رحلت فرمائی۔ باپ اور بیٹے دونوں کی قبر پاس پاس ہے۔

(مہر جہاں تاب)

۶۹۔ شیخ حماد بن محمد گجراتی

۲۲ شوال ۸۳۶ھ

الشیخ العالم الکبیر قاضی حماد بن محمد حنفی صوفی گجراتی مشہور لوگوں سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ بھقیل غنم کے بعد رسول شیخ محمد بن عبداللہ الحسینی البخاری کی خدمت میں آئے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

عمر کا معتد بہ حصہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا۔ آپ کثرت و کرامات اور وقار لغویہ کا سرچشمہ تھے۔ ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ تاریخ وفات بغیر سن ۲۰ شوال یا ۸۳۶ھ ہے (مرآۃ احمدی)

”خ“

ب۔ مولانا خواجگی دہلوی

(لجہد سلطان تیمور گورگان)

م ۸۰۹ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامة خواجگی بن محمد بنفی دہلوی - نزہل کالپی دہن - مولد و منشا
دہلی - شیخ معین الدین ہراتی سے پڑھ کر - فقہ و اصول و عربیت میں کمال حاصل کیا اور دہلی
ہی میں سند تدریس کی آراستگی کا ذریعہ ہوئے۔

ان سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے درسیات پڑھیں - طریقت شیخ نسیر الدین
محمود اودھی سے حاصل ہوئی - جس زمانے میں آپ دہلی کے اندر متوطن تھے - شیخ محمد بن یوسف
حسینی دہلوی نے خواب دیکھا کہ مغل شورش بلند ہو گئی ہے - انہوں نے کھیت اور نسل انسانی
تہس نہس کر دیے ہیں - یہ خواب سن کر مولانا خواجگی دہلی سے نکل کر کالپی چلے گئے - ان
کے لجہد تیمور نے دہلی پر نزل بول کر شہر کو برباد کر دیا۔

آپ کا مزار کالپی کے قلعہ میں ہے۔

۱۔ مولانا شمس الدین خواجگی کروڑی

المرحوم الحرام ۸۹۸ھ

الشیخ الفاضل الکبیر شمس الدین خواجگی بن احمد بن شمس الدین العریضی الملتانی۔

ارام اسماعیل بن جعفر صادق کی اولاد سے تھے ورسیات اور طریقت دونوں اپنے جدا علی شیخ
علاء الدین حسینی الجبوری سے حاصل کیے۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔
بہت بڑے عالم متقی فقہ و حدیث اور لغتوں میں محسود اقران تھے۔
مصنفات :- (۱) المرید والمراد (درسلوک)

(۲) اربعین (در حدیث ملقط از مشارق الانوار صفحانی)

شیخ احمد بن محمد حسینی کروی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ والد کو
خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے چاہا کہ اپنے دادا خواجگی کی کتاب اربعین
محفوظ کو پڑھ کر سنائیں تاکہ آپ احادیث کی صحت فرمادیں اس پر حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا،
کہ اربعین کا ماخذ کیسا ہے۔ اس پر صاحب دیوانہ نے عرض کیا۔ صفحانی کی کتاب مشارق
الانوار! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ مشارق کی تمام احادیث صحیح ہیں۔
جس پر صاحب دیوانہ نے اللہ سبحانہ کا شکریہ ادا کیا۔ صاحب ترجمہ نے اس
بشارت پر تمام مشارق حفظ کر لی۔

مولانا کی قبر کٹڑہ میں دریائے گنگا کے کنارے پر ہے اور اس پر حضرت خواجگی ہی کے
دو شعروں پر مشتمل یہ کتبہ نصب ہے۔

برائے خدا اے عزیزاں من نوید برگور من ایں سخن
کہ چون خواجگی در تہ خاک شد نکوشد ز حکم جہاں پاک

۷۲۔ مولانا خواجہ مانک پوری

”الشیخ الفاضل“ مولانا خواجہ بن جلال الدین العجری مانک پوری — علمائے فقہ و
اصول و عربیت میں ممتاز۔ اپنے والد کے سوا دوسرے اساتذہ سے بھی پڑھا۔ نہایت عابر
وخطاط اور پارسا تھے۔ ان کے متعلق عجیب و غریب وقائع مشہور ہیں۔ ازال جلد یہ کہ ایک

ضرورت مند کسی فتویٰ کے لیے حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے سولے کے سکے رکھ دیے جب کہ مولانا مسلسل تین روز سے بھوکے تھے۔ آپ نے فتوے کے ساتھ وہ سکے بھی مستفی کو واپس کر دئے جس پر دوسروں نے آپ کو ملامت کی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ اتنے میں ایک اور صاحب نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر عین الدین ایک دعا پڑھ رہے ہیں اور اس کے بعض الفاظ ان کی سمجھ میں نہیں آتے آپ نے حجت نواز کاشغری سے چلیں چنانچہ آپ باتھ ہوئے اور امیر کی شکل حل کردی۔ جس پر امیر نے خوش ہو کر آپ کو سونے کے مسکوں سکے دیے تھے۔ جن کی تعداد اس قدر تھی جس قدر مولانا نے پہلے شخص کو واپس کر دیے تھے اور ان کے علاوہ (امیر نے آپ کو) پوشاک و خورد و نوش کا سامان بھی دیا۔۔۔۔۔ لگ ان کیے صبر کا یہ صلہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔

۴۳۔ حضرت خاں بہن سلیمان دہلوی

(تجدید و ترقی)

(۷) اجادی الاولیٰ (۱۲۸۲ھ)

۱۔ الملک الکرم "خضر خاں بن سلیمان علوی سلطان صلاح المشورہ" صاحب المسند
العالمی والریات الاعلیٰ۔ دہلی پر کسی بادشاہ کی حکمرانی نہ ہونے کے زمانے میں اس پر قابض
ہو گیا۔ اس کا والد ملتان کے بادشاہ مروان کا (برمانہ سلطان فیروز شاہ) والی تھا۔ اور حبیب
مروان کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا "ملک شیخ" قائم مقام ہوا۔ ملک شیخ کی رحلت کے بعد
رعایا سلیمان پر متفق ہو گئے۔ سلیمان کی وفات پر اس کا کوئی جانشین نہ تھا۔ اور بادشاہ فیروز شاہ
نے اس کے متبنی خضر خاں کو ملتان کی زمام سپرد کر دی۔ اور حبیب تیمور لنگ ہندوستان میں
وارد ہوا تو خضر خاں نے اس کی خدمت میں سبقت کر کے سناہ اور پنجاب کی قیادت کا قبائہ
حاصل کر لیا۔ جب تیمور باوراء النہر لوٹ گیا اور دہلی پر اقبال خاں وزیر کو حکمران مقرر کر گیا تو

نصیر خاں نے اسے سزا دل کے دہلی پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۰ھ میں رونما ہوا۔ احمد بن (پاک پٹن) پر دونوں میں گھمسان کا رن پڑا تو اقبال خاں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مارا گیا۔ تب ناصر الدین محمود بن محمد بن فیروز شاہ نے دہلی پر قبضہ کر لیا اور کچھ مدت کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اور نصیر خاں پھر دہلی پر ۱۰۰۱ھ میں قابض ہو گیا۔ اب اس نے اپنا لقب صاحب المسند العالی والروایات الاعلیٰ منقول کر دیا۔

نصیر خاں عدل گستر۔ سخاوت پیشہ۔ صادق القول اور دیانت اس کا شیوہ تھا۔ رعایا اس کی مطیع فرمان اور اس کے عدل پر مطمئن تھی۔ وہ اپنی مملکت میں شہروں کی آبادی، زراعت کی افزائش اسلام کی ترقی اور رعایا کی خوشنودی کے لیے کوشاں رہتا۔ اس نے دہلی پر ۷ سال چند ماہ تک حکومت کی (تاریخ فرشتہ)

۱۰۰۲۔ شیخ خوند میر الفتنی

اربع الثانی ۱۰۰۲ھ

”الشیخ الفقیہ“ خوند بن سید بڑھا بن یعقوب بن محمود الحسینی الفتنی الجرجانی۔ صلاح و علمیت میں معروف۔ مولد و منشا سرزمین گجرات۔ اپنے چچا شادی بن یعقوب پڑھا اور انہی کی بہت سے سرفراز ہونے کے بعد فتن سے احمد آباد تشریف لے گئے۔ یہاں شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الجرجانی (شیخ عبدالفتاح) (کہ علاء الدین کے مرید اور علاء الدین شیخ محمد بن یوسف الحسینی) نزل و دنیاں گلبرگہ کے مرید تھے) سے الکتاب باطنی کیا۔

شیخ خوند نہایت رعب و داب کے ساتھ باوقار منش تھے۔ ان سے بے شمار افراد نے کسب فیض کیا۔ آپ کے کثوف و کلمات بہت مشہور ہیں۔ (مرآۃ احمدی)

۷۵۔ شیخ خلیل اللہ کرمانی

(لجہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

«الشیخ الصالح» خلیل اللہ بن نعمت اللہ بن عبد اللہ الحبیبی الکرمانی فلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۷۳۷ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے نہایت عزت و اکرام کے ساتھ احمد آباد میں اقامت کے لیے مجبور کر کے پیرھم کے نواحی مواضع جاگیر میں عطا فرما کر ان کی صاحب زادی اور پوتی دونوں کا عقد اپنے دو فرزندوں علاء الدین اور محب اللہ سے کرا دیا۔

۷۶۔ خضر بن الحسن بلخی

«الشیخ الفاضل» خضر بن الحسن بن المبارک بن عثمان بن محی الدین الحمیری الادھمی البلخی حدیث میں ممتاز الاقران، وطن سے آکر جون پور میں طرح اقامت ڈال دی اور لکھنؤ میں درس جاری کیا۔ ان کے شاگردان کے فرزند قطب الدین ہیں۔ میں نے شیخ مبارک گویا مٹوی کے ترجمہ میں پڑھا ہے کہ خضر کی نسبت ابراہیم ابن اوحیم دلی مشہور سے صحیح نہیں۔
بلخ آباد کے نواح میں چند مواضع ان کی جاگیر میں تھے۔

۷۔ مفتی داؤد بن رکن الدین ناگوری

الشیخ العالم الکبیر المفتی داؤد بن رکن الدین ابن حسام الدین حفیظی ناگوری فقہ و اصول میں سربر آوردہ روزگار تھے اور گجرات کے شہر ہنوالہ میں مفتی بنے انہوں نے فتاویٰ حمادیہ کی تدوین میں اپنے والد کی مدد کی جیسا کہ ان کے والد نے اپنی کتاب کے آغاز ذکر فرمایا ہے۔

۸۔ ملا داؤد گجراتی

(لجہ سلطان فیروز بن داؤد بھٹی)
الشیخ الفاضل داؤد بن ابو داؤد گجراتی۔ تاریخ و سیر میں معروف تھے۔
مترجم :- نخفۃ السلاطین (درصلاۃ شاہان) سلطان فیروز بن داؤد بھٹی کے لیے
لکھی (تاریخ فرشتہ)

”س“

۷۹۔ شیخ رکن الدین جون پوری

الرحیم الثانی رحمہ اللہ

الشیخ الصالح الفقیہ ”رکن الدین ابن صدر الدین بن شرف الدین ابن جلال الدین محمود بن جابر بن شیخ عبداللہ الضاری الہروی ثم الہندی جون پوری۔ صلاح و بزرگی میں نامور۔ ان کے والد نے سلطان خضر خاں کے زمانے میں دہلی آکر طرح وطن ڈال دی۔ اور حبیب الی کے والد نے داعی اجل کو لبیک کہا تو یہ نیرمانہ سلطان ابراہیم شرقی رخت سفر باندھ کر جون پور تشریف لے گئے۔ یہاں حضرت شیخ تاج الدین جھونسوی سے طریقت حاصل کی اور حبیب جلال الدین احمد الحسینی البخاری جون پور وارد ہوئے تو ان سے بھی اکتساب کیا۔

انص کے لیے قبول عظیم گایہ عالم تھا کہ مرید سجدہ کرتے اور یہ اس سے منع نہ فرماتے جس پر قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ہارہا ان پر محاسبہ فرمایا۔ شیخ عبدالعزیز جون پوری نے سیرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب کبیر الموضع الہندی جون پور آئے تو ان کے شاگردوں نے قاضی شہاب الدین مذکور کے بارے میں زبان درازی کی۔ تب شیخ رکن الدین نے ان کی طرف داری کرتے ہوئے انہیں جون پور سے چلے جانے پر اشارہ کیا۔ موصیہ۔ شیخ عبدالملک جون پوری۔ قاضی محمد بن علاء منیری اور بے شمار حضرات۔ مزار ان کا تارتلہ جون پور میں ہے (در گنج ارشادی)

۸۰۔ شیخ رکن الدین دہلوی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ رکن الدین لقب شہاب الدین حنفی صوفی دہلوی از مشایخ چشتیہ مولد و منشا دہلی۔ اپنے والد سے پڑھا۔ اور ان کے بعد انہی کی مسند خلافت پر تمکین حاصل ہوا۔ مسعودیگ مصنف کتاب التہذبات ان کے شاگرد ہیں۔ (گلزار الابرار)

۸۱۔ شیخ رکن الدین ظفر آبادی

م ۸۲۰ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ رکن الدین قرشی ظفر آبادی اکابر فتنائے حنفیہ سے تھے۔ فقہ و اصول فقہ اور حدیث و تفسیر پر ایک میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

مصنف کتاب المناقب الدرویشیہ نے لکھا ہے کہ انہیں ایک لاکھ حدیث یاد تھی۔ صاحب الدہر اور اکل حلال میں سماعی رہتے۔ انہوں نے شیخ اسد الدین حسینی ظفر آبادی سے طریقت حاصل کی اور انہی کی محبت میں جہاد فی سبیل اللہ میں جدوجہد جاری رکھی۔ ظفر آبادی میں وطن تھا۔ ان کے ایک مرید نے ان کی تاریخ رحلت لفظ رکن دین افتاد سے سن ۸۲۰ھ نکالی (تجلی نور)

۸۲۔ مفتی رکن الدین ناگوری

”الشیخ العالم الکبیر العلامۃ“ نام رکن الدین لقب حسام الدین حنفی ناگوری۔ فقہ و اصول فقہ میں ممتاز، مہر والہ گجرات میں مفتی تھے۔ فتاویٰ حمادیہ (درمجلد ضخیم) ان کی تالیف ہے۔ جو انہوں نے قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم سے مرتب کی جس میں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر کی ۲۰ کتابوں سے استفادہ کیا۔ اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے والحمد للہ نور قلوب العارفين بنور التوحيد والايمان

۸۳۔ قاضی رضی الدین ردو لوی

(لجہد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ الفاضل الکبیر» قاضی رضی الدین ابن لفسیر الدین ابن نظام الدین المحقق الردو لوی
اولاد سقے قاضی شہاب الدین احمد بن عمر الزاولی دولت آبادی کے مولد و منشا جون پور۔ اپنے نانا
قاضی شہاب الدین کی خدمت میں بڑوں ملازم رہے۔ حتیٰ کہ علم میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ فقہ و اصول
فقہ اور علم کلام و عربیت میں اپنے معاصرین پر تفوق حاصل کر لیا۔ سلطان ابراہیم شرقی نے آپ
کو قصبہ ردو لوی میں قاضی مقرر کر دیا۔ آپ نے یہیں طرح و طن ڈالی اور تدریس و افادہ کا سلسلہ شروع
کر دیا۔ (انوار الصنفی)

”ش“

۸۴۔ سلطان زین العابدین کشمیری

م

”الملك العادل الکريم زین العابدین ابن الاسکندر بن قطب الدین الکشمیری السلطان۔
الصالح۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ ان کا نام شاہی خاں تھا۔
مگر ۸۲۴ھ میں ماہول نے خود زین الدین اپنا لقب مقرر کر لیا۔ اپنے بھائی محمد خاں کو وزارت عظمیٰ
پر مقرر کیا اور تبت فتح کر کے اس کے باشندوں کو مطیع کر لیا۔

عدل و سخاوت اور اسیروں کی رہائی سے اپنی حکومت کا آغاز کیا۔ اور تبت
سے جو تبت پرست بھاگ گئے تھے۔ ان کے لیے عام معافی اور اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت
دی دے۔ مگر وہ توبت پرست ہی تھے۔ اپنی عادت کے مطابق قدیم رسوم پر ڈٹ گئے۔ بیوہ
عورتوں کو نذر آتش کرنے لگے۔ سلطان نے انہیں جزیہ کے بارے بھی سبک دوش کر دیا اور
ان کی مزید تالیف قلب کے لیے مسلمانوں کو ذبح بقر سے بھی منع کر دیا۔ ملکہ ملک کے عام
ٹیکس بھی ان پر سے ساقط کر دیے۔ حتیٰ کہ ان میں سے جو لوگ ان کے والد کے عہد میں زبردستی
مسلمان کر لیے گئے تھے انہیں دوبارہ اپنے مذہب پر لوٹنے کی اجازت دے دی۔ تاجروں
کو حکم دیا کہ سالانہ تجارت چھپائیں نہیں اور ہر سالانہ فروخت کریں۔ قلیل منافع پر فروخت کریں۔
مبادا کسی بیح و فروخت میں دھوکا کریں۔

سلطان زین العابدین جب کسی معرکہ میں کامیابی حاصل کرتا۔ فوج میں تمام اموال

غلیظت تقسیم کر دیتا۔ اور مفتوح عوام پر خراج غاید کر دیتا۔ وہ سرکشوں کو سزا دیتا۔ کمزوروں اور مساکین پر رحم کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات میں ایسی باتیں سمودیں جو ہر کسی میں نہ ہوتی تھیں۔ وہ کسی غریبوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا۔ نہ کسی کے مال پر نظر کرتا۔ عفو اور تسامح اس کا دثار تھا۔ لوگوں کی ستمی اور شرارتوں پر ان سے مواخذہ نہ کرتا۔ زیادہ سے زیادہ سزا مجرم کی جلا وطنی تھی۔ اور اس میں بھی تشدد نہ تھا۔ تاکہ مجرم اس سے عقوبت نہ سمجھے۔

اس بادشاہ کے لقمہ بھی کاموں میں اپنے باعث ملک کی آباد کاری تھی۔ اس نے نہریں کھدوائیں۔ باغات اور زراعت میں ترقی۔ رہ گزاری پر پولوں کی تعمیر۔ حتیٰ کہ اس کی ولایت میں الاراضی کا کوئی ٹکڑا آب پاشی اور شادابی سے محروم نہ تھا۔ نہ کوئی زمین بنجر تھی۔ کہ وہ ارباب و فضل کمال کی قدر بھی کرتا۔

اس کے بہنہ شہزادے مسلمان اور ہندو عالم جمع ہو گئے جو عربی فارسی۔ نقل و خط و کتابت۔ ہندی میں اور ہندی سے عربی و فارسی میں فنی کتابوں کا ترجمہ کرتے رہتے۔ وہ شہزادہ مالی کا والد اور نہ تھا۔ اس لیے سونا اور چاندی دونوں اس کے پاس نہ رہتے۔ بلکہ اس نے حسن اخلاق و تواضع، بخشش و فیصلہ جرات میں روزِ قدیم امورِ عہد میں عزم و عین۔ رویا کی حالات، پر اطلاع۔ تدبیر کی رسائی۔ ارباب کمال کی محبت و زینوں سے افرات۔ اور عہد الامور سے رغبت اس کے سمولات تھے۔ اس نے ساڑھے ساڑھے بیس ہزار وفات پائی اور ۵۲ سال حکومت کی (تاریخ فرشتہ)

۸۵۔ شیخ زین الدین عربی

شیخ زین الدین بن بدر الدین صوفی عربی فقہ و تقویٰ اور فنون ادبیہ میں ممتاز طریقت حضرت شرف الدین احمد سنیری سے حاصل کی جن کی خدمت میں برسوں ملازمت نصیب ہوئی۔ مقانیف:۔ راحۃ القلوب (فارسی) اپنے مرشد کے حالات و ملفوظات۔ اولہ: حمد و پاس

۸۶۔ شیخ زہید بن بدھا سارنی

الشیخ العالم الصالح زہید بن بدھا ابن حمزہ بن قطب ابن عمر بن الجلال الحسینی الزیدی
مسارنی۔ فرقہ چشتیہ کے شاخ سے تھے۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری ان کے مرشد ہیں۔
صاحب ترجمہ ہر وقت مستغرق رہتے۔ مراقبہ معمول تھا۔ اور شیخ ابو الفتح ہدایت
بن محمد المنیری ان کے نواسے تھے۔ (گلزار ابرار)

میں نے شیخ محمد بن العلماء المنیری کی بعض اسانید میں پڑھا ہے کہ انہوں نے طریقہ چشتیہ
شیخ زاہد بن بدہ چشتی سے حاصل کیا۔ اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ جون پوری سے لہذا
قیاس یہ کہتا ہے کہ شیخ زہید کا اصلی نام زاہد اور ان کے والد کا نام بدہ تھا۔ یہ کہ
یہ زہید اور بدہ کیا ہے؟ تو یہ تو جس طرح ہندوستان میں رواج ہے زاہد کو زہید اور
بدہ کو بدہا کر لیا گیا اور یا گلزار ابرار کے ناقلین سے اس سلسلہ میں غلطی ہوئی۔

۸۷۔ شیخ زین الدین بغدادی کنج نشین

(زبانہ سلطان علاء الدین لکھنوی)

م ۳۳۵ھ

الشیخ العالم الصالح زین الدین صوفی بغدادی مشہور۔ کنج نشین بواسطہ سمش الدین
محمد از احمد از ابواسحاق از سمش الدین محمد الکی از ابوالعباس سلیمانی (تامسانی) از محمد صالح و
کامی از شیخ ابو مدین مغربی۔ جو حضرت شیخ محمد بن ابراہیم کے مرید ہیں۔ بغداد سے
ہندوستان تشریف لائے اور احمد آباد بیدری میں زبانہ سلطان علاء الدین شاہ لکھنوی اقامت فرما
ہوئے۔ ۳۳۵ھ میں بیدر کے مقام پُرفات پائی اور یہیں آسودہ لحد ہوئے (مہر جہاں تاب)

وحاشیہ ایں متن

ان کی تاریخ ولادت ۷ ریح الاول ۱۰۶۷ھ ہے اور مولید بغداد
اساتذہ ۱۔ اس نمر کے مشہور ارباب علم جن سے پڑھنے کے بعد وہی تشریف لے
آئے اور جب اپنے والد شیخ محمد ابراہیم سے ملاقات ہوئی تو ان کی بیعت کا شرف حاصل
کیا۔ ان کا شجرہ یہ ہے شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال الدین ابن شیخ رکن الدین ابن شیخ
نور الدین بن شیخ بدر الدین بن شیخ یعقوب ابن شیخ داؤد بن محمد ابن اسحاق بن ابو عبد اللہ
طاہر ابن شیخ شعار الدین بن محمد بن سید الطائفہ بنید بغدادی۔

نجیب ناگوری نے اپنی کتاب الاعراس کے صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ اور مسنف تاریخ خورشید
جہا بی نے ص ۲۲۲ اور قدہ کرہ ابو الفیض ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ "مر لانا کج کشین شہر بیدر
میں آنے کے بعد ذکر و فکر اور ارشاد و دعوت میں ڈوب گئے۔ ان سے بے شمار افراد نے
استفادہ کیا۔ وہ پارسا اور عبادت گذار و کثیر الخشیت تھے۔ ان سے عجیب و غریب وقائع ظہور میں
آتے۔ ان سے مشکوفات و کرامات بہیم ہوتے۔ تاریخ وفات روز جمعہ ۹ ریح الثانی ۱۰۶۷ھ
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یوم وفات پر بیدر ہی میں تمام سرکاری دفاتر اور مدرسوں میں تعطیل
ہوئی۔ ان کے بیٹے جمال الدین کی رحلت ۹ رمضان ۱۰۶۷ھ اور پوتے شیخ جمال الدین کی
وفات ۷ ارجب ۱۱۲۰ھ کو ہوئی۔

۸۸۔ شیخ زین الدین اودھی

۱۰۸۰ھ

"الشیخ الصالح زین الدین علی المحبشتی الاودھی جو شیخ نصیر الدین محمود بن یحییٰ اودھی کے
ہمشیر زادہ تھے۔ طریقت اپنے مامول مدوح الصدر سے حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسوں
ملازم رہے اور دولت آباد میں انتقال فرمایا۔

”س“

۸۹۔ شیخ سارنگ لکھنوی

ولجہد سلطان فیروز شاہ دہلوی ملک الہند

م ۱۴ شوال ۸۵۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ سارنگ متقی الصوفی دہلوی ثم لکھنوی لاجہد سلطان فیروز شاہ دہلوی
فرقہ چشتیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔

مالوہ میں شہر سارنگ تعمیر کیا لاجہد میں جذبہ ربانیہ سے ایسے سرشار ہوئے کہ امارت پر
الت مار کر شیخ قوام الدین ابن ظہیر الدین عباسی کر وہی کی خدمت میں رہنے لگے۔ ان سے
ذکر کا طریقہ حاصل کیا اور حج و زیارت کے بعد واپس وطن التشریف لائے۔ اب شیخ یوسف بن
احمد ایرجی کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔ ان سے
رسالہ مکیمہ پڑھا۔ ان کی آخر عمر میں شیخ صدر الدین ابن احمد الحسینی نے ان کے لیے غوث
خلافت بھجوا یا تو واپس کر دیا۔ اس پر شیخ حصام الدین نے جو فرقہ سہروردیہ کے مشایخ میں سے
تھے ان کو یہ خرقہ قبول کرنے کے لیے کہا بھیجا۔ تب انہوں نے رکھ لیا۔ جس خرقہ کی بدولت
ان کو بہت فیضان حاصل ہوا (اخبار الانبیاء)

ان کا مزار نجد گوہ میں ہے جو اودھ کے قریب لسیوہ کے قریب واقع ہے (الفوائد السعیدیہ)

۹۰۔ شیخ سراج الدین کاپوری

م ۸۳۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ سراج الدین حنفی صوفی المشہور بہ السراج الحریق» مولانا خواجگی دہلوی جو کاپی میں مدفون ہیں، سے درسیات پڑھیں۔ طریقت میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد انجینی البخاری سے مستفیض ہوئے۔

شاہ مدار شیخ بدیع مکن پوری کے ساتھ ان کی جو روئداد گزری وہ مدار صاحب کے حالات میں لکھی جا چکی ہے۔ — (خزینۃ الاصفیاء)

۹۱۔ شیخ سراج الدین گجراتی

م ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ

الشیخ الفقیہ الزاہد سراج الدین ابن السلامہ کمال الدین دہلوی گجراتی مشہور مشائخ سے تھے، درسیات پڑھیں اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند تدریس افادہ کو آراستہ کیا۔ آپ کے فرزند علم الدین اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا۔ ہنر والہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں آسودہ لحد ہوئے (مجمع الابرار)

۹۲۔ شیخ سراج الدین ملتانی

م ۸۸۸ھ

«الشیخ العالم الصالح» سراج الدین بن عالم الدین ابن قوام الدین ملتانی مشہور مشائخ طریقت سے تھے۔ وطن اور مولد ملتان مگر منشاہر اقصیٰ ہے۔ درسیات و طریقت دونوں شیخ زین الدین خوانی سے حاصل ہوئے۔ برسوں ان کی خدمت میں ملازم رہے اور ان کے بعد ان

کی خلافت پر فائز ہوئے۔ ارشاد و تلقین کا حلقہ قائم کر لیا۔ آخر ہندوستان تشریف لاکر گجرات کو وطن بنالیا۔ ان کا مزار نروالہ میں ہے۔ (اخبار الاخبار)

کتاب مجمع الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ زین الدین خوافی نے ۸۳۵ھ میں نور الدین بن عبد الرحمن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف کورانی سے بواسطہ شیخ حصام الدین کنوی از شیخ نور الدین عبد الصمد نظیری از شیخ نجیب الدین علی برغشی از شیخ الکبیر شہاب الدین عمر بن محمد سروردی مصنف کتاب العوارف سے فیض حاصل کیا۔

۹۳۔ شیخ سعد الدین خیر آبادی

م ۸۸۲ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامة سعد الدین ابن القاضی بدھن ابن شیخ قدوائی انا میثم خیر آبادی۔ ممتاز اہل علم سے تھے اور نحو و عربی اور فقہ و اصول فقہ و تصوف میں فائق۔ ان کے والد خیر آباد میں قاضی تھے۔ جوان کی صغر سنی میں انتقال فرما گئے اور صاحب ترجمہ اپنی والدہ کے زیر سایہ سن رشد کو پہنچے۔

درسیات حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا اور تکمیل علوم شیخ محمد اعظم ابن البراء لکھنوی سے فرمائی۔ طریقت میں شاہ مینا ابن قطب الدین لکھنوی سے فیضان حاصل کیا جن کی خدمت میں بیس سال تک ملازمت کی۔ اور ان کے بعد لکھنوی میں شجیت پر فائز رہے۔ پھر خیر آباد منتقل ہو گئے۔ وہاں ایک مہربند خاتون کا تعلق تھیں۔

مؤید :- شیخ عبد الصمد بن علم الدین سائن پوری۔ بدایونی اور دیگر بے شمار حضرات۔
مضامین :- شرح بزوری، شرح حسامی، شرح کافیہ، شرح المصباح، شرح رسالہ میکہ جس میں اپنے شیخ کے بے شمار ملفوظات جمع کیے جن کا طراز عنوان ہے۔

قال شیخی شیخ مینا أدامہ اللہ فی (اخبار الاخبار)

۹۴۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۹ جمادی الاولیٰ ۸۷۵ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن سعد الدین بن قاضی سماء الدین البکری البجنوری لکھنوی اپنے والد کے ۴۰ ویں فرزند تھے۔ شہر بجنور مولد و منشاء کہ لکھنؤ کے جوار میں ہے۔ سدا درس و افادہ میں مشغول رہے۔ دور دراز کے شہروں سے طالب علم استفادہ کے لیے آتے۔ فارسی میں شعر کہتے اور سعدی تخلص تھا۔ نمونہ کلام۔

چول دوست موافق است سعدی

سہل است جفا کے ہر دو عالم !

۸۸۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے ایک مستشرق نے مادہ تاریخ "مخدوم قلب

الاولیاء نکالا (تذکرۃ الاصفیاء)

۹۵۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۳ ربیع الثانی ۸۲۹ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن القاضی سماء الدین بن فخر الدین البکری البجنوری لکھنوی مشایخ کبار سے تھے۔ طریقت میں اپنے والد اور شیخ اجمل ابن امجد عنوی بونپوری سے مستفیض ہوئے۔ ان کی ذات میں علم و عمل اور سخاوت و ایثار ہر چہار خوبیوں تھیں۔ اپنا مال سبیل اللہ میں خرچ کرتے اور فقا کے لیے ان کا دسترخوان ہمیشہ لگا رہتا اسی وجہ سے آپ کا لقب کنڈری فراز مشہور ہوا۔ کیا شیخ قیام الدین نے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا۔ ۸۲۹ھ بتدریج ۲۳ ربیع الثانی کے روز سپرد خاک ہوئے۔

مؤلف تذکرۃ الاصفیاء نے آپ کی تاریخ وفات "رحمۃ اللہ علیہ" نقل فرمائی ہے۔

۹۶۔ شیخ سعد الدین کنتوری

م ۱۰۶ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ سعد الدین محمد المتوکل الکنتوری مشہور مشایخ طریقت سنی تھے۔
علم دین کے گوارہ میں پروان چڑھے۔»

اس وقت تک : آپ کے والد اور طریقت میں شیخ نصیر الدین محمود اودھی ہیں۔
زادہ اور کم خور و صابر تھے۔ سلوک میں ان کا مقام بلند اور اعلیٰ شان تھی دگر ذخائر
صاحب المعارج نے لکھا ہے کہ آپ کو شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے اہواز
حاصل تھا۔

اپنے والد کی زندگی میں ۶۸۵ھ کو وفات پائی۔

۹۷۔ شیخ سلام الدین مندوی

(بہار سلطانی محمود شاہی)

«شیخ العالم الکبیر سلام الدین مندوی فقہ و اصول و عربی میں ممتاز الاقران سلطان محمود
شاہ بخلی (مالوہ) نے آپ کو سید العلماء کا خطاب دیا۔ آپ اس بادشاہ کے نزدیک صاحب
قدر و منزلت تھے (تاریخ فرشتہ)»

۹۸۔ قاضی سماء الدین جونپوری

(بہار سلطانی حسین الشترقی)

م ۱۰۶ھ

«الفاضل العلامۃ قاضی سماء الدین جونپوری۔ المشہور بہ قلیغ خاں۔ اپنے زمانے

کے اعلم العلماء سے تھے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگردوں سے پڑھا۔ اور ان سے سلطان حسین
الشرقی نے۔ جس کے بعد آپ کو اپنا وزیر مقرر کر دیا اور انہیں قتلخ خالی کا لقب عنایت
فرمایا۔ معرکہ دہلی میں جو بہلول کے ساتھ ہوا، قاضی صاحب بادشاہ کے ہمراہ تھے۔ سلطان بہلول
لودھی نے ۸۸۳ھ میں آپ کو گرفتار کر کے خزانہ میں بھیج دیا۔

آپ ۸۹۲ھ تک زندہ تھے۔

۹۹۔ شیخ سعید ابن محفوظ السوالوی الاہوری

«الشیخ الصالح» سعید بن محفوظ بن الحسین بن المجید بن النعمان بن حمزہ بن الحسین بن
البکر بن عمر بن احمد الحسینی الترمذی اللہ پوری السوالوی۔

صدارح و شرف میں معروف، «سوانہ مولد و منشأ» ہے۔

طریقیت شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری اچھی سے حاصل کی۔ بعدہ حضرت
بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری سے استفادہ کیا۔ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ عبادت راج کیے۔
اور وہیں آسودہ بخد ہوئے۔

ان کے صاحبزادہ قوام الدین ابوعلی السوالوی نے جو شہ سبھل میں قتل ہو گئے اور جو کہ
پوری میں سپرد خاک ہوئے، آپ سے کتاب کیا۔

۱۰۰۔ قاضی سناء الدین غزنوی پھلی شہری

«الشیخ العالم الفقیہ» قاضی سناء الدین بن نظام الدین بن صدر الدین حسین الترمذی

۱۔ تاریخ فرشتہ (در متن)

نرمیہ الخواطر

غزنوی مچھلی شہری۔

فقہ و اصول فقہ اور عربی میں ممتاز الافاضل۔

غزنہ مولد و منشا۔

اپنے والد کے ہمراہ ۸۱۷ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ مچھلی شہر میں طرح اقامت
ڈال دی۔ اور اپنے والد کے بعد قابضی مقرر ہوئے۔

—————

”مش“

۱۰۱۔ شیخ شرف الدین المشہدی

۸۴۱ھ رجب ۸۴۱ھ

”السید الشریف“ شرف الدین ابن جلال الدین الحسینی المشہدی ثم بروجی۔ صلاح و بزرگی میں ممتاز اور داماد و خلیفہ تھے شیخ بلال الدین حسین بن احمد الحسینی البخاری کے جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ان کی صحبت میں متعدد مشہوروں کی سیاحت کی۔ اسی سفر میں حبس گجرات پہنچے تو صوبہ گجرات کے شہر بروج میں طرح و طعن ڈال دی۔

قلاؤندہ۔ آپ کے صاحب زادہ قطب الدین بن شرف الدین و سعد الدین بن شرف الدین اور دوسرے بے شمار حضرات۔ از طبقہ علماء و مشایخ۔ یک شنبہ کے روز ظہر کے دو بیان ۸۴۱ھ رجب ۸۴۱ھ کو بروجی ہی میں شہر سے باہر آسودہ لحد ہوئے (از مرآۃ احمدی)

۱۰۲۔ شیخ شعیب بن جلال المنیری

۸۴۱ھ رجب الثانی ۸۴۱ھ

”الشیخ الفاضل“ شعیب بن جلال بن عبد العزیز بن تاج منیری۔ صلاح و تقویٰ میں مشہور۔ قصبہ منیر۔ مولد و منشا ہے۔ بہار ہی میں حضرت شیخ شرف الدین منیری کی بیعت سے مشرف ہوئے جو آپ کے عم زاد بھائی تھے۔ پھر شیخ حسین بن مفر ابناخی سے ملازم ہوئے اور انہی سے استفادہ کیا، اور فخر الامثال کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

نصا بیعت :- مناقب الاصفیاء (اپنے شیوخ کے تراجم پر)

۱۰۳۔ قاضی سمش الدین گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر سمش الدین المحقق الشیبانی از اولاد امام محمد بن حسن ثیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ دغمان کوئی، دہلی سے نارتول کے ارادہ سے نکلے۔ وہاں سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا۔ مگر راستے میں گجرات کے حاکم نے روک کر اپنی کنیزان کے جہالہ عقد میں دے دی۔ جسے وہ دارالحرب سے لائے تھے۔ اس بی بی کے لطن سے متعدد اولاد پیدا ہوئی۔ ان میں سے شیخ تاج الفاضل تھے جن کے ہاں پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ جن میں قاضی محمد الدین تھے اور ان کے بیٹے ہیں۔ جن میں علم اور عمر کے لحاظ سے شیخ احمد بڑے ہیں۔ (اخبار الانبیاء)

۱۰۴۔ شیخ شرف الدین گجراتی المشہور بہ جھوٹا

م ۲۵ ذیقعد ۷۷۵ھ

«الشیخ الکبیر شرف الدین اسادلی گجراتی المشہور بہ جھوٹا فرقہ رفاعیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔ انہوں نے شیخ نظام الدین عمر بن اکرم رفاعی از علی از رکن الدین از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برادر مدوح سمش الدین محمد از عم او محی الدین ابراہیم بن علی اغرب از عم او مہذب الدین عبدالرحیم از برادرش سیف الدین علی بن عثمان بطاحی از قطب الکبیر السید احمد رفاعی (کہ ان کے مامول تھے) سے الکتاب حفیظ کیا اور ان سے شیخ لصفیر بن جمال لوساری اور دوسرے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے (گلزار ابراہ)

۱۰۵۔ شیخ سمش الدین اولوی

م ۲۵ شعبان ۷۷۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ سمش الدین اولوی گجراتی۔ بزرگی و صلاح میں معروف۔ اونہ میں

کہ سوانت کے نزدیک بڑا شہر اور گجرات کا دار الخلافہ ہے، وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

۱۰۶۔ شیخ سمش الدین اودھی

الشیخ الکبیر سمش الدین ابن نظام الدین الصدیق الودھی مشہور مشائخ سے تھے۔
بلدہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پروان چڑھے۔ مولانا رفیع الدین اودھی سے پڑھا اور برسوں ان
کی خدمت میں ملازمت کی۔ بعد ازاں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی چاکری کی۔ برسوں ان کی خدمت
میں بھی رہے۔ ان سے طریقت میں الکتاب کیا اور ان کی رحلت کے بعد سند ارشاد پر متمکن ہوئے۔
اور اکثر افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ (مرآۃ احمدی)

۱۰۷۔ شیخ شیر خاں دہلوی

(بعد سلطان فیروز شاہ دہلوی)

م ۸۳۶ھ

”الشیخ الفاضل السالح“ الحنفی الصوفی دہلوی المشہور بزرگ۔ سلطان فیروز شاہ دہلوی
کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمر کا نصف حصہ امارت اور ٹھاٹھ باٹھ سے گزرا پھر یہ مشائخ ترک
کر کے شیخ رکن الدین بن شہاب الدین دہلوی کی بیعت کا رقبہ گردن میں حائل کر لیا اور بعد کے جملہ لوازم
از مٹم تجر و گوشت نشینی و روزہ داری و قیام و فتوہ اور تجر پر ٹھک پڑے۔ یہاں تک کہ مرتبہ کمال
پر فائز ہوئے۔ بہر مجہ سکر میں مستغرق رہتے۔

تصدیقات: التہذبات علیٰ نیج التہذبات موافقہ غین القضاۃ الاماراتی — (۲) دیوان فارسی
(۳) مرآۃ الحارثین (در حقائق المعارف) مشتمل بر ۱۲۱۔ حقائق۔

(اخبار الانبیاء)

اور نمونہ کلام:۔

ہر دم بہ گہاں رفتم یارب کہ منعم یا او

کامیختہ اکیم از جہاں او با من من با او

ایں کشتہ ہجرال را گشت است خیالش بجا

چوں پیک اہل آید از تن چہ رود با او

بخت است ز بیداری ایں دیدہ شب پیم

آسودہ بچشم گر بردیدہ نہ پاؤ

سوز و چو سپند ایں جہاں من از پشیم بد

بہر گہ کہ کند جلوہ پلشیم رخ زیب او

پے صورت موزونش چوں زندہ تو الی نازن

ما نسیم ہمہ تنہا جہاں ہمہ تنہا او

گشت است بسے جہاننا از طرہ او غارت

بروہ است بسے دہاننا غرہ بیخا (کذا) او

بہر لحظہ کند جلوہ در دل بہر صورت

بہر کس بتماشائے مار است تماشا او

مسعود ازین غلوت کن معذرتے جہاں را

زیبا کہ بدل مارا کرد است کنور جہاں

(بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۱۰۸- شیخ شبلی ابن محمد کاذرونی

م ۸۵۲

» الشیخ العالم الصالح » شبلی فرقہ چشتیہ کے معروف شیخ مولد و منشا پانی پت اپنے

والد شیخ جلال الدین محمد ابن محمود گزرونی سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ اور اس صدقے میں مسند شیعہ خیت مزین فرمائی۔

آپ اکابر علماء سے تھے۔ صبر اور عفت و تدین سے بہرہ ور اور وہید و حال سے متمتع۔ مگر مفعد المرض (غالباً بھگندس) نے آپ کو جوانی ہی میں بے سال کر دیا۔ وجہ کے غلبہ میں ایسا بوجھالتے اور آپ سے بے شمار کثوف و کرامات بیان کیے جاتے ہیں (خزنیۃ الاصفیاء)

۱۰۹۔ قاضی شہاب الدین اودھی

الشیخ العالم الفقیہ شہاب الدین مداری اودھی۔ قاضی قدوة الدین اسرائیلی اودھی کی اولاد سے تھے۔ ذہن نہایت رسالت تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا لقب پر کالہ آتش مشہور ہو گیا۔ طریقت میں شیخ بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری سے مستفیض تھے۔ جذب و حل میں عمدہ قضاۃ سے بھی درگزرے اور اپنی تمام کتابیں دریا گنگا میں پھینک دیں۔ مزار آپ کا قریہ بڑا گاؤں سرزمین اودھ میں ہے۔

۱۱۰۔ شیخ سمش الدین ظفر آبادی

م س م

الشیخ الصالح سمش الدین ابن رکن الدین بن صدر الدین قرشی الملتانی ثم ظفر آبادی۔

المشہور بہ شیخ بدھن۔

اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ سنی میں پیدا ہوئے۔ اسی دور آپ کے

جد اعلیٰ صدر الدین نے داعی مہمل کو لبیک کہا تھا۔ صاحب ترجمہ اپنے والد کے زیر سایہ پروان

پڑھے۔ ان سے پڑھا بھی اور طریقہ سہروردیہ میں کتاب بھی فرمایا۔ اپنے والد کی رحلت کے

بعد ان کی خلافت سے بہرہ مند ہوئے۔ ظفر آباد میں انتقال ہوا اپنے باپ دادا کے جوار

ہی میں دفن ہوئے (الانتصاع)

۱۱۱۔ مولانا سمش الدین کرمانی حق کو

(لجہر سلطان احمد شاہ بہمنی)

الشیخ العالم الصالح سمش الدین کرمانی المشہور بہ حق گو۔ اپنے صاحب زادہ شیخ نعمت اللہ کی معیت میں بیدر (احمد آباد) میں لجہر سلطان احمد شاہ بہمنی طرح اقامت ڈال دی۔

۱۱۲۔ شیخ سمش الدین الفتنی

الشیخ العالم الصالح سمش الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی۔ علم و عرفان و دولوں صفات میں ممتاز۔ شیخ اسماعیل ابن ابراہیم بھرتی کی خدمت میں سالہا سال تک ملازم رہے اور ان سے طریقہ قادریہ و گاذرونیہ ہر دو میں خلافت حاصل کی۔ آپ سے شیخ برہان الدین عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری اور دوسرے بے شمار علماء و مشایخ نے فیض حاصل کیا۔

لیکن اسماعیل ابن ابراہیم نے خرقہ قادریہ شیخ ابوبکر ابن سلامی الصوفی داذ شیخ احمد بن محمد اسدی از شیخ ابوبکر ابن نعیم از شیخ احمد بن محمد از محمد بن عبداللہ از شیخ صامت بن عبداللہ از عبداللہ شیخ الجبال از ابو محمد عبداللہ از سید عبدالقادر جیلی امام طریقہ قادریہ سے فیضان حاصل کیا۔

خرقہ گاذرونیہ شیخ ضجعی داذ برہان الدین از ابو عباس احمد از فقیل عذری از عبداللہ از ابوبکر از ابو محمد عبداللہ حضری از ابو محمد ابراہیم از ابو الفتح بن فقیہ البیضاوی از شیخ اسحاق گاذرونی سے حاصل کیا۔

حکیم شہاب الدین جونپوری

(دور عہد سلطان محمود شاہ منڈوی)

الشیخ الفاضل الحکیم شہاب الدین کرماتی مخم ہندی جونپوری۔ اپنے زمانے کے مشہور
فاضل تھے۔ سلطان محمود شاہ منڈوی کے عہد میں منڈوہ تشریف لے گئے۔ اور یہاں محمود شاہی
کے نام سے مالوہ کی صغیم جلد لکھی۔

"ص"

۱۴۔ مولانا صدر جہاں گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر صدر جہاں گجراتی فقہ و اصول و کلام میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور مشغلہ تدریس و افادہ تھا۔

تلاحدہ۔ شیخ احمد بن برہان ابن ابو محمد الخوری۔ صاحب ترجمہ شیخ محمد بن عبد اللہ الحسینی البجاری کے معاصر تھے۔ جن پر کئی مسائل میں مواخذہ کرتے۔ مگر ان سے ملاقات میں بعض مسائل کلامیہ میں گفتگو جو کی تو ان کے فضل و کمال کے معترف ہو گئے۔ (مرآۃ احمدی)

۱۵۔ شیخ صفی بن نصیر ردوولی

م ۱۲ اذلیقہ ۸۱۹ھ

«الشیخ الفاضل الکبیر العلماۃ صفی الدین ابن نظام الدین ردوولی۔ ایام ابو حنیفہ کی نسل سے تھے۔ اپنے مد حضرت نظام الدین کے ساتھ دہلی آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہاں سے جونپور تشریف لے گئے اور یہیں طرح و طن ڈال دی۔

صاحب ترجمہ (شیخ صفی الدین) قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے لوا سے جو ذہن کی رسائی کی وجہ سے لازماً زمانہ سے تھے۔ خصوصاً حکمت اور دوسرے علم میں اپنے نانا محدود سے پڑھا اور طریقت شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے حاصل کی۔ حضرت سمنانی کہتے تھے کہ شیخ صفی تو علوم و فنون کے لحاظ سے تمام ہندوستان کے عجائبات میں سے تھے۔

دلالت الاثر فیہ

مُصَنَّفَات :- دستورالابتدی در علم صرف جو آپ نے اپنے صاحبزادے اسماعیل کیلئے لکھی۔

۲ :- غائیۃ التحقیق :- کافیہ ابن ماجہ کی بسیط شرح :- جس کے متعلق علامہ چلیپی نے اپنی

کتاب کشف الظنون میں لکھا ہے، کافیہ کی یہ شرح نہایت جامع ہے جس کا آغاز

طرح ہوتا ہے الحمد للہ الذی انعم علینا بنعمہ العظام

شیخ صفی ہندی کے شاگرد تھے جس کا تذکرہ انہوں نے اسی شرح

میں کیا ہے اور حاشیہ میں ان کی تعریف ! اس بارے میں لکھا ہے کہ کافیہ کے مؤجدہ شرح

میں ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی کی شرح کافیہ کے سوا کوئی شرح کافی نہیں۔

اس شرح کے ظاہر پر بہت لوگ اس پر جھک رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں انہوں نے خوب دادِ تحقیق

دی ہے اور نام اس شرح کا غائیۃ التحقیق رکھا (بحوالہ الزار الصفی)

۱۱۶۔ شیخ صلاح الدین گجراتی

۱۳ ربیع الاول ۸۹۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "صلاح الدین بن الطالب الجراتی۔

انصے کے والد ہندو اور نام تو کا جو تھا جو شیخ احمد بن عبداللہ المغربی کے ہاتھ پر ملے

ہو گئے۔ اس لمحہ میں ان کی بیوی (والدہ صاحب ترجمہ) حاملہ تھیں جب یہ پیدا ہوئے تو شیخ احمد نے

اس مولود کا نام صلاح الدین رکھا۔ اسے پالا پوسا اور سن رشد پر آنے کے بعد اسے پڑھایا جہتی کہ

علم و معرفت میں مرتبہ کمال پر آ پہنچے۔

وفات ۲۲ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوئی (مراۃ احمدی)

”ض“

۱۱۔ شیخ ضیاء الدین الرفاعی

م سنہ ۸۲۰ھ

الشیخ العالم الفقیہ ضیاء الدین رفاعی ریگڑی بزرگی اور تقویٰ میں ممتاز الاولین
 ہندوستان تشریف لے آئے اور شیخ سعید الدین نجم الدین حسینی الرفاعی کے اصحاب میں سے ایک صاحب
 سے پڑھ کر قریہ دیگور لواج ناندیر میں سکونت فرمائی۔

”ع“

۱۱۸۔ شیخ عبد الرحمان الہندی

م یوم الخمیس، ۳۱ ربیع الاول ۸۲۷ھ

”الشیخ العالم الکبیر عبد الرحمن بن احمد ابن عبد الملک القرشی الہندی نزہل مکہ معظمہ، ملقب بہ وحیہ الدین بن عمدة الدین۔ اعلم العلماء و صاحب ضبط و قلم اور فقہ حنفیہ میں ماہر تھے۔ تقی فاس نے عقد میں کہا ہے کہ جو کچھ میں نے مکہ مکرمہ میں کیا اس میں وہ میرے نائب تھے۔ اس روز نے انہوں فرمایا کہ میں ۷۷۷ھ کے قریب مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ یہاں وہ صاحب اولاد ہوئے اور یہیں قبرستان معلیٰ میں آسودہ لحد بھی ہوئے۔ (بحوالہ طرب الامثال)

۱۱۹۔ مولانا عادل الملک جوہپوری

(دلیلہ سلطان الشرقی جوہپوری)

”الشیخ الکبیر عادل الملک بن عبد الملک ابن بہار الدین بن ظہیر الدین بن بدیع الدین الحسینی الاسماعیلی الکھراجی الجون پوری۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ مولدہ منشا جوہپور ہے۔ اس عہد کے مشہور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے اور پنڈوہ بنگال تشریف لاکر شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی سے طریقت حاصل کی۔ پھر جون پور لوٹ آئے یہاں برسوں اقامت کے بعد سلطان شرقی آپ کو ۸۲۷ھ میں رائے بریلی لے گئے تو آپ نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سلطان شرقی آپ سے برکت حاصل کرتے۔

آپ کی قبر رائے بریلی کے قلعہ سے متصل ہے (سیرۃ السادات)

۱۲۰۔ شیخ عبد الرزاق کچھوچھوی

م۔ ذیقعد ۸۴۸ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ المعتمد عبد الرزاق بن عبد الغفور بن احمد بن محمد بن موسیٰ ابن علی بن محمد بن الحسن بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد الصالح بن عبد الرزاق ابن الشیخ الامام عبد القادر حیدرانی۔
کہ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی کے ہمیشہ زادہ تھے۔ خراسان مولد و منشا ہے۔ ۱۲۰۰ میں برس
میں سید اشرف محدوح کی محبت میں داخل ہوئے تو ان کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔ ان
ہی کے ساتھیوں میں پروان چڑھے۔ علم و معرفت سے حصہ وافر حاصل ہوا۔ ان کے بعد
چالیس سال تک مرتبہ شیخو خیت پر فائز رہے۔ رحلت ۸۴۸ھ ماہ شعبان کچھوچھوی میں
ہوئی۔ اور وہیں آسودہ خمد ہوئے۔ (الکوائف الاشرفیہ)

۱۲۱۔ شیخ عبد الشکور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الشکور بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری
الملتانی۔ علمائے کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال بن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفین میں
لکھا ہے۔

۱۲۲۔ شیخ عبد الغفور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الغفور ابن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود الحسینی البخاری الملتانی علمائے
کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال ابن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفین میں کیا ہے۔

۱۲۳۔ مولانا عبد الغنی منڈوی

(بہار سلطان احمد شاہ بہمنی)

”الشیخ الفاضل“ محمد الغنی حنفی منڈوی (در مالہ) علمائے کمالین در فقہ و اصول فقہ و عربیت میں سے تھے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے بہادر میں برابر کی صدارت پر فائز ہوئے۔ صدوق (در روایت و مسائل) اور بادشاہوں کے نزدیک قدر و منزلت کا مرجع تھے۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۲۴۔ مولانا عبد الکرم ہمدانی

”الشیخ الفاضل“ عبد الکرم ہمدانی المورخ الکبیر وزیر عہد الدین محمود گیلانی کے مصاحبین سے تھے۔ جن کے لیے آپ نے تاریخ محمود شاہی لکھی (تاریخ فرشتہ)

۱۲۵۔ شیخ عبد اللطیف الفتنی

۴ رمضان ۸۰۰ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الزاہد“ عبد اللطیف بن جلال الدین بن سراج الدین ابن صدر الدین العمری الملتانی ثم الفتنی الحجراتی۔ ممتاز علمائے ربانی سے تھے اور طریقت میں شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود الحسینی البخاری سے مستفیض۔ خود پر فقر و توکل اور دوسروں سے استغنا لازم کر لیا اور زید و عبادت پر جھک گئے۔

مصابینف :- نو کتابیں لکھیں جن کے ناموں سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ چوتھی رمضان کے روز داعی اجل کو لبیک کہا (مرآۃ احمدی)

۱۲۶۔ شیخ عبد اللطیف گجراتی

م ۱۳ ذی قعدہ ۱۸۸۹ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ عبد اللطیف بن محمود القرشی الجراتی — المشہور بہ داؤد الملک
کہ سلطان محمود بن محمد گجراتی کے اقرار سے تھے۔»

خدا نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ تو شیخ عبداللہ حسینی البخاری کی بیعت کا رقبہ گردن میں
جامل کر لیا اور دیوہی مشاغل چھوڑ کر اس کے ہو گئے۔ جس کے بعد ان سے عجیب و غریب شفا
کا ظہور ہوا۔ اور ۱۳ ذی قعدہ میں شہادت پائی۔

نہیں حضرات! نے آپ کا قطعہ وفات فقط «ذی قعدہ» ہی سے مستخرج کیا۔ ان کے مزار پر
سلاطین کا تعمیر کردہ بہت بڑا گنبد ہے۔ (مرآۃ السکندریہ)

۱۲۷۔ شیخ عبد اللطیف الہندی

۱۸۹۵ھ

الشیخ الفاضل عبد اللطیف بن احمد ابن محمد بن محمد بن سعید الحقی المکی نجم الدین ابن القاضی
شہاب الدین ابن علامہ ضیاء الدین الہندی

فاسی۔ نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب العقد میں فرمایا ہے کہ انہوں نے ہمارے شیخ ابراہیم
صدیقی سے (سمبول ایک شیوخ مکہ معظمہ) کے حدیث سنی اور مصر میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہیں
داعی اہل کونبیک کہا۔

۱۸۹۵ھ میں وفات پائی۔ سن شریف چالیس سال کے لگ بھگ تھا۔ (طرب الآمال،

۱۲۸۔ شیخ عبدالشہ شطاری

(لجہد سلطان غیاث الدین خلجی)

م ۸۳۲ھ

الشیخ الامام العارف عبداللہ بن حسام الدین ابن عبداللہ ابن زید بن ضیاء الدین بن نجم الدین بن الجماد بن الشیخ الکبیر شہاب الدین عمر بن محمد سروردی ثم شطاری الخراسانی —
 علم و معرفت میں مشہور اور طریقہ شطاری میں شیخ محمد عارف از شیخ محمد عاشق از شیخ خدا قلی
 از شیخ البرالحسن غرقانی از شیخ ابو مظفر از شیخ ابو زید عشقی از شیخ محمد مغربی از شیخ ابو زید لسطامی
 لہ اسطہ از امام جعفر صادق (بحوالہ کتاب الانتباه) مستفیض تھے۔
 اور طریقہ قادریہ از شیخ عبد الوہاب از شیخ عبد الرؤف از شیخ محمود از شیخ عبد الغفار از شیخ محمد
 از شیخ علی از شیخ ابو جعفر احمد الحسینی از شیخ ابراہیم الحسینی از شیخ عبد اللہ الحسینی از شیخ امام عبد القادر
 جیلانی سے اکتساب فرمایا۔ (بحوالہ مجمع الابرار)

اور طریقہ لفظی و اثبات : از شیخ مظفر الکتانی الخلوئی در شہر ندیا پور از شیخ ابراہیم۔
 عشق آبادی از شیخ نظام الدین حسین از شیخ خمر خلوتی از شیخ کبیر نجم الدین الکبری (بحوالہ کتاب
 گلزار الابرار)

صاحب ترجمہ بڑے مشایخ میں سے تھے۔ ان کا مرتبہ مسلم تھا۔ شہر لہشہ گھومتے رہے
 حتیٰ کہ منڈ (مالو) میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

وہ جب کسی شہر میں پہلی مرتبہ داخل ہوتے تو بادشاہوں کی مانند تپیل بجواتے۔ اور اپنی
 سواری کا گھوڑا بادشاہوں کی مانند سجایا ہوا ہوتا۔ مگر عہد میں قیام کے لئے خیمہ نصب کراتے
 اور جس شہر میں داخل ہوتے وہاں کے درویش کے پاس ملاقات کے لیے جاتے تو اس
 درویش سے استدعا کرتے کہ اپنے الوار قدس سے انہیں سنور کریں۔ اگر وہ صاحب مجرب ہوتے

توان کے معارف ان سے سلب کر لیتے۔ (بحوالہ کتاب البحر الزخار)
 تصنیف :- ایک رسالہ ہے فرقہ شطاریہ کے معمولات و طائف اور اشغال و مراقبات
 پر۔ جو انہوں نے سلطان غیاث الدین خلجی صاحب مالوہ کے لیے لکھا۔ یہ بادشاہ ان کی بیحد
 تعظیم کرتا۔ آپ کے فضل و کمالات کا معتقد تھا۔ اور آپ کے اشارات پر عمل کرتا۔
 ۸۳۲ھ میں شہر منڈو کے اندر وفات پائی۔ اور اس کے قلعہ میں سپرد خاک ہوئے۔
 (گلزار الابرار)

۱۲۹- شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری

م ۸۵۵ھ

الشیخ العالم الفقیہ عبداللہ بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین الحسینی البخاری
 ملقب بہ برہان الدین۔ کنیت ابو محمد اچی الججراتی۔
 ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت
 ۴۱۱ ماہ رجب ۷۹۰ھ ہے۔ اپنے دادا شیخ جلال الدین الحسین الاچی کی رحلت سے چار
 سال بعد۔ دسویں سال میں قدم رکھا تھا کہ آپ کے والد نے رحلت کی اور جب آپ کی عمر ۱۲
 سال ہوئی تو ۸۰۳ھ میں آپ کی والدہ انہیں ہمراہ لے کر فتن گجرات تشریف لے گئیں۔
 اساتذہ :- مولانا علی شیر گجراتی

جب سلطان احمد شاہ گجراتی نے شہر احمد آباد بنوایا۔ تو آپ فتن سے منتقل ہو کر وہاں کے
 قریبی قریہ اساول سے منتقل دریا نے سامبرٹی کے کنارے پر سکونت فرما ہوئے۔ اور آخر میں
 قریہ ٹوہ میں آگئے جہاں زندگی بھر رہے۔

آپ بڑے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اور آپ کے حلقوں میں نہایت باوقار و صاحب
 کثوف و کرامات تھے۔ اپنے برادر کلال حامد بن محمود الحسینی البخاری اور اپنے والد کے عم بزرگوار کے

ساتھ ان حضرات سے بھی فرقہ ازرائی ہوا۔ یعنی از شیخ نور الدین ابوالفتوح شیرازی از شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ سرکھچی و از شیخ کمال الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی و از شیخ سمش الدین بن قوام الدین ناگوری کھنہبائی و از شیخ علی السجستانی و از خواجہ شاہی و از دیگر حضرات۔ اور فرقہ سہروردیہ لسمولی و دیگر مشہور فرقوں کا اجازہ اپنے بھائی اور عم والد سے حاصل کیا۔ طریقہ نقشبندیہ اور طاووسیہ اور حنینیہ میں اجازہ عطا ہوا ان شیخ ابوالفتوح شیرازی سے۔ اور طریقہ مغربیہ میں حضرت شہاب الدین سرکھچی سے۔ اسی طرح طریقہ حیشتیہ میں شیخ کمال الدین فتنی سے اور طریقہ قادریہ میں شیخ سمش الدین سے۔ اور طریقہ کبرویہ میں خواجہ شاہی سے عطا ہوا (بحوالہ مولہ احمدی)

۱۳۰۔ شیخ عبداللہ ملتانی

(عہد سلطان بہلول ابن کالالودھی)

م ۲۲ صفر ۹۰۰ھ

» الشیخ الصالح الفقیہ عبداللہ بن یوسف القرشی الملتانی۔ بزرگ و صلاح و تقویٰ میں معروف۔ سلطان بہلول بن کالالودھی کے عہد میں دہلی تشریف لائے۔ سلطان نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی۔ جن کے مطن سے ابوالفتح رکن الدین متولد ہوئے۔ صاحب ترجمہ دہلی میں شیخ الاسلام کے مرتبہ پرفائز ہوئے اور ان کے صاحبزادے اپنے دور میں مرج و مقصد عوام قرار پائے۔

رحلت ۲۲ ماہ صفر ۹۰۰ھ کے روز ہوئی لے

لے بجز خدا

میں سے

۱۳۱۔ مولانا عبد الملک جونپوری

م ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامة» عبد الملک العادل بن عماد الملک العمری الادھی جونپوری

مشہور علماء نحو و ادب تھے۔ مولد و منشا جونپور ہے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے بچپن ہی میں پڑھنا شروع کر دیا آپ کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ۱۸ سال کی عمر میں فروغ حاصل ہوا تو تصنیف کے کوچہ میں قدم رکھ دیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی شروع کر دی۔ تھوڑے سے عرصہ میں اکابر علماء کی صف میں آ گئے۔ قاضی صاحب ممدوح کے مدرسہ میں مشغول تدریس اختیار کر لیا۔

تلامذہ :- شیخ بہاد جونپوری شارح الہدایہ و نردوی۔

صاحب ترجمہ نے کافیہ کا حاشیہ مرتب فرمایا۔ یہ شرح قاضی شہاب الدین کی تھی۔ ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ کو جونپور میں رحلت فرمائی اور اپنے آباء کے قبرستان واقعہ کٹ گھرہ میں سپرد خاک ہوئے (تجلی نور)

۱۳۲۔ شیخ عثمان الحسینی الجراتی

(لجہد سلطان محمود بہمنی)

م جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» عثمان الحسینی الجراتی۔ گجرات کے ممتاز مشائخ سے تھے اور

طریقیت میں شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود حسینی گجراتی سے مستفیض۔ جن کی خدمت میں برسوں

ملازمت سے مرتبہ کمال تک پہنچے۔ شیخ نے انہیں شیخ برہانی کا خطاب دے کر اپنی خلافت عنایت

فرمائی۔ احمد آباد کے جوار میں سامبر متی سے ادھر قریہ عثمان پورا انہی سے منسوب ہے۔

(بحوالہ تاریخ آصفی) اور انہوں ہی نے اس قریہ کی بنیاد رکھی۔ صاحب ترجمہ اسی میں اقامت گزری ہو گئی اور یہیں ان کا مزار ہے۔ دریائے سامبر متی احمد آباد اور ان کے مزار کے درمیان شمال مغرب میں بہ رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود ابن محمد ان کا بے حد متقدّم تھا۔ جو اکثر ان سے کچھ نہ کچھ پڑھتا۔ اور ان کی خدمت میں آتا رہتا۔ اس نے صاحب ترجمہ اور ان کے آباد کے لیے کذا یہ تست سے زیادہ وظائف جاری کر رکھے تھے۔ وہ سلطان اکثر و بیشتر ان کے مدرسہ میں ان کے سامنے بیٹھ کر احکام وغیرہ قلمبند کرتا۔

۱۳۳۔ شیخ غزیز الدین مندوی

از ۷۷۷ھ تا ۸۵۲ھ صفر

«الشیخ العالم الفقیہ» غزیز الدین یحییٰ بن لطف الدین العجمی المندوی شہاب فرخ شاہ عمری کابلی کی اولاد سے تھے۔ نہایت عمدہ اور طاہر حالت میں متولد ہوئے۔ حضرت رکن الدین مودود گجراتی کی خدمت میں برسوں ملازمت کی حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔ پھر احمد آباد اور رکن کے کئی سہول میں سے گزر کر منڈو (مالوہ) میں فروکش ہو گئے۔ زہد و لوکل اور قناعت و ضبط میں کوئی ان کا نظیر نہ تھا۔ کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ کرتے نہ اپنے پاس کسی چیز کا اندر و ختہ رکھتے۔ ایک مرتبہ قلب میں گرفت سی ہوئی تو تلاش پر معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ نے ایک روٹی کا ٹکڑا بچا لیا تھا، جسے بچے کے لئے دودھ میں بھگو دیا جب شیخ کو اس بات کا علم ہوا تو بی بی کو حکم دیا کہ دودھ میں بھگی ہوئی روٹی کسی کو دے دیں اور آئندہ کبھی گھر میں کسی قسم کا اندر و ختہ جمع نہ کرو۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

شیخ کے پانچ فرزند۔ سعد الدین۔ رحمۃ الدین۔ حسن سرمست۔ نصر الدین۔ شہر الدین (بحوالہ مجمع البحار)۔ مگر کتاب خزینۃ الاصفیاء میں جو آپ کا سن رحلت ۹۱۲ھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔

۱۳۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی

م ۸۶۲ھ

«الملك المنظر» علاء الدین ابن احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی سرزمین دکن کے بادشاہ۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۶۲ھ میں احمد آباد پیر کے اندر سرسیر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور رعیت کے دلوں کو عدل و احسان کے ساتھ موہ لیا۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا احسن برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔

پھر فتوحات ملکی کی طرف رخ پھیر دیا۔ بہت بڑے بڑے سر کے بیگانوں کو کن اور کفار ہند سے جزیہ وصول کیا۔ بت خانے سمار اور مساجد و خانات اپنی آباد کیں۔

وہ عادل و سخی اور عالم بادشاہ تھا۔ بعض علوم کے اندر اس کی نظر بہت زیادہ تھی۔ عدل و احسان اس کا دستور ہی تھا۔ وہ اپنے قضاۃ اور عہدہ داران حکومت کی ان کے سہروں میں بہت مدد کرتا۔ عدل کے موقع پر شریف و کم مایہ اور سر بلند و غنی یا فقیر کے درمیان کبھی امتیاز نہ رکھتا۔

ایک مرتبہ شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی دین گلبرگہ پر شراب نوشی اور زنا کے ارتکاب پر مدد جاری کر دی۔ وہ منبر پر خطبہ پڑھتا اور اپنا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا۔

السلطان العادل الکرم الحلیم الرؤف

لعباد اللہ، الغنی علاء الدینا والدین علاء

الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ

الولی البہمنی

ایک روز خطبہ کے دوران میں جب بادشاہ ان الفاظ پر سے گزر گیا تو احیاء کے ایک اسپ فروش نے اٹھ کر کہا جس سے بادشاہ نے گھوڑے خرید کیے مگر وزراء نے ان کی

قیمت اس سوداگر کو روانہ کی تھی کہ

بھدا تم نہ عادل ہو نہ کریم و حلیم درودن ہو۔ اسے
ظالم کذاب! تو بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے مسلمانوں
کے ممبر پر سے ایسے کلمات آلاتا ہے!!

بادشاہ یہ سن کر بہت غم گین ہوا۔ آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اپنے وزیر اور پرہیزگار ورجہ عرضہ

ظاہر کیا۔ اور محل میں چلا گیا جہاں سے اس کی لاش ہی نکلی۔

اس لے احمد آباد میں ایک بہت بڑا کارخانہ تعمیر کرایا۔ جس میں مسلمان اور ہندو طبیب و معالج
مقرر کر دیے۔ جن کی تنخواہیں بیت المال سے جاتیں۔ دوائی خانہ میں اس نے ہر قسم کی جڑی بوٹی اور
مرکبات جمع کر دیے۔ جو آزاد و غلام اور مال دار و محتاج سب کو مفت دیتی جاتیں۔ (تاریخ فرشتہ)

۱۳۵۔ مولانا علاء الدین جون پوری

الشیخ الفاضل العلامة علاء الدین عطاء الملک ابن عماد الملک الحمیری الجون پوری۔

جون پور کے ممتاز اساتذہ تدریس سے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی خدمت میں
برسوں رہے۔ مدوح نے صاحب ترجمہ کے لیے کافیہ کی شرح لکھی۔ اور انہیں سبقاً عبور کرا
دیا۔ یہاں تک کہ افتا کا حلقہ ہو گیا اور بقدر بیس عدد کے مضامین لکھیں۔ اپنے شیخ شہاب الدین
کی شرح کافیہ المذكور بے حاشیہ بھی لکھا۔

جون پور میں رحلت فرمائی اور اپنے اجداد کے قبرستان کٹ گرہ میں دفن ہوئے۔

۱۳۶۔ شیخ علاء الدین دولت آبادی

م ۸۰۱ھ

«الشیخ العالم الصالح» علوی الحسینی دولت آبادی۔ فضل و صلاح میں ممتاز۔ شیخ رکن الدین
متمود و گجراتی سے پڑھا اور ان سے حضرت سلطان الاولیاء نعمان ابن حافظ الاسیری لبثول دیگر ارباب
مشیخت نے کتاب فیض کیا۔ دولت آبادی میں آسودہ لحد ہوئے۔

۱۳۷۔ شیخ علاء الدین گوالیاری

م محرم ۸۲۲ھ

«الشیخ الفاضل» علاء الدین القرشی گوالیاری چشتیہ کے ممتاز شیوخ سے کھٹے قاضی
عبدالمقدر ابن رکن الدین شریعی الکنڈی سے درسیات پڑھیں اور شہر گوالیار میں صاحب فتویٰ
کی سند فرمائی۔ برسول اس منصب پر سرفراز رہے۔

اہل دنیا کے نزدیک ان کی بے حدود جاہت تھی۔ پھر اللہ نے انہیں ترک و تجرید کی توفیق
ارزائی فرمائی اور آپ نے شیخ محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی کی خدمت میں برسول رہ کر طریقت
میں اجازت حاصل کیا جو بعد تکمیل ۸۱۵ھ آخراہ شعبان میں اجازت مرحمت ہوا۔ اور پھر
گوالیار میں اقامت کے بعد کالپی تشریف لے گئے۔ جس وجہ سے لوگ آپ کی نسبت میں شبہ
ہو گئے۔ کوئی آپ کو گوالیاری اور لجن کالپی کہتے۔

وفات ماہ محرم ۸۲۲ھ میں ہوئی۔

۱۵ خورشید جاہی

۱۳۸۔ شیخ علاء الدین علی بن اسعد الدہلوی

الشیخ العالم الصالح علی بن اسعد ابن اشرف بن علی الحسینی المکی ثبہ ابو عبد اللہ اور لقب
علاء الدین دہلوی۔ مولد و منشا دہلی ہے۔ اساتذہ عصر دہلی سے درسیات پڑھیں بیستہ میں دہلی گئے اور شیخ
جلال الدین بخاری سے طریقت میں اکتساب فرمایا۔ ان سے دوبارہ (الکتاب) ۸۱۷ھ میں فرمایا
جن کی برسوں ملازمت کی۔ مندرجہ ذیل کتابیں بھی پڑھیں۔ المتفق۔ مجمع البحرین فقہ میں قدوری اور ہدایہ
دونوں کا کچھ کچھ حصہ۔ حسامی۔ بزدوی (در اصول فقہ) عقائد نسفی اور فقیہ لامیہ کہ لسنفیہ کی شرح
ہے تفسیر مدارک نقوی میں اور التوفیر سالہ مکیہ اور لقنونی کے دوسرے رسائل، حدیث میں
مصا۔ بیح السنۃ اوراد شیخ الشیوخ و اوراد الکبیر اوراد مشایخ چشتیہ وغیرہ۔ ان میں سے بعض
کتابیں سبقاً پڑھیں۔ اور بعض ان کے شاگرد شیخ حامد بن محمود بن الحسین البخاری سے سنیں جو اپنے
دادا سے پڑھ رہے تھے۔

صاحب ترجمہ دس مائتہ حاضر درس رہے۔ تب آپ کو اجازہ تحریر فرمایا۔
مصابینف :- آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں (۱) خلاصۃ الالفاظ (۲) جامع العلوم اپنے
شیخ کے ملفوظات در مجلدات میں۔

۱۳۹۔ شیخ علم الدین گجراتی

م ۸۰۹ھ

الشیخ الفاضل العلامة علم الدین بن سراج الدین بن کمال الدین عمری بلوی ثم گجراتی یکے از مشایخ
چشتیہ مولد و منشا گجرات اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھ کر فائق الاقران اور اپنے والد کی
رحلت کے لیے منصب شیخوخت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ بدر الدین محمد بن احمد المالکی حاکمینی شرح
معنی اللبیب کے زاویہ میں متمکن ہوئے۔ جن کے پاس برسوں رہے۔ ممدوح آپ کے تبحر کے

مداح سقے (بحوالہ محبوب ذی المنن)

۱۲۰۔ شیخ علاء الدین علی ابن احمد مہامی

(اور مہامی شہر بمبئی کی پہلی بستی ہے)

(از ۱۲۸۵ تا ۱۲۸۷ جمادی الاخریٰ ۸۰۳ھ)

”الشیخ الامام الحاکم الکبیر العلامة“ علی ابن احمد شافعی علاء الدین لقب اور کنیت ابوالحسن مہامی کوکنی (اور کوکن ایک قوم ہے) قوم لوات (بروزن لوات) یا غوالط (بروزن صنوالبط) سے تھے۔ یہ طائفہ بلاد کن و گجرات میں ہے۔ یا ان امصار مدینہ سے جو جہج بن یوسف لقمی کے خوف سے نکلے اور ساحل سمندر پر لنگر ڈال دیے۔ اور ان کی بستی مہامی بروزن گجرات کی طرف علاقہ کوکن کی بندر گاہوں میں سے ایک بندر گاہ ہے۔ جو دریائے کاہل سے متصل ہے ان کا مدفن بھی قریہ مہامی ہے۔

مضامینف :- متعدد ہیں۔ یعنی (۱) تبصیر الرحمن وتیسیر الامان فی تفسیر القرآن۔ جس تفسیر کی خصوصیات میں ربط آیات لوجہ اتم پایا جاتا ہے۔ دو محلات میں جو قاہرہ کے اندر مرحوم وزیر منشی جمال الدین وزیر بھوپالی کے مصارف پر طبع ہوئی۔

شیخ باقر بن مرتضیٰ مدرسی نے اپنی تالیف نفحة العنبر یہ میں لکھا ہے کہ مجھ سے شیخ حبیب اللہ نے شیخ مہامی کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ شیخ مہامی فرماتے ہیں کہ اپنی تفسیر کا مقابلہ لوح محفوظ سے کر لیا ہے۔

۲۔ دوسری تصنیف :- الزوارف فی شرح الحوارف۔

۳۔ شرح المحفوض فی شرح الفصوص۔

۴۔ استجداء البصر فی الرد علی استقصاء النظر : مصنفہ ابن المطہر الحلی :-

۵۔ النور الاطہر فی کشف سر القضاة والقدر۔

- ۴۔ اور نمبر ۵ کی شرح: الضوء الازہری فی شرح النور الاظہر۔
- ۷۔ اجلۃ التائید فی شرح اولتہ التوجید۔
- ۸۔ شرح الفصوص (جس کی کوئی منظیر نہیں)
- ۹۔ الخاتم الملک العلام باحکام حکم الاحکام۔ امرار فقہ اور محاسن شریعت میں۔
- ۱۰۔ ترجمہ لمعات العراقی
- ۱۱۔ شرح کما
- ۱۲۔ رسالہ جام جمالی
- ۱۳۔ آراء المدقّق فی شرح مرآة الحقائق شرح ۱۲
- ۱۴۔ المحاضرات در ردّ طاعن شیخ اکبر
- ۱۵۔ رسالہ در فقہ امام شافعی

————— وغیرہ —————

علامہ غلام علی بلگرامی نے سنجۃ المرجان میں لکھا ہے کہ ان کا الیک رسالہ عجیب ہے۔
 ۱۶۔ "آیت المذللۃ کتاب الاریب فیہ ہدی الملتقین" کے ذہبہ اعاب پر۔

۱۴۱۔ شیخ علی بن احمد الزمری

م رمضان ۸۲۷ھ

الشیخ الفاضل علی بن احمد بن علی بن محمد بن داؤد بیضاوی۔
 لقب نور الدین و کنیت ابو الحسن اور نسب مکی معروف بہ زمری۔ مولد بیدردستان ہے۔
 بچپن ہی میں مکہ معظمہ جا پہنچے اور وہیں پر دان پڑھے۔ قرآن مجید اور فقہ کی ایک کتاب کو
 حفظ کیا۔ اس کے علاوہ فرائض و حساب اپنے عم بزرگوار بدر الدین حسین بن علی زمری سے
 پڑھے۔ آپ ان علوم کے بڑے ماہر اور فقہ میں متوسط الرائے تھے۔

تلاش معاش میں شیراز، وہاں سے یمن اور ہند بارہا گئے۔ اور گلبرگہ میں فروغ مال حاصل کیا۔ ہندوستان سے عکدن جاتے ہوئے ڈوب کر ۸۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی جس کا تذکرہ فاسی نے عقیدیں کیا ہے (بحوالہ طرب الاماثل)

۱۲۲۔ شیخ علی بن عبد الرحیم گجراتی

شیخ العالم الصالح "علی بن عبد الرحیم الحسینی الرفاعی" ملقب بہ نور اللہ گجراتی حضرت سید احمد کبیر قطب الرفاعی کی اولاد سے ہیں۔ ۸۵۶ھ ہجری میں گجرات میں رحلت فرمائی (مہر جہاں تاب)

۱۲۳۔ قاضی علی بن عبد الملک بہروچی

م ۲۵ رمضان ۸۶۲ھ

"الشیخ الفاضل" علوم و معرفت دونوں میں ممتاز۔ طریقت شیخ کمال الدین قزوینی بہروچی سے برسوں ان کی خدمت میں ملازمت کے بعد حاصل کی۔ بعدہ سیروسیاحت کے لیے قدم اٹھائے تو عکدن جا کر طعمہ اجل پہن گئے (شجرہ طیبین)

۱۲۴۔ شیخ علی خطیب گجراتی

م ۲۶ شوال ۸۷۵ھ

"الشیخ العالم الصالح" علی الخطیب احمد آبادی گجراتی۔ یکے از علماء ربانی۔ مولد و منشا گجرات شیخ برہان الدین عبد اللہ ابن محمود حسینی البخاری کے ملازم خدمت ہو کر آپ سے استفادہ کیا۔ بعدہ شیخ ابوالاعلا گوالبیری اور شیخ حبیب اللہ ابن خلیل اللہ کرمانی وغیرہ علماء و مشایخ سے استفادہ کیا اور گجرات کے علاقہ میں حسن قبول سے بہرہ مند ہوئے۔
آپ کے سترندین میں شیخ شرف الدین ابن عبد القدوس برہان پوری اور دوسرے بے شمار علماء شیوخ ہیں۔ (ستر دہ) کی عمر میں وفات پائی (بحوالہ شجرہ طیبین)

۱۴۵۔ قاضی علم الدین شاطبی

م بروز یکشنبہ ۲۰ رمضان سنہ ۸۶۷ھ

«الشیخ الفاضل» قاضی علم الدین ابن عین الدین ابن نجم الدین الصدیقی الشاطبی الحجراتی۔
علمائے قرآن و تجوید و فقہ و عربیہ میں ممتاز تھے۔ شیخ صدر الدین محمد الحسینی البخاری سے طریقت
حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسول رہے۔
ان سے ان کے لڑکے مودود صاحب و شیخ قاضی خال نہروانی اور بے شمار علماء و مشائخ
مستفیض ہوئے۔

۱۴۶۔ مولانا عماد الدین غوری

«الشیخ العالم الفقیہ» عماد الدین غوری نارانولی، صلاح و تقویٰ کے اعتبار سے معروف
ان کے اہلداد میں شیخ عماد الدین غوری کو ان کی حق گوئی کی وجہ سے محمد متعلق نے
قتل کرا دیا تھا۔

صاحب ترجمہ کا مولد و منشا شہر نارانول ہے۔ جہاں آپ نے عمر کا ایک حصہ کھیل کود میں گزارا
جسے چاہتے مار پٹائی کر بیٹھتے، لوگ انہیں بے حد ملامت کرتے۔ ایک روز انہوں نے ایک
نامی پہلوان کی بھی یہی تواضع کی اور اس فتح پر اکڑتے ہوئے اپنے گھر لوٹے، گویا کہ انہوں نے
زمین کو پھاڑ ڈالا ہے یا آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ اس موقع پر راستے میں انہیں ایک عالم نے
بڑی ملامت کی تو نادام ہو کر اپنا یہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ محمد الزکی نارانولی کے مزار پر معتکف ہو
کر اعمال صالحہ پر راغب ہو گئے۔ طہارت، ذکر و تلاوت و نوافل شعار و دثار ہو گیا۔
اپنے زاویہ سے طہارت کی ضرورت کے بغیر باہر نہ آتے۔ پورے ۱۲ سال اسی حال میں
گزار دیے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ ان کے لیے عین سے علوم و کرامات کے دروازے کھول دیے۔
اور اپنے اسلاف کی طرح آپ تدریس و افادہ پر مہمک ہو گئے۔

شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی فرماتے ہیں۔ میں نے انہیں اپنے شباب میں دیکھا۔ امر اصلاح و رشد کے زمانے میں بھی ان کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ وہ اتباع سنت سے بال بھر باہر نہ تھے۔ فقر کا ڈنار اور فقر سے محبت شعار تھا (اخبار الاخبار)

۱۴۷۔ شیخ عماد الدین دہلوی

”الشیخ العالم الصالح“ صلاح و تقویٰ میں ممتاز۔ طریقت کے اندر شیخ شہاب الدین عاشق از شیخ امام الدین ابدال از شیخ بدر الدین غزنوی از شیخ کبیر قطب الدین بختیار اوشی دہلوی سے مستفیض۔

آپ کے مرید شیخ تاج الدین اللام رجوالہ ہر جہاں تاب و گلزار ابرار مدفن دہلی ہے۔

۱۴۸۔ قاضی عماد الدین گجراتی

م ۸۸۹ھ

”الشیخ الفاضل“ قاضی عماد الدین بڑی گجراتی۔ معاون شرع سعید الفطرت و شہید فی سبیل اللہ شہر بڑودہ میں عہد قضاۃ پر ممتاز تھے۔ کہ سلطان محمود شاہ الکبیر گجراتی نے شہر حایا پانیر کے راجہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ لڑائی صرف خدا کے لئے ہو، والی الغ خاں کی خدمت میں حاضری ہوئے۔ دفتر قضاۃ سے اپنا نام کٹوا کر اپنے نام کا علم بنوایا۔ جہاد کا اعلان کر کے سلطان محمود کے پاس آ پہنچے۔ لوگ ان کے علم کے نیچے جمع ہو کر ہمرکاب ہوئے۔ حایا پانیر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اعلان کیا کہ فتح یا شہادت کے بغیر ہم نہ ٹھیں گے بادشاہ بھی دل سے شمشیر زنی کے لیے پیش پیش تھا۔ ادھر سے راجہ نے فوج لے کر دل سے تمام اندیشے دور کر دیے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ اتفاق سے قاضی صاحب محمود اور راجہ کی ٹڈ بھڑ ہو گئی۔ یہ ایسی گھڑی تھی۔ جس میں سعید یا طالب شہادت ہی رک سکتے تھے قاضی صاحب نے اپنی تلوار راجہ کے جگر میں پیرادی۔ جیسے دزنی پتھر اس پر آپڑا۔ وہ اپنے حملہ آور

کو دیکھ بھی نہ پایا تھا کہ زمین پر گر پڑا اور اسیر کر لیا گیا۔ قاضی صاحب اب بھی اس پر تلوار چلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ مر ہی گیا۔ یہ واقعہ ۸۸۹ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ آصفی)

۱۴۹۔ شیخ عمر ایرجی

م ۱۲۔ محرم ۸۰۹ھ

”الشیخ العالم الکبیر الصالح“ ملقب بہ اختیار الدین عمر حنفی صوفی ایرجی۔ علمائے راسخین میں سے تھے۔ اور گفتگو میں غالب آنے کی خوبی سے متصف۔ لوگوں نے ان کے کمالات سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اور ان سے علمی فیض حاصل کیا۔ ابتدا میں طبقہ امر سے تھے۔ مگر طبیعت جو پلٹی تو یہ دھندے چھوڑ کر علم و طریقت پر پائل ہو گئے۔ قاضی محمد ساوی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے۔ جن کے بعد منصب شیخوخت پر فائز ہوئے۔

مریدین: شیخ یوسف ابن احمد سواہی ایرجی اور ان کے سوا بے شمار مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۲ محرم ۸۱۵ھ کے روز دائی اہل کولبیک کہا اور شہر ایرج میں آسودہ لحد ہوئے۔

۱۵۰۔ شیخ عین الدین بیجاپوری

م ۸۲۵ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ عین الدین ابن محمد بن عین الدین بیجاپوری مشہور و ممتاز شایخ طریقت سے تھے۔ علوم و عرفان دولوں شیخ اولیں بن محمد ابن سرلج جنیدی سے حاصل ہوئے۔ جن کی برسول ملازمت کا فخر حاصل تھا۔ حتیٰ کہ رتبہ مشیخت تک جاپہنچے۔

۱۵۱۔ شیخ غوث الدین گجراتی

م ۲۲ صفر ۸۳۵ھ

(لجہد سلطان محمود انکبیر)

”الشیخ العالم الفقیہ“ غوث الدین قادری البخاری کم الشجراتی۔ مشایخ کرام سے تھے۔ ہندوستان تشریف لاکر احمد آباد کو وطن ثانی بنالیا۔ جہاں خود ایک مدرسہ کی تعمیر کرائی جس میں برہمنوں سے تدریس فرمائی۔

حریم کے لیے احرام باندھا اور حج و زیارت کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ آپ عالم و محدث اور فقیہ و زاہد تھے۔ تعلیم و تلقین دونوں سے مستر شریں کو مستفیض فرماتے۔ حضرت شیخ یعقوب بن خوند میر گجراتی اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے آپ سے استفادہ فرمایا تھا۔

۱۵۲۔ امیر غیاث الدین شیرازی

(لجہد سلطان غیاث الدین بن محمود شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل غیاث الدین فضل اللہ حسینی شیرازی اپنے عہد کے ممتاز علماء سے تھے۔ گلبرگہ میں اپنے والد سے پڑھا۔ سلطان غیاث الدین ابن محمود بہمنی کے عہد میں سریر آراء نے مسند افتا ہوئے۔ اور سلطان فیروز شاہ کے دور میں صدارت پر فائز۔ غالباً سنہ ۷۸۰ھ میں اور مدت مدید تک اس منصب کی زینت کا باعث رہے۔

”ف“

۱۵۳۔ شیخ فتح اللہ اودھی

۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۲ھ

”الشیخ العالم الصالح، فتح اللہ ابن نظام الدین الصوفی الودھی۔ فقہ و اصول اور ادب میں ممتاز الافاضل۔ جامع کبیر دہلی میں برسول درس دریا۔ آخریہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ صدر الدین احمد بن شہاب دہلوی کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔ برسول ذکر و مراقبہ میں مستغرق رہے۔ مگر البواب کشف و شہود سے دوچار نہ ہو پائے۔“

آپ کے پاس کتابوں کا نادر مجموعہ تھا۔ جسے آپ نے ادھر ادھر تقسیم کر دیا یا دریا بڑا، ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو ہر وقت ڈبڈباتے رہتے۔ دوبارہ ساوک کی راہ پر گامزن ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے۔

مستور شدین :- شیخ محمد بن القاسم الودھی مصنف کتاب آداب السالکین و شیخ محمد بن یحییٰ جون پوری اور دوسرے حضرات۔

مضامین :- اپنے چند مریدوں کی طرف جو رسائل لکھ کر بھیجے۔ ان کا مجموعہ اور بس! فرمایا کہ :-

۱ جہاد ہر وقت براۓ اندازہ آل وقت است امروز آں چہ از دست دہر ہمال برگیر و ہم برآں استقامت نماید

۲ خیر الاعمال اودھما و ان قلّ (اسے فرزند عزیز)

داسے فرزند عزیز) یک دوست پسند کن چو یک دل داری

گر نہ نبیب مردمان عاقل داری

مرقد شہر اودھ میں ہے (بحوالہ گنج ارشدی)

۱۵۴۔ مولانا فتح اللہ ملتانی

«الشیخ العالم الکبیر العلماۃ» فتح اللہ ملتانی المشہور۔ مولد و منشا شہر ملتان۔ بعض کتابیں مولانا ثناء الدین ملتانی صاحب السید الشریف اور بعض مولانا موسیٰ جبرری سے ملی ہیں جو علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے۔ مولانا جبرری ہی نے آپ کو اجازہ دیا۔ حضرت جبرری علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد ملتان آکر زندگی بھر مستند تدریس ادا کرتے فرمائی آپ کے تلامذہ آپ کے صاحبزادہ ابراہیم الجامح و مولانا عزیز اللہ ملتانی بشمول دیگر اساتذہ کے ہیں۔

(دگلزار ابرار)

۱۵۵۔ فتح شاہ بنگالی

«الملك الفاضل المویذ» فتح شاہ السلطان۔ سلطان اسکندر شاہ معزول کے بعد بنگال حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کو موہ لیا۔ یہ بادشاہ کریم النفس، عدل گستر اور سیاسی رجحان پر کاربند تھا۔ سات سال پانچ ماہ واد حکومت دے کر ۸۹۶ھ میں راہی عدم ہوا (تاریخ فرشتہ)

۱۵۶۔ الامیر فضل اللہ شیرازی

(م ۸۲۵ھ سے بعد)

دور عہد سلطین، سلطان علاء الدین حسن لہمنی و سلطان

محمود شاہ بہمنی و سلطان فیروز شاہ بہمنی

والشیخ الفاضل العلامة "فضل اللہ ابن فیض اللہ طبعی شیرازی۔ ذکارت فطنت اور

علمی مشکلات کے حل میں بے نظیر تحصیل آپ علامہ سعد الدین عمر بن مسعود تفتازانی سے کرنے کے بعد زمانہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی صاحب گلبرگہ ہندوستان وارد ہوئے تو سلطان محمود نے آپ کے ذمے اپنے ہر سہ بیٹوں محمود و محمود اور داؤد کی تعلیم سپرد کر دی۔

مگر جب سلطان محمود شاہ بہمنی سریر آرائے تخت سلطنت ہوا۔ تو سید الشریف سمرقندی کی جگہ آپ کو گلبرگہ میں صدارت تفویض فرمادی۔ جس پر آپ برسوں فائز رہے۔ پھر زمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی غالباً ۸۵۷ھ میں وکیل سلطنت کا منصب تفویض ہوا۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم، ہئیت و ہندسہ کے ساتھ دیگر علوم حکمیہ میں ماہر و صلاح متحمل بہادر اور سیاست دان و تدبیر اور خطرات میں پیش پیش رہتے۔ اللہ متعالیٰ نے ان کی ذات میں فضل و کمال اور شیریں کلامی۔ فراست و صابت فکر و توار و اقدام و حسن تدبیر جیسے صفات سمودئیے کئے۔ وہ مہمات الامور میں اس حد تک کامیاب رہتے جن میں کسی دوسرے شخص کا پارا نہ تھا۔ چوبیس مرتبہ کفار کے ساتھ جنگیں لڑیں اور ہر ایک معرکہ میں کئی کئی ستر اور قلعے اپنی جرات اور دلیری کی وجہ سے فتح کر لیے۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے انہیں راجہ دیو رائے سے نیٹنے کے لیے بھڑی سی فوج دے کر روانہ کیا۔ جس فوج کے ساتھ کسی اور کو اتنے بڑے راجہ سے روبرو ہونے کی جرات نہ ہو سکتی تھی۔ اس پر بھی انہوں نے اس شدت اور سرگرمی سے مقابلہ کیا کہ راجہ بھاگنے کے قریب آ پہنچا۔ مگر دیو رائے نے انہیں چکر دے کر ان کی کھوپڑی پر الیا وار کیا کہ آپ اسی لمحہ جان بحق ہو گئے۔

آپ نے ۸۲۰ھ کے کچھ عرصہ بعد اس جنگ میں وفات پائی۔

۱۵۷۔ مولانا فضل اللہ مندوی

(لجہد سلطان محمود شاہ غلجی مندوی)

”الشیخ الفاضل الکبیر“ فضل اللہ الحکیم المندوی علوم حکمت میں فخر الامثال تھے۔ سلطان محمود شاہ غلجی مندوی نے آپ کو ۸۴۹ھ میں مندو کے شفا خانہ کا سرپرست مقرر کر کے حکیم الحکماء کا خطاب ارزاں فرما کر حکم دیا کہ بیماروں اور دیوانوں کی تشخیص اور معالجہ توجہ سے کریں۔ جس منصب پر آپ برسوں فائز رہے۔ ان کو دست شفا حاصل تھا۔ مریض کا ان کے پاس آجانا نیک فال سمجھا جاتا۔ یہ فقرے ان کے متعلق عبداللہ بن عمر آصفی نے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔

۱۵۸۔ مولانا فخر الدین جون پوری

”الشیخ الفاضل“ — از اولاد علامتہ قاضی القضاۃ شہاب الدین احمد عمر الزاوی دولت آبادی۔ مولد و منشا جون پور — قاضی صاحب ممدوح سے پڑھا جو ان کی والدہ کے بزرگوار تھے۔ آپ نے ان کی ملازمت برسوں کی۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ و کلام و عربیت ہر ایک فن میں کمال حاصل کر لیا۔

۱۵۹۔ قاضی فخر الدین ملتانی

الشیخ العالم الفقیہ قاضی فخر الدین ابوبکر ابن قاضی رمضان الشالبیانی الشافعی الملباری علمائے محققین سے تھے۔ اور شہر کالی کٹ مالا بار کے قاضی تھے۔ جہاں تدریس کے ساتھ افتاء کا شغل بھی تھا۔

تلاصذا :- ان کے شاگردوں میں شیخ زین الدین ابن علی ملباری مصنف ہدایۃ الاذکیا ہیں۔ جنہوں نے آپ سے فقہ و اصول پڑھے اور اپنی کتاب مسلک الابصار میں آپ

کے ساتھ آپ کے صاحبزادے کی تعریف بھی کی۔ خصوصاً آپ کے لیے یہ الفاظ لکھے۔
 ”الامام الجلیل المفتی البارع احام الدیار صلیبار“

۱۴۰۔ شیخ فیض الدین مانک پوری

۱۸۶۲ء

”الشیخ الصالح فیض الدین بن حسام الدین بن خضر بن جلال عمری مانک پور۔ المشہور بتقاضی شہ
 مولد و منشا مانک پور۔“

اپنے والد سے برسوں پڑھا اور ان کی رحلت کے بعد دعوت ارشاد پر عمل پیرا ہو گئے مانک
 پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)

۱۴۱۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

۱۵۱۵ء

”الملک الفاضل المویذ فیروز بن داؤد ابن الحسن بہمنی سلطان دکن۔ مولد و منشا گلبرگہ۔ ان
 کی سات برس کی عمر میں ان کے والد نے رحلت کی تو اپنے عم بزرگوار سلطان محمود شاہ کے
 زیر سایہ پروان چڑھے۔“

اصاً قنداز۔ علامہ فضل الدین فیض الدین شیرازی سے پڑھا۔ معقولات میں فائز الاقران
 تھے۔ حافظہ قوی تھا جو بات دو ایک مرتبہ سنتے۔ ذہن میں سما جاتی۔ اپنے مربی چچا محمود شاہ
 کی رحلت کے بعد جب اس کے صاحبزادے غیاث الدین نے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ تو اعیان
 حکومت نے انہیں برطرف کر دیا۔ یہی معاملہ سمش الدین نے کیا۔ اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک
 ہوا۔ جس کے بعد امرائے سلطنت فیروز شاہ کی نیابت پر متفق ہو گئے اور انہوں نے ۲۵ سال ۷ ماہ
 تک زمام حکومت سنبھالی۔ کفار سے ۲۴ جنگیں لڑیں۔ اس کے دربار میں علما و شعرا کا اجتماع

اس کے معاصر بادشاہوں سے زیادہ تھا۔

ان کے اشغال کے ساتھ وہ خود بھی ہفتہ میں تین روز درس دیتا۔ شنبہ ویک شنبہ اور چہار شنبہ کے روز اس کے درس میں مندرجہ ذیل کتب تھیں۔

(۱) زامدی — (۲) شرح تذکرہ — (۳) شرح مقاصد — (۴) تحریر اقلیدس —

(۵) مطول — اگر کسی روز دن میں موقع نہ ملتا تو رات کو پڑھا دیتا۔ وہ طلبہ کے ساتھ

بے حد احسان کرتا اور ان کے ساتھ مذاکرات جاری رکھتا۔ ایک رصد گاہ بنانے کا غم سدا سے

تھا جو ستلہ میں پورا ہوا۔ اور اس نے دولت آباد کے پاس بالا گھاٹ مقام پر اپنا یہ شوق پورا

کرنا چاہا۔ اس رصد گاہ کی تعمیر میں حکیم حسن علی گیلانی اس پوری جمعیت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے

ماحت سید محمد گادرونی تھے۔ مگر رصد گاہ کی تکمیل سے پہلے اول الذکر طعمہ اہل ہو گئے۔ گو

بہت سے امور اس کی تکمیل میں مانع ہو گئے۔

فیروز شاہ ہر قسم کے لہو و لعب از مٹم غم و شراب اور عورتوں کے ساتھ ملاعبت میں ڈوبا رہتا۔

اسے یہ شوق دامن گیر تھا کہ اپنے محل میں اتنی عورتیں جمع کر لے جو شمار میں نہ آسکیں۔ لیکن شریعت

کی لاج مانع ہوئی۔ اس نے اس کام کی راہ نکالنے کے لیے علما سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں

نے مشورہ دیا کہ ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری کر لے۔ اسی طرح — مگر شیخ فضل اللہ

مشرافی نے یہ راہ اور فراخ کر دی۔ فرمایا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ ابوبکر و ولول میں متعہ

مباح تھا۔ مگر عمر نے اسے حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ پر علمائے اہل سنت نے اعتراض کیا تو شیخ فضل اللہ

نے بخاری۔ مسلم اور مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث درجواز متعہ پیش کر دیں۔ جنہیں سلطان فیروز شاہ

نے تسلیم کر کے ایک ایک روز میں ۸۰۰ عورتوں سے متعہ کیا۔ اور زنان مستحی کے لیے ایک نئی

بستی تعمیر کروادی۔ جس کا نام فیروز آباد رکھا۔ اس میں عجیب عجیب مکان تعمیر کروائے۔ بیابا بازار

کو حسن و بخت سے سجھا کر اپنی محبوباؤں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سلطان برسوں زندہ رہا اور اپنی جموعات

سے رنگ رلیاں مناتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بھائی احمد شاہ نے اس پر حملہ کر کے اسے

مغلوب کر لیا۔ اور اس نے اپنا سب کچھ اپنے غالب بھائی کو سونپ دیا۔
 احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہونے سے دس روز بعد راہی ملک ملام ہوا۔
 سلطان فیروز شاہ شاعر لغز گو بھی تھا۔ نمونہ کلام اسے
 لفظح راہ محبت مخور فریب امید

کہ غایت ابدش ماتدا لے فرنگ است!

وفات :- بروز شنبہ ۱۵ اشوال در ۸۲۵ھ کو ہوئی (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۱۴۲۔ شیخ فیروز بن موسیٰ دہلوی

”الشیخ الفاضل“ فیروز بن موسیٰ بن معز الدین بن محمد البخاری دہلوی۔ صلاح و تقویٰ میں
 ممتاز۔ مولد و منشا دہلی۔ علم کا مشغلہ اختیار کر کے جملہ فنون میں تاک ہو گئے۔ لحدہ فنون حربیہ
 میں کمال حاصل کیا اور اپنے معاصرین سے فوقیت لے گئے۔ تاریخ میں ان کا ایک منظومہ ہے
 وہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے اجداد میں سے تھے۔ جو ۸۶۷ھ میں اودھ میں فوت ہوئے۔
 (انخبار الانخبار)

”ف“

۱۴۳۔ شیخ قاسم بن برہان اودھی

”الشیخ الصالح“ قاسم ابن برہان الدین چشتی الاودھی عالم دین تھے۔ طریقت میں اپنے
 والد شیخ برہان الدین سے استفادہ کیا۔ جو شیخ فتح اللہ از شیخ صدر الدین احمد بن باب
 دہلوی کے مرید تھے۔ اور ان کے مریدان کے بیٹے محمد بن قاسم یہ

۱۴۴۔ مولانا قاسم بن محمد گجراتی

الشیخ الفاضل الکبیر قاسم بن محمد گجراتی، اپنے دور کے ممتاز افاضل سے کھٹے اور مشغلہ تدریس سے سروکار۔ گجرات کا مشہور جوہن خاں سرور پر درس گاہ تھی۔ جس کا ذکر شیخ عبداللہ محمد بن عمر آصفی نے تاریخ گجرات میں کرتے ہوئے ان کے علم و عمل کی بیش از بیش تحریف کی ہے۔ ان کا وجود دنیا و عاقبت دونوں کے لیے برکت کا باعث تھا (در ترجمہ السلطان قطب الدین احمد شاہ گجراتی)

۱۴۵۔ شیخ قطب الدین ظفر آبادی

۲۰ جمادی الاخریٰ ۸۹۹ھ

«الشیخ الصالح» الفقیہ ابو الغیب قطب الدین ابن نور الدین الحسینی الواسطی ظفر آبادی۔ علمائے صالحین سے کھٹے۔ سن ولادت ۸۰۲ھ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد المختصرات اپنے والد محترم سے پڑھی۔ پھر قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے سامنے زائے تلمذہ کیے۔ ان سے جملہ درسیات پڑھیں جن کی خدمت میں چار سال گزارے۔ طرفیت میں اپنے والد سے استفادہ کیا اور زیارہ مہربان سے مشرف ہوئے۔

مرحوم عبادت گزار۔ زاہد و پارسا۔ اخلاق کا مجمع۔ متواضع اور خادم خلق کھٹے۔ بے شمار حضرات نے آپ سے پڑھا۔ ظفر آبادی ہیں آسودہ لحد ہوئے۔

۱۴۶۔ قطب الدین بن خضر البلیخی

«الشیخ الفاضل» قطب الدین ابن خضر بن الحسن ابن المبارک اوی البلیخی حدیث میں فائق الاقران کھٹے۔ اپنے والد سے پڑھا اور تدریس و افاضہ پر مائل ہو گئے۔ ان سے ان کے بیٹے

عبدالقادر نے پڑھا۔

۱۶۷۔ شیخ قطب الدین ابو دھنی

«الشیخ الصالح قطب الدین ابن فرید الدین ابن عز الدین عمری ابو دھنی۔ بابا فرید شکر گنج کی نسل سے تھے۔ اور علماء نے عالمین سے تھے۔ اپنے والد کے سوا کئی اور شیوخ سے طریقت حاصل کی۔ اور ان سے شیخ زین الدین ابن علی معجمی نے استفادہ کیا۔»

۱۶۸۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی

م ۱۳۰۷ھ قعدہ ۸۶۷ھ

«الشیخ العالم الفقیہ قرشی حنفی ظفر آبادی فقہ و اصول فقہ میں ممتاز العلماء۔ اصلاً دہلی وطن تھا۔ وہاں سے شیخ اسد الدین حنفی حبیبی واسطی کی معیت میں ظفر آباد آ گئے۔ اور مدت مدید تک تدریس مشغلہ رہا۔ پھر یہ مشاغل چھوڑ کر ترک و تجرید و گوشہ نشین اور رجوع الی اللہ سبحانہ پر جھک گئے (بحوالہ تجلی نور)۔»



”ک“

۱۴۹۔ شیخ کبیر الدین ناگوری

م ۷۸۳۵ھ

”الشیخ العالم الکبیر الزاید“ کبیر الدین ابن فرید الدین بن عبد الغزیز ابن حمید الدین سعیدی
السوالی الناکوری سیکے از علمائے ربانی۔

مصابیح دنیوی، کی نفیس شرح مسمی برین۔

آخر عمر میں گجرات تشریف لے گئے اور سندھ میں آراستہ کر کے مدقوں اس شغل میں رہے
بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ازال جلدہ شیخ حسین ابن خالد ناگوری ہیں۔ احمد
آباد میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مجمع الابرار)

۱۵۰۔ شیخ کبیر الدین ملتانی الیچی

م ۷۸۲۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری الیچی ثم
الملتانی ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچھ مولا و منشا ہے۔ اپنے دادا مرحوم کے
عم صدر الدین محمد بن احمد بن الحسینی البخاری سے پڑھا۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل رہا
حتیٰ کہ علم و معرفت کی بدولت مشیخت پر فائز ہوئے۔ ان کے بیٹے عبد الشکور و عبد الغفور
نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ جو عالم دین تھے۔ ان کے سوا شیخ سماء الدین ملتانی اور دوسرے

افراد مستفید ہوئے۔

۱۶۱۔ شیخ کمال الدین کڑوی

«الشیخ الصالح کمال الدین چشتی کڑوی۔ المشہور بہ کالو خال عباد صالحین سے

تھے۔ شیخ حسام الدین مانک پوری سے پڑھا۔

تصانیف :- میں ادکالو قابل ذکر ہے۔

۱۶۲۔ شیخ کمال الدین کرمانی

«الشیخ الصالح کمال الدین کرمانی، اولیاء مسکین راہِ خدا میں سے تھے۔ شیخ

لخت اللہ کرمانی۔ پھر ہندوستان وارد ہوئے۔ اور احمد آباد میں طرح وطن ڈال دی۔ اور
قبولِ عظیم نے استقبال کیا (محبوب ذی المتن)

۱۶۳۔ شیخ کمال الدین قزوینی

م ۱۲۴۱ھ

«الشیخ العالم الکبیر کمال بن صفی بن محمد بن علی ابن محمد بن احمد ابن عبد الغنی الحسینی القزوینی

ثم البہرہ چی السجراتی۔

علمائے راسخین فی العلم والمعرفۃ میں سے تھے۔ شیخ الکبیر محمد بن یوسف الحسینی

اکبر گوی سے طریقت حاصل کی اور برسول الن کے ملازم خدمت رہے۔ پھر اندرون ہندوستان
کی طرف آئے۔ اور شہر بہرہ چی از بلاد گجرات میں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں قبولِ عام
نے ان کا استقبال کیا۔

مستوفیہ :- مندرجہ ذیل افراد ان سے مستفیض ہوئے۔

شیخ حسین بن محمد وقاصی علی بن عبد الملک۔ اور ان کے لڑکے امین الرحمان بن کمال الدین۔
وفات :- بوقت عصر بروز الاربعاء ۲۴ شوال ۸۸۱ھ۔ بعمر ۹۰ سال (بحوالہ شجرہ طیبه)

۱۷۴۔ قاصی کمال الدین ناگوری

الشیخ العالم الفقیہ کمال الدین ابن قوام الدین ناگوری الفتنی کے از مشایخ چشتیہ۔
شیخ یعقوب فتنی سے استفادہ کیا۔ ان سے خصوصاً الحکم پڑھی۔ برسوں ان کی ملازمت کی۔
جس کے بعد قبولیت عام سے بہرہ مند ہوئے۔ اور شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود حسینی
البخاری کے سوا بے شمار افراد ان سے فیض یاب ہوئے۔

”ل“

۱۷۵۔ مولانا لطف اللہ سنہرواری

(لجہد سلطان فیروز شاہ)

”الشیخ الفاضل العلامة لطف اللہ سنہرواری منطق و فلسفہ میں ممتاز شہسہ میں فیروز شاہ
بھمنی کے عہد میں گلبرگہ میں نائب السلطنت تھے جب امیر گورگاں کے
ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان فیروز شاہ بھمنی نے آپ کو امیر تیمور
کے ہاں سفیر مقرر کر کے بھیجا۔ یہ شہسہ کا واقعہ ہے۔ آپ تیمور کے ہاں چھ ماہ تک رہے
اور سفارت میں کامیاب ہو کر واپس لوٹے (تاریخ فرشتہ)

”م“

۱۷۶۔ ابوالفتح مبارک شاہ علوی دہلوی

م ۹ رجب ۸۲۲ھ

”الملك العادل الکريم“ سلطان ابوالفتح معز الدین مبارک بن خضر العلوی دہلوی۔ سلطان صالح۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۲۲ھ میں زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ وہ بادشاہوں میں علماً و عقلاً و تدبیراً بہتر تھے۔ اچھے کام کرتے اور اپنی ذات کو آلائشوں سے مبرا رکھتے۔ دیانت شیوہ تھا۔ ان کی زندگی میں کسی نے ان کی برائی نہ کی۔ نہ وہ فسق و مجر سے ملوث ہوئے۔ خود کو سلطنت کے امور مجاہد میں منہمک رکھتے۔ اور رعایا کے احوال کی جستجو میں رہتے تھے۔

ان کے لیے عدل کا دروازہ کھولے رہتا جس میں شرع کے مطابق حکم نافذ کرتا۔ جدید شہروں کی تعمیر اور زراعت میں ترقی۔ عوام کی بہبود اور علماء و مشائخ و اشراف و مستحقین کے لیے وظائف اس کا شعار تھا۔

اس کے حالات میں ایک اہل علم نے مبارک شاہی کے نام سے کتاب لکھی۔ اگرچہ میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی۔ ان کی نشانیوں میں سے شہر مبارک آباد ریائے جہنا کے ساحل پر ہے۔ شہادت :- لوگوں کی ایک جماعت اس کے عدل کی وجہ سے دشمن بن گئی، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ شہادت پر مذہب ۹ رجب ۸۲۲ھ کو شہر مبارک آباد میں ہوئی۔ جہاں اس نے ۱۳ سال چند ماہ تک داد حکومت دی۔ بحوالہ تاریخ فرشتہ

۱۶۱۔ شیخ مبارک بناری

اشوال ۸۴۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ مبارک ابن حمید حنفی صوفی بناری یکے از مشائخ چشتیہ، تحصیل درسیات کے بعد سند تدریس کو زینت بخشی۔ برسوں شہر بنارس میں مع اشغال دیگر تذکیہ الفکا و مصروف درس رہے۔ یہاں سے جون پور تشریف لے گئے۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری سے طریقت حاصل کی، کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہے۔ اور پھر واپس بنارس لوٹ کر صرف زہد عبادت اعتداعت و عفاف و توکل پر تکیہ کر لیا۔ مزید تدریس کی ہمت نہ رہی۔ سوا کھانے کے کسی نوع کا ہدیہ قبول نہ فرماتے۔ جس میں مایحتاج کے سوا دوستوں پر تقسیم کر دیتے۔ ہاں اتنا رکھ لیتے جو عبادت کرنے کے قابل بنا سکتا۔ رہنے کا مکان تک تعمیر نہ کرایا۔ آنے والوں کے لئے لکڑی کے تخت بنوا رکھے تھے اور بس۔ (از گنج ارشادی)

۱۶۸۔ شیخ محمد بن ابوبکر دماینی

(بعد سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی)

مہ ماہ شعبان ۸۲۷ھ

”الشیخ اللام العلمائے بدرالدین محمد بن ابوبکر ابن عمر بن ابوبکر ابن محمد بن سلیمان بن جعفر بن حسین بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یوسف ابن علی ابن صالح ابن ابراہیم البدر القرشی المخزومی الاسکندری الہندی۔ المشہور بہ ابن دماینی المالکی النحوی الادیب و فین کلبرگہ۔ مولد اسکندریہ در ۷۲۳ھ اور بہادر ابن دماینی سے حدیث سنی جو ان کے قریب ہی رہتے۔ بعقیدہ اسافندہ بہ۔ دوسرے عبدالوہاب القروی، قاہرہ میں سراج ابن الملقن وغیرہ اور مکہ معظمہ میں قاضی ابو الفضل شوبری ہیں۔

تکمیل کے بعد اپنے مولد ہی میں فضلاء کے وقت کے افادہ اور مطالعہ پر جھک پڑے

فقہ و آداب میں مزید درک حاصل کیا اور محو و نشر و نظم و ضبط و معرفت الشرط و وفقہ و غیرہ میں مزید ملکہ حاصل کیا۔
ابن تینسی کی طرف سے سرکاری عہدہ دار مقرر ہوئے۔ کئی مدرسوں میں تدریس فرمائی قاہرہ
تشریف لائے اور حدیث کی سماعت کی۔ اور حکومت کی طرف سے لقیب قرار دیے گئے۔ ان کی بہت
دور دور تک پھیل گئی۔

جامع ازہر میں نحو پڑھانے کاقرر ہوا۔ اسکندریہ لوٹ آئے۔ مدت تک وہاں تقریروں
کے ذریعے افادہ میں مصروف رہے۔ اور کفاف کے لیے تجارت شروع کر دی۔ پھر قاہرہ آئے
اور قضاۃ پیش ہوئی، مگر تسلیم نہ کی۔ دمشق پہنچے۔ اس وقت آپ کے عم زاد بھی مشالعیث میں
تھے۔ اور ۸۱۵ھ تھا۔ حج بیت اللہ کیا۔ فراغ کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ اسکندریہ
کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور لقیب کا منصب چھوڑ دیا۔ اب اور دینی پر جھک گئے۔
اور کپڑا بننا شروع کر دیا۔ اور بادشاہ ملک المودید کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ جس نے آپ کو
مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ پھر ۸۱۹ھ میں حجاز گئے۔ حج کیا اور ۸۲۰ھ میں یمن تشریف لائے۔
یہاں ایک سال تک جامع ازہر میں مسند تدریس کو عزت بخشی اور کوئی امرالخ نہ ہوا۔ اس کے باوجود
اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ یہ سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی
کا دور تھا۔ جہاں آپ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ لوگوں نے آپ سے پڑھا اور مال و دولت سے
ان کے قدم چومے۔

مصابیف :- (۱) شرح التہلیل لابن مالک الطائی (تاریخ الفوائد) اولہ اللہم ایاک نجد
علی الخیم مآلوجہت الابل الخ۔ اور اس میں لکھا ہے کہ جب میں اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں گجرات
میں پہنچا تو یہاں مجھے یہ کتاب دستیاب ہوئی۔ جس پر نام نہ تھا۔ اس لمحہ میں میرے ہمراہ
چند طلبا بھی تھے۔ جنہوں نے مجھ سے اس کتاب کے شرح کرنے کی درخواست کی اور میں
نے اس کی تمہیل کر دی۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سلطان ابوالفضل احمد شاہ گجراتی کا ذکر
بھی ہے اور کتاب کا نام تاریخ الفوائد ہے۔

(۲) مصابیح الجوامع: بشرح صحیح بخاری، اولہ الحمد للہ الذی فی خدمت السنۃ النبویۃ اعظم سیادۃ الخ۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ بشرح سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھی گئی۔ اس شرح میں کچھ ابواب اور غریب الفاظ و اعراب کی بحث اور تنبیہات بھی ہیں۔

(۳) عین الحیوۃ: دیرہ کی کتاب حیوۃ الحيوان الکبریٰ کا اختصار: اولہ الحمد للہ الذی اودعہ بغضلہ حیوۃ الحيوان الخ: جس میں مصنف نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ نعمان نے اس مضمون پر احکام شریعت و اخبار نبویہ و مواظبہ نافعہ و فوائد غریبہ و امثال دائرہ و ابیات نادرہ و خواص عجیبہ و اسرار غریبہ پر بہت طویل تشریحات حوالہ قلم کی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض مقلد پر بے محل گفتگو معرض بیان میں آگئی ہیں۔ مگر میں نے ان میں سے لب لباب لے کر اس کا نام عین الحیۃ لکھ کر سلطان احمد شاہ کی خدمت میں بدیہ پیش کیا اور اس کی تکمیل سے ماہ شعبان ۱۲۲۲ھ میں فارغ ہوا۔

(۴) تحفۃ الغریب فی شرح معنی اللیب مصنفہ ابن ہشام نخوی۔ یہ کتاب انہوں نے ہندوستان میں آکر لکھی۔ اگرچہ دیار مصریہ میں بھی اس کتاب پر ایک انیس مائتہ لکھوائے گئے۔ اب اس پر ان کے دو حواشی ہو گئے۔

(۵) شرح الخزایہ

(۶) جواهر البحر فی العروض

(۷) الفواکہ البدریہ (منظوم)

(۸) مقاطع الشرب

(۹) نزول الخیث: جس میں شرح الامیۃ الحکم عفری کو سمودیا گیا ہے۔ اس سوال نے انہیں اور بے شمار تصانیف بھی ہیں۔

علامہ سخاوی صاحب الضموم الاصح کی راہ ہے

شیخ صاحب دماینی فنون اوبائی ماہر تھے۔ ان کا تہذیب تسلیم کیا ہے اور

ان کی مدح میں مضامین و قطعات اور نشر میں اعتراف کیا ہے۔ ساتھ ہی ان کے حسنِ املا کی تحریف بھی ہے۔

انہوں نے اپنی تصنیف نزول الغیث میں صفحہ ۱ کے چند مقامات پر اصلاً ما تنقید کی ہے جس پر ائمہ عصر نے دایینی کو سراہا ہے۔ اسی طرح ان کی تالیف منبر و تحفۃ الغریب فی ہاشیہ معنی البلیب، کہ دونوں حاشیے ہیں ایک مبنی اور دوسرا ہندی جن پر دایینی نے اعتراض کیا ہے اور ہمارے شیخ شہنی نے دایینی کے اکثر تعقبات پر مواخذہ کیا ہے۔

مگر دایینی کے شاگردوں نے ان تعقبات و شرح بخاری میں اپنے استاد کی نصرت میں سبقت کی ہے اور میں نے شرح بخاری بشمول اعراب و تنبیہات اور نحو پر تحریریں دیکھیں۔ ان کی تالیفات ہیں التہلیل و تہذیب و جواهر البحر مجہ شرح اور فواکہ بدریہ (منظومہ) اور مقالع الشرب و عین الحیوۃ مختصر حیوۃ الخیران زمیری جس پر سیرۃ موبد کے ناقد ابن ناہض نے تقریظ لکھی ہے یہ سب کتابیں دیکھیں۔

اور دایینی نے اپنے اشعار میں حافظی (فرو) کے ان شعروں پر نقد کیا ہے جو اس نے موبد کے لیے کہے۔ جو لکھنؤ کی محبتوں پر عاشقی نامہ شاعر نے کہے۔ ان شعروں میں سے خطاب ہے۔

یا مملک العصر ومن جبرۃ	فرض علی الصامت واللافظ!
أشکو البک الحافظ المستدی	بکل لفظ فی الدجی عنائط!
وماعسی أشکو وأنت الذی!	صح لك البغی من الحافظ!

رمانی رمانی جماساءنی!	فجارت نخوس و غایت سعور!
وأمجت بدین الوری بالمشیب	علیلا فلیت الشباب معور!

Where . . .

قلت له والد جي مول ! ونحن بالألسن في التلاقي !
قد عطس الصبح يا حبيبي ! فلا لثمته مبا الفراق !

يا عدولي في مغن مطرب حرب الاوتار لما سفرا !
كم يهز العطف منه طربا ! عندما لسمع منه وقرا !
در باره برهان محلي تا بر

يا سريا معروفه ليس يحصى ! ورؤيا زسا لفرع وأصل !
مذ علا في الوري محلك عزرا ! قلت هذا هو العزيز المحلى !
در باره شهاب فاروقى

قل للذى أضحى يعظم حاتم ! ولقول ليس بجوده من لالحق !
ان قسته ببماح أهل زماننا اخطأ قيامك مع وجود الفارق !
در باره مصر

رعى الله مصر انما في ظلالها ! فروح ومنغذ وسالمين من الكد
ولشرب ماء النيل منها براحة وأهل نبيد ليشربون من الكد

قالت وقد فتحت عيون العسا ترمي الوري بالجور في الاحكام !
احذر هالدا في زبيد فاشنى للورى الخدام فتحت باب سهاى !

أيا علماء الهند انى مسائل همنا بتحقيق به يظهر السر !
فأفاعل تاجر بالحقق لفظه صريحا لاجور يكون به جبر !
وليس بابى جبر ولا مبعجور الذى الخفض والالسان الجبر يضطر !

فمنوا بتحقیق بہ استفیdale ففن ہجرکم مازال یتخرج الدر

بجفان معتری فارمیا! وسدایف حین ہاج الصنبر

ترحبہ

اے دنیا بھر کے بادشاہ جس پر سائل اور سوال نہ کرنے والے دولوں کے لیے بخشش فرض ہے۔

میں تیرے حضور گلہ کرتا ہوں۔ حافظ ظالم کا ہر اس لفظ کے ساتھ جو تاریکی میں بھی چمکتا ہے۔

اور میرا یہ گلہ ضروری بھی نہیں کہ تیرے سامنے حافظ مذکور کی بغاوت مسلم ہے۔

اس نے مجھے بہت دور پھینک دیا ہے۔ جس سے میرے بھلے دن

غائب ہو کر ندرت مجھ پر چھا گئی ہے۔

اور میری جوانی اس طرح ڈھل گئی ہے کہ اب شباب کے لوٹنے کی کوئی توقع نہیں۔

میں نے اس سے کہا کہ اندھیرا ہمیں چھپالے کو ہے۔ کبھی ہم دولوں آپس میں ایک

دوسرے کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھے۔

اے میرے گویے۔ ذرا اس ساز کے تار چھیڑ تو دے۔ ان سے بہت لطف حاصل

ہوتا ہے جب سنا جاتا ہے ان کا راگ۔

در بارہ برہان محلی تاجر

اے۔۔۔ بہتارے اچھے کارنامے شمار میں نہیں آسکتے۔ اور رئیس تو اپنے اصل

فروغ دولوں میں بخیب الطرفین ہے۔

میں نے کہا یہ تو عزیز محلی ہیں۔

دور بارہ شہاب فاروقی

کہو اس شخص کے لیے جو عالم کے لیے قربانی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس کی سخاوت کا کوئی ہم پلہ نہیں۔

اگر تمام دنیا میرے ممدوح کا حریف تلاش کرے تو بھی تیرا قیاس قیاس مع الفارق ہوگا۔

دور بارہ مصر

خداوند عالم مصر کو سدا آباد رکھے۔ ہم جس کے اندر صبح اور شام ہر قسم کے غم عالم سے فارغ رہتے ہیں۔ اس کے نیل کا پانی نہایت نرے سے پیتے اور زبید کے باشندے سدا غم کے گھونٹ حلق میں اتارتے ہیں۔

اس نے کہا جب کہ چشمے بند پڑے تھے۔ ہم حاکموں کے جور سے بہت مصمحل ہو گئے ہیں۔

زبید میں تیرا درد باعث خوف و ہراس ہے کہ تنگ دستوں پر ظلم و ستم سہنے کا دور پلٹ آتا ہے۔

اے علمائے ہندوستان۔ مجھ پر خفیہ امور کی وضاحت کیجیے۔ کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو مخلوق الفاظ کے معنی پوری طرح واضح کر سکے اور کسی حرف کو اس کے حقیقی مطالب میں لاسکے۔

اور نہیں ہے کوئی جو حرف ہر اور مجرور دونوں کے معانی بیان کر سکے۔ چہ جائیکہ انسان حرف ہر کا اثر معلوم کرنے کے لیے بے حد بے قرار رہتا ہے۔

مجھ پر اس کی ایسی وضاحت فرمائیے۔ جس سے میں استفادہ کر سکوں۔ آپ کے

بجز علم سے تو ہمیشہ در معائنہ نکلتے ہیں۔

علامہ دہلوی نے گلبرگہ میں داعی اہل کولبیک کہا۔ انہیں زہر دیا گیا۔ جسے خلق میں اتارنے کے بعد ذرا دیر زندہ رہے۔ (بحوالہ الضوۃ الامح)

۱۷۹۔ محمد بن ابوالبقاء الکرمانی

م ۱۱ شوال ۸۷۵ھ

الشیخ الفاضل العلامة محمد بن ابوالبقاء بن موسیٰ بن ضیاء الدین الحسینی النقوی الکرمانی المشہور اعظم الثانی۔ وطن و مولد کرمان تھا۔ جہاں سے ان کے جد ضیاء بن شجاع ابن مظفر بن منصور ابن غیاث بن محمود ابن علی بن احمد بن علی نقی الحسینی سندوستان آکر قدرے دہلی میں اقامت کے بعد لکھنؤ تشریف لے آئے۔ کہ یہاں حضرت سمرقندی اور آپ کے درمیان پرانی شناسائی تھی اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ صاحب ترجمہ محمد بن ابوالبقاء کا مولد لکھنؤ ہی ہے جو سن رشت میں مبادی لکھنؤ میں پڑھنے کے بعد جون پور تحصیل علم کے لیے آگئے۔ کہ یہاں اس دور میں ایک بہت بڑی متعلیم گاہ تھی۔ اسامذہ :- ابوالفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقدر مشرعی کندی۔ شیخ طریقت :- حضرت مخدوم ہی سے طریقت حاصل کی جس کے بعد لکھنؤ لوٹ کر درس افادہ شروع کر دیا۔

تلامذہ :- شیخ محمد بن قطب لکھنوی و قاضی سعد الدین خیر آبادی اور دیگر حضرات۔ خیر الزماں لکھنوی نے اپنی کتاب باغ بہار میں لکھا ہے کہ آپ اپنے فرزند احمد اور اس کے ہم نام شاگرد (احمد) کو ہمراہ لے کر زاد راہ کے بخیر ہی زیارتہ حرمین کے لیے روانہ ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد مسلسل چھ سال تک ماں قیام فرمایا۔ شرافت کے کابر علما تنائز و مسائل میں

مکالمہ کے لیے آتے۔ اور مطمئن ہو کر لوٹتے۔ اس تبحر کی وجہ سے آپ کا لقب "اعظم الثانی" پڑ گیا۔

شیخ وجہیہ الدین جندواروی نے کتاب مصباح الحاشقین میں لکھا ہے کہ مولانا محیو علیا نے کبار سے کہتے۔ ان "ہرول میں ان کا فتویٰ تسلیم کیا جاتا۔ سلطان شرقی ان کی بزرگی اور تبحر کی وجہ سے ان سے مسائل شرعیہ میں فتویٰ دریافت کرتا۔

ایک مرتبہ سلطان نے باغی ہند پر لشکر بھیجا تو اس یلغار میں وہ کفار بھی کام آئے جو بادشاہ کے خلاف پرامن ہے ان کا اسباب بھی لوٹ لیا۔ اس پر سلطان نے مولانا امجدی سے استفتا فرمایا تو آپ نے جواب دیا کہ "ہندوستان کے کفار دل سے اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے قتل کے لیے ہر لمحہ گھات میں لگے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا قتل اور غنیمت دونوں مباح ہیں۔"

مفتی سلطان حسن بریلوی نے غایت القریب میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابوالبرقہ نے منطق کے اشکال اربعہ شعروں میں ضبط کر دیے ہیں اور ان میں قضا کو حروف الاول بعدہ حروف ثانی سے مربوط کر کے موجیہ کلیہ باء یا موجیہ سابقہ الکلیۃ بب و موجیہ الجزئیہ بچ اور موجیہ السالۃ الجزئیۃ بد فارسی میں ضبط کئے ہیں۔

اھل ولا شئ ولعین و لیس الکل دور رباد از رخ تو و سمد دل

سورھای مسورات شمار امجد آمد نشان آن ہر چار

اا آب حاجب نمختین راست اب و واجب دولین برخاست

اا اب حاجب ولج وار میومین راست خذ ولا تعطن

اا ج بابا اب و را ادرج مشکل چارمین راھن

لکھنوی ہیں داعی اجل کو لبیک کہا اور شہر سے غرباً ساحل گوتمی پر آسورہ لحد ہو گئے۔

آپ کے مقرر پر نہایت عمدہ مقبرہ تعمیر کرایا گیا۔ مگر جب سلطان احمد اولہ سریرا نے حکومت

ہوا تو آپ کی قبر کھدوا کر ہڈیاں لکھنؤ شہر کے محلہ مفتی گنج میں دفن کرا دیں اور مقبرہ مسمار کرا دیا۔

۱۸۰۔ مولانا محمد بن ابو محمد مشہدی

(اعجد سلطان محمد شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل محمد بن ابو محمد مشہدی اپنے عہد کے مشہور افاضل سے تھے۔ سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین حسن بہمنی والی گلبرگہ نے انہیں وکیل مالیات مقرر کیا جس عہدہ پر آپ مدت تک فائز رہے۔ سلطان محمود شاہ نے آپ کو ایک ہزار طلائی تنکے دے کر سمش الدین حافظ شیراز کے ہاں بھیجا کہ ان کی نذر کر کے انہیں اپنے ہمراہ گلبرگہ لے آئیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور آپ گلبرگہ واپس لے آئے۔ یہاں انہوں نے سلطنت کے دل میں آپ کی بے حد منزلت تھی۔

۱۸۱۔ شیخ محمد بن احمد الحسینی البخاری

م ۱۶ جمادی الآخر ۸۲۵ھ

الشیخ العالم الکبیر محمد بن محمد الحسین ابن علی الحسینی البخاری ملقب بشیخ صد الدین اچھی ملتانی المشہور بہ راجہ قتال۔ اصحاب المجاہدات میں سے سالک راہ طریقت تھے۔ لوگ ان کی ولایت اور عدالت پر متفق تھے۔ مولد و منشا شہر ارج۔ اپنے والد اور بڑے بھائی عبداللہ الدین حسین بن احمد بخاری سے درسیات پڑھیں اور اول الذکر سے فرقہ خلافت حاصل ہوا۔ جن کے بعد آپ منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔

مستشرقین :- شیخ کبیر الدین ابن اسماعیل بخاری اور دوسرے بے شمار حضرات۔
آپ کے ہم صاحبزادے تھے (۱) ابوالخیر۔ (۲) ابواسحاق۔ (۳) شیخ جلال۔ (۴) روح اللہ
جن کی اولاد سرہند میں آباد ہو گئی (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

وفات: بد شب شنبہ - ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ کے روز طعنہ اجل ہو گئے اور اپنے اہلداد
اکرام کے نظیرے میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۱۸۲۔ شیخ محمد بن الحسن البیہقی

م ۱۲۸۹ھ

(عہد سلطان زین العابدین کشمیری)

”الشیخ الفاضل العلامة“ محمد بن الحسن البیہقی الکشمیری الانین۔ اکابر علماء تھے اپنے
والد کے سوا شیخ حلال الدین کشمیری سے پڑھا۔ اور لوگوں سے کنارہ کر کے گھر میں بیٹھ گئے۔
بادشاہ زین العابدین کشمیری نے ان کے لیے شہر سے باہر خالقہ تعمیر کرا دی۔ ۱۲۸۹ھ میں شہید
کر دیے گئے۔ (بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۱۸۳۔ شیخ محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی

م ۱۲۹۱ھ

(بزمانہ سلطان بہلول لودھی)

”الشیخ العالم الکبیر“ المعمر محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی۔ فرقہ چشتیہ کے مشائخ سے
تھے۔ مولد و منشا دہلی۔ تحصیل علوم سمش الدین محمد بن سینی الادوی سے اور دوسرے علماء سے حاصل
کی۔ طراقت میں آپ کے مرشد شیخ نصیر الدین محمود الادوی ہیں۔

صاحب ترجمہ قانع و صابر اور حالات عجیبہ و کرامات کے مہینچ ہیں۔ کئی کتابیں لکھیں۔
جنہیں متوسط علم کے لوگ پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ ازال جملہ!

۱) بحر المعانی — ۲) دقائق المعانی — ۳) حقائق المعانی — ۴) بحر الانساب

۵) مہینچ نکات — وغیرہ وغیرہ۔

انصے میں سے راجم (مؤلف نزہۃ الخواطر) نے بحر المعانی و بحر الاسباب دونوں کا مطالعہ کیا۔
 اول الذکر (بحر المعانی) اپنے موضوع میں مفید کتاب ہے۔ اس میں ۳۶۶ - البواب ہیں۔ باب
 ایمان و صلوات و عشق و محبت وغیرہ۔ اس کتاب کا حرف اول ہے۔ آل خدا کے کہ انکببیں بشیریں
 نوبش را از فوارہ تلخ نیش زبور بہ قدرت خویش چکاند۔ الخ

عہد سلطان بہلول میں ۸۹۱ھ میں رحلت فرمائی۔ جب کہ سن آپ کا ایک سو سال
 سے متجاوز ہو چکا تھا (بحوالہ اخبار الاخبار)

۱۸۲۔ شیخ محمد بن الحسین فتنی

م ۵ جمادی الاخریٰ ۸۷۲ھ

”الشیخ العالم المحدث الفقیہ“ محمد بن الحسین العلوی الحسینی السندی الجرجانی۔ اصل سندھ
 کے رہنے والے اور مشہور مشائخ طریقت سے تھے۔ سندھ ہی میں پیدا ہوئے اور یہیں پر و ان چڑھے
 اپنے والد اور شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے پڑھا۔ فقہ و حدیث و تصوف میں منفرد
 اور صوفیائے مستقیم الحالت سے تھے۔ سعادت خاتون ام عبد اللہ ابن محمود الحسینی البخاری کے
 ساتھ ہجرات کا سفر کیا اور وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ شہر فتن میں وفات پائی اور وہیں آسودۂ
 ہوئے۔ (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۱۸۵۔ شیخ محمد حسین تنوی

م ۸۹۳ھ

(بعہد سلطان بہلول بن کالالودھی)

”الشیخ الصالح الفقیہ“ محمد حسین ابن احمد بن محمد الحسینی تنوی سندھی۔ صلاح و تقویٰ
 میں معروف۔ مشائخ سے تھے ۸۹۱ھ بزمانہ فتح خاں سلطان ابن سکند سندھی متولد ہوئے علمائے
 علم معرفت سے پڑھا اور سند ارشاد کو زینت بخشی۔ بے شمار افراد آپ سے مستفیض ہوئے۔

محمد حسین صفائی نے اپنی کتاب تذکرۃ المراد ان کے حالات پر لکھی۔ آپ ۱۲۹۳ھ میں رفیق اعلیٰ سے ملائی ہوئے (تحفۃ الکرام)

۱۸۶۔ شیخ محمد بن رفیع البخاری

م ۱۲۸۱ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد بن رفیع الدین بن محمد ابن عبد الوہاب بن محمد ابن الحسین بن محمد بن الحسین الحسینی البخاری الذی بزرگی اور پارسائی میں معروف۔ مولد و منشأ سندھ اپنے والد سے علوم ظاہری اور طریقت دونوں میں مستفیض۔

آپ شیخ الحاج عبد الوہاب بخاری دہلوی کے والد ہیں۔

۱۲۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔ (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

۱۸۷۔ شیخ محمد ابن ظہیر الدین العباسی

م ۱۲۷۰ھ

«الشیخ الصالح العالم الکبیر» محمد بن ظہیر الدین عباسی کثروی الشیخ الامام بلقب بہ قوام الدین دہلوی۔ دین لکھنؤ اور مشہور بہ حاجی السمرین۔

اولیائے سالکین کبار سے تھے۔ صاحب مجاہدہ تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی اور ان کے بعد شیخ جلال الدین حسین بخاری سے استفادہ کیا۔ آخر الذکر کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ جس کی بادلت علم و معرفت میں کمال حاصل ہوا۔ اور مرشد نے آپ کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تب حجاز تشریف لے گئے اور یکے بعد دیگرے سات حج کرنے کے بعد دمشق چلے گئے۔ یہاں شیخ قطب الدین نسکی مؤلف رسالہ نمیکہ سے طریقہ ذکر سیکھا اور ہند واپس آکر شیخ محمد بن فخر الدین البجنوری کے سابقہ تعارف کی وجہ سے لکھنؤ میں سکونت اختیار فرمائی۔

مضافین :- ارشاد المریدین - معیار المقبول - اساس الطریقہ -

آپ کے بعض اقوال درمعیار المقبول

- ۱ : ذکر الہی سبب ہے حصول اور تسفیۃ القلوب کا - پس مہائز نہیں واسطے تمہارے سالک
- ۲ : حسن (مگر کون سے) فرماتے ہیں : لا الہ الا اللہ کے ورد سے دل اللہ سے یک ہو جاتا ہے اور جب یہ موقع مل جائے تو غیر کی تعظیم سے بھی دل خالی ہو جاتا ہے پس اس قول کے لیے کوئی اور وجہ نہیں ہے

۱۰ - فقیر عباسی نے بیت المقدس میں محمد بن القری سے یہ شعر سنے :۔

مذاکر اللہ تشریح القلوب و منکشف السرائر والغیوب !

اللہ کے ذکر سے دل میں التشریح ہوتا ہے اور غیوب و اسرار منکشف ہوتے ہیں -

وقرأت الذکر افضل منہ حالا فتمس الذات لیس لها غروب !

اور ذکر کا ترک اس سے بہتر ہے - جیسے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا -

فرماتے ہیں صاحب ترجمہ کہ :-

میں نے لقیۃ السلف شیخ العالم قطب الحق والشرح والدین و مشقی

مؤلف رسالتہ المکیۃ سے پوچھا - جب تو میرے ہی سامنے کلمہ

لا الہ الا اللہ سے لفظی اور اثبات کا اثر ہوا کہ اسے سید ہی و برکتی !

جب سالک کے دل میں عزیز کا وجود بھی نہ رہے تو اس کے بعد اور

کیا رہ جاتا ہے ؟

۱۱ اس پر حاشیہ ہے کذا فی الاصل

۱۲ اس قول میں جہول ہی جہول ہے - اگر حرف لا الہ ہو تو البتہ پہلا حصہ صحیح ہے دوسرا حصہ

(لا الہ الا اللہ) غلط ہے (مترجم)

آپ نے فرمایا، جب تک خود مالک کا وجود باقی ہو۔ نفی کا
معاملہ پھر بھی متعلق رہ جاتا ہے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے
وجود کو قابل اعتبار قرار دے رہا ہو۔ کیونکہ اس کا وجود بھی اس کا غیر ہے
جب تک یہ تالویت زائل نہ ہو۔ نفی پیدا نہیں ہوتی!

اسے جواب کے بعد انہوں نے دوسری بات فرمائی کہ مالک
کے لیے نفی کا ذکر ضروری ہے۔ کیونکہ مالک کا وجود بھی محل جمع
کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب رہا نفی کے ساتھ اثبات وجود بلکہ جمع الموجودات کا
اثبات تو یہ بھی محل نظر ہے کہ اثبات سے سکون کا حصول بھی تو
غیریت ہی ہے۔ لہذا سکون کی نفی بھی ضروری ہے۔ آخر سکون بھی تو
موجودات ہی میں سے تھا۔ مالک کو چاہیے کہ اس نوع کی جمع کی
منفی کے لیے خود کو ہلاک بھی کرنا پڑے تو تامل نہ ہو۔ اور یہ مقام بھی
نہایت مشکل مقام ہے جس پر مردان موعدا اور عارف ہی پہنچ سکتے ہیں
اس لیے کہ جمع و تفریق دونوں باہم متنافی ہیں مگر مشائخ سلفین کے
ہاں جمع پر زیادہ توجہ رہتی ہے اور ان حضرات کی دنیا میں برکت ہے
اللہم اجلنا من مجہم ولا تحرمنا من برکات انقاسہم بحرۃ
النبی وآلہ الامجاد۔ امتھی ۛ

۱۔ وجود ہی کی وجہ سے تو نفی کی جاتی ہے۔ اگر وجود کی نفی ہو گئی۔ تو نفی کون
کے گا؟ مترجم۔

انھیں کافار سی میں یہ شعر ہے :-

ایں کار کے بہت کہ خیزد ز سر زبان

ایں خانہ خرابی رہ بہرہ الہ سے نیست

وفات ۲۰ شعبان ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔ مدفن لکھنوی میں ہے۔ قبر کا نشان باقی ہے

میں سے لوگ برکت اور زیارت کے لیے آتے جاتے ہیں۔ (نزیۃ الاصغیاء)

۱۸۸۔ شیخ محمد بن عبد اللہ حسینی البخاری

م ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۸ھ

”الشیخ الکبیر“ محمد بن عبد اللہ بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری ملقب بہ سراج الدین

اور کنیت ہے ابو البرکات۔ شاہ عالم نام سے مشہور ہیں۔ شب سوموار ۱۲۸۴ھ میں گجرات

میں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے مولانا شیخ علی گجراتی اور دوسرے اساتذہ علم و فن سے پڑھا۔

طریقت اپنے والد بزرگوار اور شیخ احمد بن عبد اللہ المغربی نزہی و فین گجرات حاصل کی خود سالہا سال تک

شیخوخت کی زینت رہے۔ عوام و خواص ہر ملک کے نزدیک ایسی سرفرازی حاصل ہوئی جس

سے ان کے ہم عصر مشایخ محروم تھے۔

آپ نہایت محترم و جہاں فی الدنیا اور صاحب منزلت تھے۔ امرا و ملوک تک آپ کی تعظیم

کرتے۔ اور آپ کے اشاروں پر عمل کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔ شب شنبہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۲۸۸ھ

کو تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ (مرآۃ احمدی)

۱۸۹۔ شیخ محمد عبد اللہ حسینی البخاری گجراتی

م ۶ شعبان ۱۲۹۲ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ“ محمد بن عبد اللہ بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری گجراتی المشہور

بہ زائد سابق الذکر نمبر ۱۸۸ھ کے حقیقی بھائی تھے۔ سال ولادت ۱۱۷۸ھ اپنے بڑے
بھائی محمد بن عبداللہ سے پڑھا اور رتبہ کمال تک پہنچے آپ سے بہت سے لوگوں نے
استفادہ کیا۔ ۱۲ شعبان ۱۲۹۲ھ کو رحلت فرمائی۔ قبر موضع ٹوہ کے قریب ہے (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۱۹۰۔ شیخ محمد بن العلاء منیری

۳ صفر ۸۹۲ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الزاہد“ محمد بن علاء الدین ابن القاہنی عالم ابن القاہنی جمال الدین
ہاشمی تربیتی۔ ثم المنیری المعروف بہ شیخ بکر بن۔ فرقہ شطاریہ کے مشایخ کبار سے تھے اور علوم متعاقبی
مروجہ میں یدِ طولیٰ سے مستمدا۔

مندرجہ ذیل طرق صوفیہ میں مجاز تھے۔ (۱) فردوسیہ۔ (۲) سہروردیہ۔ (۳) چشتیہ
(۴) قادریہ۔ (۵) مداریہ۔ جن میں سے ہر ایک کا سلسلہ شیوخ تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے
فرقہ فردوسیہ: اس کے سات سلسلے ہیں۔

پہلا سلسلہ: اپنے والد محترم از علاء بن عالم منیری از شیخ بہرام البہاری از شیخ حسن بن
الحسین بن المغیرہ۔

دوسرا سلسلہ: از حاجی محمد بن ابراہیم از والدہ ابراہیم بن علم منیری بن دولوی کا سلسلہ ایک
ہی تھا یعنی

(ا) از شیخ حسین بن المغیر بنی از شیخ علی الحسینی بدالیونی از کریم الدین اودھی بسلسلہ دوگونہ یعنی
(ب) از جمال الدین اودھی

اور اورب دولوی کا سلسلہ واحد تھا۔ یعنی

از شیخ بن المغیر بنی { بہر دو از کریم الدین اودھی۔ از جمال الدین اودھی و بہر دو از بیتان۔
وا از شیخ علی الحسین البدالیونی

(۱) بہ از شیخ مظفر بن سمش الدین بلخی — اور — شیخ ابراہیم ابن علم المنیری الذکور
(ب) بہ از شیخ نصیر الدین بلخی از شیخ عثمان سنائی اور یہ دولوں
از شیخ کبیر الدین احمد بن یحییٰ منیری -

(۲) در فرقہ سہروردیہ

از شیخ رکن الدین جون پوری از شیخ تاج الدین از شیخ جلال الدین الحسین بن احمد بن الحسین
حسینی بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح بن محمد زکریا ملتانی اور یہ سلسلہ دیگر مشائخ مذکورین ایضاً -
(۳) در فرقہ چشتیہ

از شیخ زاہد بن البدر چشتی از شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری از شیخ فتح اللہ اودھی از شیخ
احمد بن شہاب دہلوی از شیخ الکبیر نصیر الدین محمود اودھی -

و سلسلہ دیگر یعنی! شیخ ابراہیم ابن ادلسی سنار گالوی از قاضی حمزہ از شیخ زاہد از جد او
یعنی نور الدین از والد او علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری پٹوہی از شیخ سراج الدین عثمان اودھی
اہر و از شیخ نظام الدین محمد بدایونی -

و در طریقہ قادریہ

یعنی از شیخ عبدالوہاب بن عبدالرحمن بن جمال الصدیقی از شیخ عبدالرؤف بن علی
بن عمر شاذلی حسینی قادری از شیخ نور الدین ابوسعید محمود حسینی

و از ہناوندی از شیخ سمش الدین محمد بن الحسن بن علی بن جعفر بن احمد بن ابراہیم بن عبداللہ
بن عبدالرزاق بن سید امام عبدالقادر جیلانی از والد خود و از جد اور دیگر مشائخ -

و در طریقہ مداریہ

یعنی از شیخ حسام الدین اصفہانی جون پوری از شیخ معمر بدیع الدین مدار مکن پوری

امام طریقہ مداریہ -

در طریقہ شطاریہ

یعنی از شیخ عبداللہ بن حسام الدین شطاریہ لوزی صدیقی بخاری امام طریقہ شطاریہ دہلا واسطہ جس کے بعد اس طریقہ کے جملہ مشائخ اور اذکار ایک مدت تک خود پر لازم رکھے۔ حتیٰ کہ آپ پر کشف و شہود کے دروازے کھل گئے۔ اور آپ اہل بندہ کے لئے مسلک شطاریہ میں مرجع و مدار ہو گئے۔ اور شیخو خیت کی بھی آپ پر انتہا ہوئی۔

کتاب مناجات الشطار میں آپ نے لکھا تھا کہ میں نے مدت تک شیخ شرف الدین احمد جوینی مینیری کے نزار پر نہایت مذلت اور انکساری کے ساتھ اعتکاف کیا۔

شیخ احمد بن عبدالحکیم نے آپ سے شیخ عبداللہ شطاری کے ایک رسالہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے اس بات پر کوئی توجہ نہ کی۔ اب ان کا مقصد یہ قرار پایا کہ شیخ ممدوح کے بارے میں غیب سے دروازہ کھل جائے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مکرر اس کتاب کا ذکر کیا۔

ساتھ ہی میں شیخ کبیر کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے یہ ماجرا بیان کیا کیونکہ شیخ ہی نے مجھے فرمایا تھا کہ میں شیخ عبداللہ شطاری کی طرف رجوع کروں۔ جس پر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور برسرِ ملازم رہا۔ تو آپ نے ماہِ محرم کی چوتھی تاریخ ۸۸۱ھ جمعہ کی رات کو شہر منڈویں مجھے ذکر کی تلقین فرمائی۔

اور ان سے شیخ ابوالفتح بدایہ المینیری اور شیخ حاجی حمید الدین گوالیری کے سوا ہیشمار حضرات نے شریعت کا سبق لیا۔ آپ جون پور ہی میں بتاریخ ۸۹۲ھ کو اسورہ لحد ہوئے (الانقارح)

۱۹۱۔ شیخ محمد بن علی الہمدانی

م ۸۰۹ھ

» الشیخ الفاضل العلامة محمد بن علی بن شہاب حسینی ہمدانی مشہور علما سے تھے۔ ۲۲ سال

کی عمر میں کشمیر تشریف لائے۔ تو ان کے ہاتھوں پر سیٹھ بیٹ اسلام لائے۔ انہوں نے اپنا لقب شرف الدین رکھ دیا۔

تصانیف :- (۱) شرح سمشیدہ و منطق جیسا کہ کتاب البحر الزخار میں مذکور ہے (۲) جامع الفوائد (یہ رسالہ مولف نزیۃ الخواطر نے دیکھا ہے اس کا حرف اول ہے الحمد للہ الذی زلزل فی طور التجلیات) جو انہوں نے اپنی ۲۳ سال کی عمر میں تصنیف فرمائی۔ اس کے بارے میں خود آپ فرماتے ہیں۔

میں نے اوائل عمر میں جب کہ ذہن میں معلومات کی کمی اور شباب کے خطرات کا ہجوم تھا۔ جو علوم حکیمہ کے ضبط و بیان میں مانع ہوتا ہے ارادہ کیا کہ بعض علوم کشفیہ و عقلیہ مشہورہ معتبرہ کو ایک مجلد میں منضبط کر دوں۔ جس میں مقدمات و مباحث زوائد سے تعرض نہ کر دوں بلکہ صرف بعض قواعد علوم پر اکتفا رہے۔ اور اس کے مجلد متعلقات کو چند صفحات میں لکھ دوں جو حفظ و ضبط کے لیے آسان اور بہتر ہو جائے۔ پس میں اللہ کی توفیق کے ساتھ اس کام سے اتنی عمر میں فارغ ہو گیا جتنی عمر میں حضرت ابوالقاسم محمد علیہ السلام کو نبوت کا مرتبہ عطا ہوا۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آپ ۲۱ سال کشمیر میں اقامت کے بعد ۸۸ھ میں یارہ حرمین کے لئے روانہ ہو گئے۔ مگر جب وہاں سے فراغ کے بعد ہندوستان لوٹے تو مقام مکرلاہ میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں اپنے والد کے مقبرہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔

یہ واقعہ ۸۰۹ھ کا ہے۔

شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری

م ۱۲ اریح الاول سنہ ۸۷۵

”الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ محمد بن عیسیٰ بن تاج الدین ابن بہار الدین حنفی صوفی جون پوری
کہ حضرت ابوبکر صدیق کی نسل سے تھے۔ (منہج الانساب) مولد دہلی در ماہ صفر سنہ ۸۷۵۔ اپنے والد
کے ہمراہ قلعہ تیمور لنگ میں دہلی سے نکل کر جون پور وارد ہوئے۔ اور قاضی شہاب الدین درلست
آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ استاد ان پر بے حد شفقت
فرماتے۔ جتنے کہ تدریس کے دوران ان کے لئے شرح بزودی
دنا مقام امر، قلمبند فرمادی۔

آپ نے فراغ پر خود سند دس واقادہ کوزنیت بخشی۔ مگر ایک مدت کے بعد مشاغل
ترک کر کے حصول طریقت کے لیے شیخ فتح اللہ ادوی کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس قدر
ریاضت کی کہ ۱۲ سال تک اپنی کمرزبان سے مس نہیں ہوئے دی۔ نماز پنج گانہ کے سوا کسی
کام کے لیے گھر سے باہر قدم نہ نکالتے کسی کے ہاں جاتے نہ کسی کے لیے اپنا دروازہ
کھولتے۔ یہ طریقہ مسلسل (۴۰) سال تک رہا۔ اور بادشاہوں کی طرف سے نذرانے
اور تحائف تک قبول نہ فرماتے۔ اکثر یہ شعر پڑھتے رہے۔
من دلق خود باستر شاہاں منے دہم

من فقر خود بمبلک سلیمان منے دہم۔

از رنج فقر و دل گنجے کہ یا مستم

ایں رنج را براحت شاہاں منے دہم۔

سلطان ابراہیم شرقی اور ان کے والد دولوں آپ کے فضل و کمال کے معتقد تھے جو ہمیشہ
اپنا ہیہ قبول کرانے کی سعی کرتے مگر ناکام رہتے۔

مرید :- «الشیخ مہار الدین جون پوری — (۲) شیخ مبارک بنارسی و دیگر بے شمار افراد بحوالہ گنج ارشدی»

۱۹۳- شیخ محمد بن عبد الصمد دہلوی

«الشیخ العالم الصالح» محمد بن عبد الصمد بن المنور العمري الاجودھنی، شیخ تاج الدین الامام دہلوی۔ از سلسل حضرت شکر گنج پاک پٹنی۔

طراقت میں شیخ عواد الدین از شیخ شہاب الدین از شیخ امام الدین از شیخ بدر الدین غزنوی از شیخ کبیر حضرت قطب الدین بختیار اوسٹی دہلوی سے استفادہ فرمایا۔

اور آپ سے آپ کے پوتے علاء الدین ابن نور الدین اجودھنی نے طراقت اخذ کی۔

(گلزار الابرار)

۱۹۴- مولانا محمد ابن عین الدین بیجا پوری

مجد از سندھ

(لجہ سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین حسن بہمنی)

«الشیخ الفاضل» محمد بن عین الدین بیجا پوری۔ یکے از علمائے کبار اپنے والد سے

برسوں میں تکمیل علوم کے بعد سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین بہمنی گلبرگہ کے عہد ۸۵۶ھ میں

تمام ملک کے مفتی البر مقرر ہوئے۔ اور بادشاہ فیروز شاہ بہمنی کے عہد ۸۵۶ھ میں شاہی

دربار کے نقیب مقرر ہوئے۔

۱۹۵۔ شیخ محمد بن القاسم اودھی

(بعہد سلطان السکندر ابن بہلول اودھی دہلوی)

م ۱۱۶ محرم ۸۹۶ھ

الشیخ العالم الفقیہ "محمد بن القاسم بن برہان الدین اودھی۔ یکے از مشایخ اکابر طریقت میں اپنے والد از شیخ فتح اللہ بدایونی از شیخ احمد بن شہاب دہلوی سے مستفیض ہوئے اور طریقہ مدار یہ و سہروردیہ میں شیخ بدھن از شیخ اجمل بن امجد حسینی بہرائچی سے استفادہ کیا۔ منڈوی نے اپنی کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ صاحب ترجمہ نے طریقیہ چشتیہ میں اپنے والد اور شیخ سعد الدین سے مستفیض ہوئے اور یہ دونوں شیخ فتح اللہ بدایونی کے مرید تھے اور شیخ محمد بن القاسم صاحب ترجمہ خود بھی شیخ فتح سے مستفید تھے۔ جن سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا۔

مصابیف :- آداب السالکین کہ ساکب میں جامع و مانع ہے سلطان السکندر بن بہلول دہلوی کے عہد میں اودھ میں وفات پائی (مسالک السالکین)

۱۹۶۔ شیخ محمد بن قطب لکھنوی

م ۲۳ ذیقعد ۸۸۸ھ

الشیخ الصالح الکبیر "محمد بن قطب الدین ابن عثمان الصدیقی لکھنوی المشہور بہ شیخ مینا۔ مولود منشا لکھنو۔ شیخ قوام الدین العباسی کے زیر سایہ پروان چڑھے۔

تعلیم :- قاضی فرید سے شرح و قایہ اور ہدایہ پڑھے۔ جب شیخ قوام الدین مدوح فوت ہوئے تو آپ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے۔ صاحب ترجمہ کو خرقہ خلافت شیخ سارنگ نے عطا فرمایا۔ جو شیخ قوام الدین کے اصحاب سے تھے۔

آپ نے عارف المعارف شیخ محمد ابوالبقاء لکھنوی سے پڑھی (اخبار الانبیاء در ترجمہ شیخ

سعد الدین خیر آبادی)

آپ طبعا نیک سرشت تھے۔ زہد و قناعت اور استقامت کا مرتب تھے۔ عبادت الٰہ کا مشغلہ ہی تھا۔ جس کی بدولت اپنے تمام شیوخ سے بڑھ گئے۔

گو پامنوی نے فوائد السعدیہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابن قطب الدین نے خود کو ایسی ریاضت شاقہ میں مبتلا کر رکھا تھا جو ہر بشر کی برداشت سے باہر تھی۔ انہوں نے اپنے تمام قویٰ فنا کر رکھے تھے۔

مسلل روزہ رکھتے۔ رات بھر نماز پڑھتے۔ شب میں سونے کا نام لیتے نہ آنکھ جھپکتے۔ تکیہ اور لیستر کیسیا یہ بھی نیند آجانے کے مبادی سے تھے۔ ہاڑے کی راتوں میں رومال اور ٹوپا ٹھنڈے پانی میں تر کر کے سر پر رکھ لیتے۔ مگر جب وہ دولوں (رومال اور ٹوپا) جسم کی حرارت سے گرم ہو جاتے اور یہ رات بھی جاڑوں ہی کی ہوتی تو ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے ذکر اور مراقبہ شروع کر دیتے۔ بادلوں کو سدا رہتے ہی تھے۔ چلے کے لیے بیٹھتے تو روزہ بھی ہوتا۔ جس روز چلہ ختم ہو جاتا۔ کسی دوست یا مہمان کے ساتھ افطار کرتے اور فوراً دوسرے چلے کا آغاز کر دیتے۔ ان کا یہی معمول تھا جس پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیتے۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ وہ روزے سے ہیں۔ اگر کوئی ان پر زیادتی کرتا تو اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور کبھی اسے نہ جتاتے اور اور یہ شعر اکثر پڑھتے رہتے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایندو اورا یار باد

ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد

ہر کہ اندر راہ ماخاری ہند از دشمنی

ہر گلے کنز باغ عمرش بشتگن بے خار باد

شیخ سعد الدین خیر آبادی نے اپنے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ :-

میں بیس سال تک ان کے ساتھ رہا اور ہمیشہ انہیں رو بہ قبلہ
بیٹھا ہوا پایا جیسے نماز پڑھ رہے ہوں۔ نہ کبھی ان کے دونوں
پاؤں پھیلے ہوئے دیکھے اور نہ ان کے پاؤں زیادہ دیر تک
زمین پر اڑی کے بل اٹھے۔ وہ جب اپنی پالپوش کہیں رکھتے
اس کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہوتا۔ اور ان کے پاؤں بہت کم
پالپوش کے بغیر ہوتے۔ کبھی کسی سے خورد و نوش کے لیے
سوال نہ کرتے اور نہ انہیں اچھے لباس سے رغبت تھی۔

آپ کے چند اقوال

- ۱۔ دم تو حید کسے رازید کہ از زبان دسے تلخ و شیریں نہ نیرود۔
 - ۲۔ از مرد ہوا پرست خدا پرستی نشود۔
 - ۳۔ و خود پرستے در کوچہ خدا پرستی نرود۔
 - ۴۔ مرید باید کہ یک جہت و یک بہت و یک قبلہ شود۔
 - ۵۔ ہرچہ از دوست بازدارد خواہ نیک خواہ بد از الی اجتناب نہ نماید۔
 - ۶۔ درویش چوں مقبول حق مے گردد ز بالمش مادران حکمت مے شود۔
- وفات: ۲۳ ذوالقعدہ ۱۰۸۴ھ بمطابق ۱۶۷۳ء اور قبر لکھنؤ میں ہے جس سے زائرین
برکت حاصل کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔

۱۹۷۰ء۔ شیخ محمد بن علی الحسینی

(بجہد سلطان یوسف عادل شاہ)

م۔ ۲۰ شعبان ۱۳۵۵ھ

الشیخ الکبیر محمد بن علی ابن خضر الحسینی الکوگویی۔ بیجا پوری ملقب بہ جلال الدین۔

یکے از اولیاء کبار انہوں نے شیخ محمد بن یوسف الحسینی دہلوی مدفون بہ گلبرگہ کو اپنے بچپن میں پایا۔ اور شہر گوگے جو بیجا پور کے جوار میں ہے میں سکونت فرمائی۔ دگوباشیخ محمد بن یوسف کی بیعت بھی کر لی جس کی وجہ سے عوام میں قبولیت ہو گئی۔ انتقال آپ کا ۲۰ ماہ شہبان ۸۵۸ھ کو ہوا۔ سلطان یوسف عادل شاہ نے آپ کی قبر پر عالی شان مقبرہ تعمیر کرا دیا پھر ابراہیم عادل شاہ بیجا پور جی کا دور آیا تو اس نے اس قبے پر اور اضافہ کیا۔ اور علاقہ بیجا پور کے چند مواضع بھی اس مقبرہ کے لیے وقف کر دیئے۔

۱۹۸۔ قاضی محمد ابن محمود لضمیر آبادی

داجہد سلطان علاء الدین خضر خانی،

م ۲۰ اربع الثانی ۸۹۵ھ

”السید الشریف“ قاضی محمد بن محمود بن علاء الحسنی الحسینی لضمیر آبادی۔ فضل وزہد میں معروف۔ ۸۶۸ھ میں اپنے شہر کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ زمانہ سلطان علاء الدین خضر خانی کا تھا اور اس منصب پر ۲۷ سال تک متعین رہے۔ قضا میں نہایت مصنف تھے۔ معارف الہیہ میں بھی کافی ورک تھا۔ سلطان اسکندر بن بہلول لودھی کے دور میں انتقال فرمایا (اثارات السادات)

۱۹۹۔ سلطان محمد شاہ ابن بہالیوں بہمنی

”الملك المؤید“ سمش الدین ابو المنظر محمد ابن بہالیوں بن علاء الدین بہمنی۔ علوم دینی میں

فاضل۔ ۸۶۷ھ اپنے بھائی نظام شاہ کی رحلت کے بعد دارث تحت و تاج ہوئے اور یہ موقعہ ۹ سال کی عمر میں حاصل ہوا۔ تحصیل علوم کی طرف میلان ہوا۔ تو شیخ صدر جہاں لستری کے سامنے زانوئے ادب نہ کیے۔ حتیٰ کہ اپنے معاصرین پر فوقیت حاصل کی۔ خطاطی میں بھی اتنیاز تھا۔ بالغ ہوئے تو عنان سلطنت ہاتھ میں لی۔ علاء الدین محمود گیلانی کو وزیر

مقرر کیا۔ اور سلطان محمود غلجی سے معاہدہ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کے حدود میں دست اندازی نہ کریں اور ۸۷۷ھ میں اپنے وزیر عماد الدین محمود مدوح کو لشکر دے کر قلعہ کھنبہ و سنگیز اور کوکن کے دوسرے شہروں پر حملہ کے لیے مقرر کیا جس نے دشمن سے مقاتلہ کر کے اس کے قلعوں کو محصور کر لیا۔ ان کے باغات تباہ کر کے ان میں راہیں بنوا دیں۔ اور آخر میں انہیں اپنے ممالک محروسہ میں شامل کر لیا۔

اب وہ بند گاہ گو اکی طرف تھا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ محمود وزیر تین سال کے بعد احمد آباد بیدر لوٹا۔ تب اس نے نظام الملک حسن بھری کو لشکر دے کر ریاست اوریا پر حملہ کے لیے بھیجا۔ جسے نول ریز لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔ مگر سلطان محمد شاہ نے پھر اس ریاست کو مالی خطیر کے تاوان پر اس کے پہلے مالک کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر محمد شاہ نے نظام الملک کو راجمندری اور کنڈنیز پر حملہ کے لیے مقرر کیا۔ جو لڑائی کے بعد ان شہروں پر قابض ہو گیا۔ اور اپنے ایک عہدہ دار کو دہاں قاضی مقرر کر کے خود احمد آباد بیدر کی طرف بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

صاحب ترجمہ محمد شاہ نے یوسف خاں عادل کو دولت آباد پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ قلعہ ویرا کھیڑا اور قلعہ انٹور کو فتح کیا جائے۔ یوسف خاں نے دونوں کو محصور کر کے ان کے باشندوں پر عرصہ روزگار تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ کی حدود جہد کے بعد دونوں فتح کر لیے۔ جس سے بے حساب اموال حاصل ہوئے۔

اور ۸۷۷ھ میں محمد شاہ بنفسہ قلعہ تلکراں کی طرف نکلا۔ اسے محصور کر کے باشندوں پر سختی شروع کر دی اور آخر کار اسے فتح کر پی لیا۔

ادھر کفار نے راجمندری کو ایک لشکر جبار کے ساتھ گھیر لیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر خود بڑھا اور جب اس کے آنے کی خبر ادھر والوں نے سنی تو ادویا کا مالک قلعہ کنڈنیز میں دیک کر جھا بیٹھا۔ ادھر اڑلیہ کا راجہ دریائے راج مندری پار کر کے ایک طرف ہو گیا۔ محمد شاہ

راج مندری میں داخل ہو گیا۔ تب نظام الملک جو محصور تھا۔ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں
 باریاب ہوا۔ اس نے اپنے وزیر محمود کو یہاں لتینات کر دیا۔ خود سلطان بیس ہزار سوار لے
 کر سندھ میں اڑلیہ کی طرف بڑھا اور دریائے راج مندری عبور کر کے اڑلیہ میں داخل
 ہوا۔ ادھر یہاں کاراجہ اپنی راج دہانی چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور محمد شاہ نے یقیہ لوگوں سے
 جنگ چھیڑ کر انہیں فتح کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ لوٹ مار مسلسل چھ ماہ تک رہی، راجہ اڑلیہ نے
 سنا کہ محمد شاہ اس کے ملک پر قبضہ کر کے اپنا نائب مقرر کرنے پر مائل ہے۔ اس نے بالعوض
 اتنے مال کے صلح کی درخواست بھجوائی جس درخواست کے ساتھ سیم و زر سے لدا ہوا ایک
 ہاتھی بھی تھا۔ یہ دیکھ کر محمد شاہ وہاں سے اور یا کی حدود کی طرف واپس آ کر قلعہ کندیز کا محاصرہ
 کر لیا۔ پانچ مہینے کے بعد محصورین نے ان سے درخواست کی۔ سلطان نے قلعہ ان سے لے کر
 اپنے ایک عہدہ دار کو وہاں متعین کر دیا۔ مگر ان کا بڑا بت خانہ مسمار کر کے ایک عظیم الشان مسجد
 تعمیر کرا دی۔ اور نظام الملک مذکور کو تلنگ کے علاقے کا والی مقرر کر دیا۔ نرسنگہ ہندو مہاراجہ
 کی طرف بڑھا۔ یہ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اس کا علاقہ تلنگ اور معبر کے درمیان
 تھا۔ بادشاہ نے ان دونوں ملکوں کے درمیان قلعہ بنوا کر اپنے ایک وزیر کو ندپور پٹی میں متعین کر کے
 خود کنبی کی طرف نکل آیا۔ یہ ایک بڑا بت کہہ تھا جس پر وہ اچانک ٹوٹ پڑا۔ قتل عام اور
 گرفتاریوں کی حد نہ رہی۔ اس نے پندرہ ہزار عسکری نرسنگہ پر بھجوا دیے۔ اور خود مچھلی پٹن کی طرف
 بڑھ گیا۔ جو سر ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کو ندپور پٹی آیا اور اپنے وزیر محمود سے ملاقات کی۔

سلطان محمد شاہ وزیر محمود سے بہت متاثر تھا۔ اور ہمیشہ اسے بیش از بیش عنایات کا موز
 بناتا۔ جس پر دوسروں نے محمود کا حسد کیا۔ اس کی عزت اور جان کے دشمن ہو کر اسے بدعتی سے
 ملعون کیا۔ اس سازش میں انہوں نے وزیر محمود کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنام راجہ اڑلیہ
 لکھ کر وزیر صاحب کی فہمی مہر اس پر ثبت کر کے محمد شاہ کے حضور پیش کر دی۔ تو بادشاہ نے
 بوکھلا کر وزیر کے قتل کا فرمان نافذ کر دیا۔ جس کے بعد وہ اس قدر پھٹا یا کہ بیمار ہو کر موت کے

قریب جا پہنچا اور اپنے دارالملک احمد آباد کی راہ لی۔ جہاں ۱۰۰۰ میں طعنہ اجل ہو گیا۔
جس سے مملکت کی بنیادیں اس طرح ہل گئیں کہ محمد شاہ کے بلٹوں کے لیے بادشاہی کے سلسلے
میں نام اور رسومات کے سوا کچھ نہ رہا۔ (تاریخ فرشتہ)

۲۰۰- شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی

م ۱۶ ذی قعدہ ۱۲۵۰ھ

بزمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی

الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة الفقیہ الزاہد صاحب المقامات العلیہ والکرامات الجلیہ
محمد بن یوسف بن علی ابن محمد ابن یوسف ابن حسین بن محمد بن علی ابن حمزہ ابن داؤد بن ابوالحسن
زید المجتہد الامام ابوالفتح صدر الدین محمد دہلوی ثم گلبرگوی۔ آپ کالنسب یحییٰ ابن الحسین ابن زید
الشہید تک پہنچتا ہے۔ تاریخ ولادت ۱۴۰۰ھ۔ رجب ۱۲۵۰ھ اور مولد دہلی ہے۔ ۱۴ سال کی عمر میں
اپنے والدین کے ہمراہ دولت آباد وارد ہوئے۔ یہاں اپنے والد اور دادا سے مدت تک پڑھتے
رہے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی حسین بن یوسف کے ہمراہ ۱۲۳۶ھ میں دہلی آگئے۔ جب کہ
ان کے والد چار سال قبل آسودہ لحد ہو چکے تھے۔

دہلی شیخ نصیر الدین محمود اودھی تشریف فرما تھے۔ صاحب ترجمہ نے مدوح سے فرقہ
خلافت کی درخواست کی تو شیخ نے فرمایا پہلے اپنی تعلیم مکمل کر لیجیے۔ اس پر آپ نے مولانا
سید شرف الدین کھٹکی مولانا تاج الدین اور آخر میں قاضی عبدالقادر ابن رکن الدین
شریعی سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

شمسیہ — صحائف — مفتاح العلوم — ہدایۃ الفقہ — اصول بزوری —

کشاف اور دوسری کتب درسیہ۔

اب آپ علوم و فتویٰ نویسی اور تدریس ہر ایک کے اندر ممتاز تھے۔ علم و عمل اور زہد و تواضع

حسن سلوک آپ کا شعار و ثناء ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب کے اندر آپ کی محبت سمودی۔ اور شیخ ممدوح لصفیر الدین محمود سے استفادہ کے مستحق ہو ہی گئے۔ جس سے کھڑی سی مدت میں مرتبہ کمال حاصل ہوا۔ اور شیخ نے آپ کو اپنا مقرب بنا کر خلافت عطا فرماتے کے ساتھ اجازہ عامہ تاسہ فرما دیا۔ حتیٰ کہ آپ مرجعیت کا مرکز ہونے کے ساتھ علمی روایت و وارثت و اہل کفوس و ولایت علی رشد و ہدایت و راہ حق کے داعی قرار پائے۔ شیخ ممدوح کی رحلت ۱۲۵۷ھ کے بعد مرتبہ شیخو خیت پر فائز ہوئے، آپ کی مناکحت شیخ احمد بن ہلال الدین حسینی مغربی کی لڑکی سے ہو گئی۔ اس لمحہ میں آپ کی عمر کا سن ۴۰۔ دس سال میں تھا۔ ربیع الآخر ۱۲۵۷ھ میں جب تیمور کا لشکر دہلی پر اُمڈ آیا تو آپ گجرات تشریف لائے۔ پھر دولت آباد کا رخ کیا۔ یہ دور سلطان فیروز شاہ بہمنی کا تھا جس نے گلبرگہ میں ۸۱۵ھ میں آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے وہیں طرح وطن ڈال کر مسند تدریس کو مزین فرمایا اور افادہ و تلقین شروع کر دیا۔

اوصاف آل جلیل المنزلة

صاحب ترجمہ عالم دین، عارف طریقت، پر خدائے بادقار شریعت و طریقت کے جامع ہونے کے ساتھ لباس التقویٰ سے بہرہ مند تھے۔ متقانی و معارف کے سمندر کے غواص فقہ و لغویات اور تفسیر القرآن میں دسترس تھی۔ آپ سے بے شمار افراد نے پڑھا۔

مُصَنَّفَات

- ۱۔ تفسیر القرآن (بہ انداز کشاف) — (۲) شرح مشارق الالوار (برنگ معرفت عرفان)
- ۳) ترجمہ مشارق الالوار (در فارسی) — (۴) معارف: شرح الحوافر شیخ شہاب الدین سہروردی (در عربی) — (۵) ترجمہ عوارف (در فارسی) — (۶) شرح الفصوص الشرف
- ۷) شرح آداب المریدین (در عربی و در فارسی) — (۸) شرح التہذیبات مؤلفہ عن الفصحاء
- ۹) شرح زبائل القشیرہ — (۱۰) شرح رسالہ ابن عربی — (۱۱) شرح
- فقہ الاکبر — (۱۲) شرح بدع الالامی — (۱۳) شرح الحقیقۃ الحافظیہ — (۱۴) رسالہ در

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم — (۱۵) اسماء الاسرار — (۱۶) حدائق الانس —
 (۱۷) کتابے در ضرب الامثال — (۱۸) کتابے در آداب السلوک — (۱۹) رسالہ
 فی اشارات اہل محبت — (۲۰) رسالہ فی بیان الذکر — (۲۱) رسالہ فی بیان
 المعرفت — (۲۲) فی تفسیر حدیث (رایت ربی فی احسن صورت) (میں نے اپنے رب
 کو احسن صورت میں دیکھا) — (۲۳) رسالہ فی استقامت الشریعت — (۲۴)
 رسالہ فی شرح تجرید الوجود بالازمنۃ الثلاثہ بالجبر (در فارسی) - (در لہجہ دہشت و باشد) —
 (۲۵) حاشیہ بر قوت القلوب (مؤلفہ مکی) — (۲۶) اربعین - جس کی ہر حدیث پر
 صحابہ و تابعین و مشائخ کے آثار ہیں - (۲۷) تعلیقات علی خمسۃ اجزاء من الکشاف -

انص (۲۸) متصانیف کے سوا اور کتب بھی ہیں۔ حتیٰ کہ سید والد نے مہر جہاں تاب
 میں ان کی تعداد (۱۲۵) تک لکھی ہے اور کئی علوم پر مشتمل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الانبیاء میں لکھا ہے کہ ان کے ملفوظات لہجوان
 جوامع الکلم ان کے مرید شیخ محمد نے ایک مجموعہ میں یکجا کر دیے ہیں۔ اور شیخ محمد ابن علی
 سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں صاحب ترجمہ کی سیرۃ قلم بند فرمادی ہے۔

آپ کے اقوال :-

- ۱۔ سفر اگر تشیت باطن نیار و مبارک باشد۔ والا سرمایہ صوفیان جز فراغ دل و جمع ہم نہایت۔
- ۲۔ اگر یک ساعت طیف دل با خدا کے خویش حاضر شود آل بہشت است بلکہ ہزار بہشت
- فدائے ساعت باید کرد و ہنوز رائے کمال بدست آرد باشد۔

۳۔ بفرار دل زمانے نظرے بجاہر وے

ازال کہ خیر شاہی ہمہ عمر ہائے دہوئے

آپ سے مشہور قول "العلم حجاب اللہ اکبر" (علم حجاب بالبرہ اللہ اور بندہ کے درمیان)
 کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا "اھل ماسوی اللہ متعارف حجاب" (اللہ کے سوا ہر شے حجاب

ہی ہے) البتہ علم کے سوا دوسرے تمام حجاب قبیح و کثیف ہیں مگر علم حجاب لطیف ہے۔
برخاستن ازاں نیک و شوار باشد و مراد ازیں علم و نحو و صرف و حدیث و فقہ نیست۔ مراد علم باللہ
است و آل علم ذات و صفات باری اندہ بدلیل و برہان بلکہ مشاہدہ۔ انتہی۔

وفات :- بروز دوشنبہ بوقت صبحی ۱۶۔ ذی القعدہ ماہ محرم ۱۲۵۷ھ کو ہوئی۔ مزار
مکبرہ میں ہے۔ لوگ اس کی زیارۃ و ثواب کے لیے آتے رہتے ہیں (مہر جہاں تاب)

۲۰۱۔ شیخ محمد متوکل کنتوری

م ۱۲۵۷ھ

”الشیخ العالم الصالح“ محمد ابن اعزالدین ابن افتخار الدین بن اوزون ترکمانی بروہی کنتوری
ان مشایخ برگزیدگان میں سے تھے۔ جن کے زہد و تقویٰ اور توکل و استغنا کی مثال ان کے
دور میں نہ تھی۔

شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے طریقت ماصل کی اور اپنے شیخ کی اجازت سے عقبہ
کنتور (در صوبہ اودھ) میں سکونت اختیار فرمائی۔ ایک سوسال کی عمر پائی۔ ان کے صاحبزادہ
شیخ سعد اللہ ان کی زندگی ہی میں راہی ملک عدم ہوئے۔ سال وفات ۱۲۵۷ھ ہے۔
(بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

۲۰۲۔ قاضی محمد ساوی

م ۱۲۵۹ھ

”الشیخ العالم الکبیر العلماۃ“ قاضی محمد ابن ابو محمد خنقی صوفی سادھی۔ یکے از ممتاز مشایخ
چشتیہ۔ حضرت نصیر الدین اودھی کی خدمت میں مدلول رہے۔ آپ سے بہت کچھ حاصل کیا
اور بزعم طریقت کے مرکز قرار پائے۔ شیخ اختیار الدین عمر ارجی اور بے شمار افراد نے آپ

سے استفادہ کیا۔

فقہ و لغت و اصول فقہ و ادب عربی میں کمال حاصل کیا۔ برسوں درس و افادہ میں مصروف رہے۔ ۱۸۰۱ء میں انتقال فرمایا اور سید الدین نے مہر جہاں تاب میں لکھا کہ آپ نے ۱۴ محرم ۱۲۰۹ھ میں ایرج میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودہ لحد ہوئے۔

۲۰۴۔ شیخ محمد بن ابو محمد دریا آبادی

م ۱۲۰۴ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمد بن ابو محمد قدوائی دریا آبادی المشہور بہ آب کش۔ قاضی عبدالکریم قدوائی اودھی کی اولاد سے تھے۔ شیخ ابو الفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقتدر کنڈی جون پوری سے طریقت حاصل کی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۲۰۴ھ میں وفات پائی۔
(بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۰۴۔ قاضی محمد اکرم گجراتی

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمد اکرم حنفی گجراتی یکے از علمائے ممتازین۔ فقہ و اصول فقہ میں فائق۔ نہروالہ کے قاضی القضاۃ تھے مہفتی رکن الدین ناگوری نے ان کی مدح اپنے فتاویٰ حمادیہ میں کرتے ہوئے آپ کا ذکر امام عالم و نعمان ثانی سے کیا۔ آپ کو معقول اور منقول وغیرہ دونوں قسم کے اعلیٰ القاب سے یاد کیا۔

۲۰۵۔ شیخ محمد الحسینی المدینی

م ۱۲۲۲ھ

”الشیخ الصالح“ محمد بن ابو محمد الحسینی المدینی۔ دکن کے ممتاز علمائے تھے۔ اپنے ایک

سومریوں کے ہمراہ ہندوستان آئے ہوئے مقام سیدھا گول (دکن) میں شہید کر دیے گئے۔ یہ واقعہ ۸۳۲ھ میں ہوا۔ (مہر جہاں تاب)

۲۰۶۔ سمش الدین محمد طاہر چشتی اجمیری

م ۸۸۱ھ

”الشیخ الصالح“ سمش الدین محمد ابن طاہر اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجرى، شیخ نور الدین احمد ابن عمر پنڈوی سے درس طریقت حاصل کرنے کے بعد شیخ زین الدین بایزید اجمیری کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ جن سے خرقہ خلافت حاصل ہوا اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ (گلزار الابرار)۔ اخبار الانبیاء میں لکھا ہے کہ طویل عمر پائی اور خزانۃ الاصفیاء میں تاریخ رحلت ۸۸۱ھ رقم ہے۔

۲۰۷۔ متقی الدین محمد شیرازی

”الشیخ الفاضل“ متقی الدین محمد ابن ابو محمد شیرازی علمائے کبار سے تھے۔ امیر فضل اللہ حسینی شیرازی کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو گلبرگہ کا وزیر مالیات مقرر فرمایا اور امیر تیمور گورگان کے ہاں سفارت پر بھجوا یا۔ ان کے ہمراہ لطف اللہ سبزواری بھی تھے۔ یہ وفد ۸۵۵ھ میں روانہ ہوا اور سمرقند سے گلبرگہ واپس آگیا۔ سلطان فیروز شاہ کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

۲۰۸۔ سلطان محمود شاہ شرقی جوہپوری

م ۸۶۴ھ

”الملک المتید“ محمود بن ابراہیم الشرقي الجوہپوری۔ ممتاز بادشاہوں میں سے تھے۔ سلطان المشرق کے لقب سے مشہور۔ ۸۶۲ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد سربراہان کے تحت

حکومت ہوئے اور علم و تدبیر کی وجہ سے رعایا کے دل موہ لیے۔ کہ آپ عدل گستر، سخی، خوش مزاج اور اہل علم کے محسن تھے۔ جون پور میں ان کے عہد کے آثار صالحہ ابھی تک موجود ہیں۔ ۸۶۲ھ میں وفات پائی۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۰۹۔ شیخ محمود بن حمید کنتوری مداری

۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۸ھ

۱۰ الشیخ العالم الکبیر محمود بن عین الدین ابن یعقوب العثماني جرجانی الکنتوری مصنف رسالہ حالیہ (فارسی) فی معرفۃ المداریہ۔ ان کا نسب حضرت عثمان اور بعض کے نزدیک حضرت علی سے بیان کیا ہے۔ مولد و منشا کنتور ہے شیخ معمر بدیع الدین مدار شاہ مکن پوری کی بیعت کی۔ با محدوح کنتور تشریف لائے۔ اور انہیں سے پڑھا۔ ان کی بیعت ان کے فرزند ابوالحسن اور شیخ عبد الملک بہرائچی وغیرہ اکثروں نے کی۔ رسالہ حالیہ فی معرفۃ المداریہ عربی میں تصنیف کیا۔ اپنے شیخ کی تعریف میں بہت سے اشعار کہے حقائق و معارف میں فارسی میں۔

۲۱۰۔ شیخ محمود بن عبد اللہ البخاری

۱۲ رمضان ۹۵۷ھ تا ماہ ذی القعدہ ۹۸۸ھ

م ۹۸۸ھ

۱۱ الشیخ الصالح الفقیہ محمود بن عبد اللہ ابن محمود بن الحسین الحسینی البخاری ملقب بہ ناصر الدین مکئی بہ ابوالحسن گجراتی۔ گجرات کے مشہور مشائخ سے تھے۔ مولد فتن اور مدفن قریہ بڑہ ہے۔ سلطان خاتون بنت خداوند خاں گجراتی ان کی والدہ تھیں۔ اپنے والد سے برسوں پڑھتے رہے۔ اور ان کی رحلت کے بعد سند شیخوخت پر متمکن رہے بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۲۱۱۔ قاضی محمود بن علاء الدین نصیر آبادی

۸۶۸ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الوجیبہ“ محمود بن علاء بن قطب الدین حسنی الحسینی نصیر آبادی۔ از نسل امیر کبیر سید الملت المنیر شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد الحسنی المدنی۔ عہد علم و شیخیت میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔ اپنے والد کے بعد ۸۶۸ھ میں شہر نصیر آباد کی قضاۃ سپرد ہوئی۔ فقہ میں فائق الاقران تھے۔ کوئی ہمسر نہ تھا، دوسرے علوم و فنون میں ملکہ تام ہونے کی وجہ سے آپ کو ان پر فخر حاصل تھا۔ آپ د مؤلف نزہۃ الخواطر سید عبد الحمی صاحب کے اجداد میں سے تھے۔ رحلت کے بعد نصیر آباد کے خطیرہ الخطباء میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مآثر السادات)

۲۱۲۔ سلطان محمود شاہ خلجی مندوی

۱۹ شوال ۸۳۹ھ

”الملك المہدیہ“ محمود بن المنیث خلجی مندوی۔ عہد ہوشنگ شاہ غوری اور ان کے اسلاف مندوی میں امرا کے کبار سے تھے۔ آخر اللہ سبحانہ نے محمد شاہ غوری کے بعد در شنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو زمام حکومت ان کے ہاتھ میں دی۔ جب کہ ان کی زندگی کا ۳۴ ویں سال تھا۔ اور ان کے والد بھی زندہ تھے۔ جنہیں مدوح نے امیر الامرا کا منصب پیش کیا۔ یہ بادشاہ نہایت سخی، عدل پسند عوام کے ہمدرد، غلامی، سرمدوں کے محافظ اور جہاد فی سبیل اللہ کے مشتاق تھے۔ ارباب کمال کی خدمت میں پیش فحیت محتلف اور نقود بھجواتے۔ یہ دیکھ کر دور دراز سے علما کا جم غفیر ان کے گرد جمع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے دار الحکومت مندو میں بہت بڑی تعلیم گاہ تعمیر کرا دی جس میں اساتذہ کے بے بیش بہا مشاہرے اور طلباء کے لیے اعلیٰ کھانے اور ان کی ضروریات کا اجرا فرما دیا۔ ۸۴۹ھ میں ایک عالی شان شفا خانہ بھی تعمیر کرایا۔ جس کی تولیت مولانا فضل اللہ الحکیم

کے سپرد کر کے حکم دیا کہ مرینیوں اور دیوانوں کا علاج غور سے کیا جائے۔ یہ سلطان سخاوت اور حقانیت کی آگہی میں ممتاز ہونے کے ساتھ ریاست کے سود و بہبود میں نہایت غور کرتا۔ اس کی ذات میں خوش اطوار ہی۔ عفت پاک دامن، سخاوت اور رعیت کے احوال کی نگہ داری۔ ریاست کی ترقی اور حکمرانی کا جوہر تمام اوصاف جمع تھے۔ جس کی بدولت تمام عالم میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ ۸۳۵ھ میں اس کے پاس خلیفہ مصر المستنجد باللہ یوسف بن محمد عباسی کا بھیجا ہوا وفد آیا۔ جس کی تعظیم استقبال میں اس نے اپنے امراء کے ساتھ بے حد سبقت کی، یہ وفد خلیفہ عباسی کی طرف سے اس کے لیے خلعت لایا تھا۔ تب سے اس نے خطبہ میں اپنے نام کے ساتھ خلیفہ ممدوح کا نام بھی شامل کر لیا۔

دوسری خلعت :- یہ خلعت مولانا عماد الدین حضرت شیخ الاسلام نجم الدین الحارثی فی المشہور بہ کبریٰ کی طرف سے تھا۔ جسے اس نے نہایت ادب و احترام کے ہاتھوں سے لیا اور مولانا عماد الدین کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا۔

اسے ۴۴ سال تک حکومت کی۔ اور ۱۹ ذی القعدہ ۸۷۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۱۳۔ خواجہ عماد الدین محمود گیلانی

م ۵ صفر ۸۷۲ھ

الشیخ الفاضل الکبیر عماد الدین محمود بن محمد بن احمد گیلانی المشہور بہ محمود گادال۔ ان کا ایک لقب ملک التجار — اور تیسرا لقب خواجہ جہاں ہے۔ ابنائے بلوک اور خود وزراء میں سے تھے۔ بن ولایت ۸۱۳ھ ہے۔ تحصیل علم کے لیے قاہرہ میں امام ابن حجر عسقلانی (احمد بن حجر) کے سامنے زائے ادب تہ کیے۔ بعد شام پہنچے۔ اسی طرح چلتے چلتے اکثر شہروں میں گئے اور تجارت میں خوب نفع کمایا۔ ۴۴ سال کی عمر میں بندر گاہ دائل کی راہ سے ہندوستان

وارد ہوئے تو دکن کی راہ پر چل دیے۔ بہال سلطان علاؤ الدین بہمنی سریر آرائے سلطنت تھے۔ بہالیوں شاہ بہمنی نے صاحب ترجمہ کو ملک التجار کا خطاب دینے کے بعد اپنا وزیر مقرر کر کے حملۃ الملک کے لقب سے سفر فرما دیا۔ جس بادشاہ کے بعد سلطان محمد شاہ بہمنی نے آپ کو خواجہ بہال کے خطاب سے عزت بخشی۔ یہ تمام بادشاہان کی عزت کرتے اور ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔

محمود گادان صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ معقول اور منقول کے ساتھ فنون ریاضی اور طب و الشاء اور نقد شعر ہر ایک میں ماہر ہونے کے ساتھ سخی بہادر، عقیدہ میں استواری اور نیک چلنی کے ساتھ اہل علم کے قدر دان بھی تھے۔ علمائے خراسان و ماوراء النہر و عراق کے لیے قیمتی ہدایہ پیش کرتے۔ اپنی جاگیر میں سے اپنی ذات پر کچھ خرچ نہ کرتے۔ بلکہ مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ صرف ذاتی رأس المال تجارت کے لیے محفوظ رکھتے اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا خود پر صرف کرتے۔

دکن میں ان کی کئی عمارتی یادگاریں ہیں۔ احمد آباد بیدریں ایک عظیم الشان مدرسہ ہے۔ یہ عمارت حسن و جمال و تعمیریں دکن کے اندر بے مثال ہے۔ اس کی تعمیر ۸۷۴ھ میں ہوئی۔ جس کی تاریخ ربنا تقبل منا۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔

(۱) مناظر الاشا

(۲) دلائل شغرفارسی

(۳) رسائل بحدث شیخ عبدالرحمن بہامی

اور بہامی نے آپ کی مدح میں بعض قصائد لکھے۔ ازال جملہ اسے

ہم بہال را خواجہ وہم فقرا و بیاجہ اوست

آیت الفقر و لکن تحت استار الخفاء

والیضا

جامی اشعار دل آویز تو جیسے است لطیف

پودش از حسن بود لطف معانی تارش!

ہمدہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد

شرف غزو قبول از ملک انجارش!

شیخ عبدالکریم ہمدانی نے ایک کتاب اخبار دکن میں لجنوال محمود شاہی کا تذکرہ اور طاش کبری زادہ نے مفتاح السعاده میں لکھا ہے :-

”کہ مختصر مفید کتابیں جن میں صناعتہ اللشاء اور اس کے اصناف میں ان میں محمود گادال المشہور بہ خواجہ جہاں کی کتاب ہے مگر فارسی میں ہے چہ جہاں کے اس کے جامع دنیا کے مشاہیر سے تھے اور ان کے مال و راحت ہندوستان سے لے کر رانم و عجم ہر جگہ کے عالموں کو متوجہ کرتے۔ آپ ہندوستان میں وزیر بھی تو تھے۔“

کتاب مذکورہ کے حواشی میں ایک عالم نے لکھا ہے کہ

”صدر جہاں وطنانجی تھے۔ مگر ہندوستان آکر انہوں نے کئی شہروں کی سیر کی اور آخر دکن میں طرح وطن ڈال دی جہاں گلبرگہ کے بادشاہ نے آؤ بھگت کے ساتھ آخرش انہیں قلم دان وزارت سونپ دیا۔ جہاں مدوح نے کئی مذہبی عمارتوں کی تعمیر میں جھٹلایا اور ایک علی شان مدرسہ شہراحد آباد بیدر میں تعمیر کرایا۔ جس مدرسہ کی صدارت کے لیے ملا جامی کو ان کے وطن سے بلایا۔ حضرت جامی آنے کے لیے تیار بھی ہو گئے۔ مگر اتفاقات مانع ہوئے۔“

مصنف تاریخ آصفی کہ گجرات پر لکھی گئی ہے، اس تاریخ میں گادال کے متعلق مرقوم

ہے کہ :-

انص کی ذات عقل و برتری و اخلاق و اقبال و قبولیت و قوت کا
 مرقع تھی۔ اہل دکن اوصاف حمیدہ میں ان کی مثال پیش کرتے
 دنیا کی نعمتیں صرف ان ہی کے لیے ہو گئیں۔ ان کے پاس
 سونے کا بہت بڑا خزانہ تھا۔ ایک روز ان کے مطبخ میں پیاز
 کے ردی چھلکے تو لے گئے تو مہندی دزن میں ۸ اسیر تھے اور
 مطبخ کے اندر بچا گھپا گھی ۲۰ اسیر دزن میں ہوتا۔ ساحل سمندر
 کے ہر ایک بندر گاہ میں گاوان کے وکلاٹے تجارت اور سفیر
 مقرر تھے۔

صدر جہاں نے مختلف مضامین میں نہایت عمدہ کتابیں لکھیں :-

(۱) مناظر الانشاء — (۲) ریاض الانشاء۔

جس موضوع پر انہوں نے سبقت کی۔

انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنے لیے ایک محل بیت گاوالوں کے نام سے تعمیر کرایا۔

سخاوی نے ضوء الامح میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

محمود بن محمد بن احمد خواجہ کمال اگیلانی برادر شہاب احمد گاوان ان کا لقب ملک التجار ہے۔

۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

ہمارے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی سے قاہرہ میں استفادہ کیا۔ بعد شام

کا رخ کیا اور گلبرگہ کے بادشاہ ہمالیوں شاہ جب موت کے قریب پہنچے تو صدر جہاں کو اپنی اولاد

کی نگرانی سونپتے گئے۔ ہمالیوں شاہ کا جائنشین اس کا بیٹا نظام شاہ تھا۔ یہ بھی بہت عابدی طبع

اجل ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی محمد شاہ تخت پر بیٹھا جس کی عمر سات سال تھی۔

صدر جہاں اور ولی عہد میں اختلاف رونما ہو گیا۔ شہزادے نے استبداد کی راہ اختیار کر لی اور

صدر جہاں پر سختی شروع کر دی۔ ساتھ ہی رزائل کا ارتباب شروع کر دیا۔ جن امور نے صدر جہاں کو تکلیف میں ڈال دیا۔ صدر جہاں نے بعض اشخاص کو شہزادے کی اصلاح پر مقرر کر دیا۔ شہزادہ علاقہ تلنگانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور خواجہ — کو بھی مشالیت کا حکم دیا۔ مگر خواجہ مسلسل ۷ روز تک گھر سے نہ نکلے، کیونکہ بادشاہ اس دور میں تلعب میں منہمک تھا۔ خواجہ کی غیر عارضی پر دشمنوں نے چغنی کھائی جس سے بادشاہ کا دل منغض ہو گیا۔ ادھر صدر نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بادشاہ کی طرف سلام دے کر بھیجا۔ بادشاہ نے جواب میں عتاب آمیز کلمات کہے۔ اتنے میں تلنگانہ کا لشکر تتر بتر ہو گیا جسے دشمنان صدر نے بادشاہ کے سامنے گاوان کی سازش کا نتیجہ بتایا اور یہ بھی سمجھایا کہ خواجہ آپ پر حملہ کر کے آپ کے قتل پر تلا ہوا ہے۔ دشمنان خواجہ نے سلطان کو پٹی پڑھائی کہ اگر آپ کو شک ہو تو خواجہ کو طلب کر کے دیکھیے۔ یہ تیر بھی نشانے پر بیٹھا۔ سلطان نے خواجہ کو ایک ذریعے سے بلا بھیجا تو خواجہ فوراً حاضر ہوا۔ اسی لمحہ ایک حبشی غلام نے خواجہ پر تلوار سے حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ ۴ صفر ۸۸۶ھ کے روز رونما ہوا۔ یعنی گاوان کو محمد شاہ بادشاہ بہمنی کے حکم سے قتل کیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے محمد شاہ سلطان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ ان کا سال رحلت ایک صاحب نے بے گناہ مجور گاوان شد شہید سے نکالا۔

۲۱۴۔ قاضی خاں محمود دہلوی

”الشیخ الفاضل العلامة محمود بن ابو محمود دہلوی المشہور بہ قاضی خاں قطب الدین بکی کے اجداد سے تھے۔“

مؤلف :- آداب الفضلاء (لخت میں) جو انہوں نے ۸۲۲ھ میں قدری خاں کے لیے مرتب کی اور اسے دو قسموں میں منقسم کر دیا۔

۱ :- فارسی لفظوں کے عربی معنی ترجمے ب :- اصطلاحات شہزاد۔

دولوں حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ (بحوالہ کشف الطنون فاضل چلیپی)

۲۱۵۔ مولانا محمود گادرونی

الشیخ الفاضل العلامة محمود بن محمود الحسینی الکادرونی سندسہ و ہیتہ اور دوسرے فنون ریاضی میں ممتاز۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو قریہ بالاکھاٹ میں رصد گاہ تعمیر کرانے پر مامور کیا۔ اور ان کی اعانت پر حسن گیلانی الحکیم کو تعینات کر دیا۔ لیکن تکمیل سے پہلے احسن کلیم نے وفات پائی۔ یہ واقعہ ۸۱۵ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۱۶۔ شیخ محمود ایرجی

م ۱۰ رجب ۸۶۵ھ

الشیخ العالم الصالح محمود بن سعید الحسینی ایرجی۔ علم و معرفت میں ممتاز۔ مولد و منشأ ایرج۔ درسیات اپنے والد سے پڑھنے کے بعد حج و زیارۃ کے لیے روانہ ہوئے تو احمد آباد میں شیخ احمد ابن عبداللہ کھتومی مغربی سے ملاقات ہوئی اور یہیں احرام کھول کر آپ کی خدمت خود پر لازم کر لی۔ موضع بہنڈیری در قواح احمد آباد میں قیام فرما ہو گئے۔

متصنیف :- تحفۃ المجالس۔ شیخ احمد مدوح کے حالات و ملفوظات پر۔

موضع بہنڈیری ہی میں رحلت ہوئی اور یہیں آسودۂ لحد ہوئے۔ (محبوب ذی المنن)

۲۱۷۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامة محمود بن محمد حنفی دہلوی۔ ابو الفضائل سعد الدین احناف کے علمائے

کبار سے تھے۔

متصانیف ، اصول فقہ کی معروف کتاب المنار کی شرح افاضۃ الانوار فی اضافۃ اصول المنار کے نام سے لکھی۔ جس کا حرف اول ہے "الحمد للہ الذی الہمنا معالم الاسلام" ۸۹۱ھ میں وفات پائی (مہر جمال تاب و کشف الظنون)

۲۱۸۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۸۹۱ھ

الشیخ الفاضل الحلیمہ محمود بن محمد دہلوی لہق تاج الدین نحوی۔ اپنے معاصرین کے حلقہ میں خود اہمیت میں معروف تھے۔

تصنیف :- المقصد فی النحر

علامہ چلبی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ تاج الدین نے یہ کتاب ملک اشرف کے نام ہدیہ کی۔ وہ ۸۹۱ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔

۲۱۹۔ شیخ محمود بن محمد گجراتی

الشیخ الفاضل محمود بن محمد المعزی الحنفی گجراتی۔ اپنے دور کے ممتاز افاضل سے تھے آپ سے راجح ابن داؤد گجراتی نے احمد آباد میں خود صرف اور منطق و عروض وغیرہ پڑھے۔ سخاوی نے ان کا ذکر الفتاویٰ مع میں لبین ترجمہ راجح ممدوح کیا ہے (بحوالہ مطرب اللامثل)

۲۲۰۔ شیخ مسعود بن ظہیر فتح پوری

شیخ الکبیر مسعود ابن ظہیر بن قاسم ابن حمزہ بن حامد بن البو بکر بن جعفر بن زید ابن ہادی بن البراء الفرج الحسینی الواسطی فتح پوری المشہور بہ شاہ سید ممتاز متاخر حشتیہ تھے۔ یہ فیضان شیخ حسام الدین ملک پوری سے حاصل ہوا۔ جن کی خدمت میں برسول رسید۔ یہاں

تک کہ ان کے تمام اسرار پائے (منہج الانساب)

۲۲۱۔ شیخ مظفر بن شمس بلخی

م ۲۴ رمضان ۸۱۳ھ

۱۔ "الشیخ الامام العالم الکبیر" مظفر بن شمس الدین العمری البلخی یکے از مشایخ کبار فرقہ فریدیہ۔ برسرول تدریس و تلقین دہلی میں فرمائی۔ یہاں ان کے والد ادھر بادشاہ وقت کے ہاں ایک منصب پر فائز تھے۔ اور ادھر آپ شیخ احمد چرم پوش کے مریدوں میں شامل تھے انہوں نے اپنے صاحبزادہ مظفر کو بیعت کرنا چاہا۔ مگر ان (صاحب ترجمہ) کی عدم رغبت دیکھ کر ان سے فرمایا کہ کسی اور صاحب ہی کے مرید ہو جائے۔ تب وہ قصبہ بہار گئے اور حضرت شرف الدین احمد منیری کے حلقہ میں باریاب ہو کر ان سے بعض امور کی تفتیش کے بعد سوخ قدم حاصل کر کے ان کے مقدم کے قائل ہو گئے۔ ان کی بیعت کا رقبہ گردن میں جمائل کر لیا۔ اور مرشد کے حکم سے دہلی لوٹ کر مدرسہ فیروزیہ میں تدریس کی طرح ڈال دی۔ دو سال کے بعد پھر بہار میں اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کے ساتھ اپنے طریقہ کے اشتغال و وظائف میں منہمک ہو گئے۔ یہاں تک کہ کمال حاصل ہوا اور حضرت منیری نے آپ کو اپنی خلافت تفویض فرمائی۔ پھر حج و زیارت کا حکم دیا۔ آپ نے ان دونوں لہجوں سے بہرہ ور ہوئے، یہاں پانچ سال گزارنے کے بعد واپسی پر عدن میں سفر آخرت فرمایا (بحوالہ گنج ارشدی) تاریخ وفات ۲۴ رمضان ۸۱۳ھ ہے (بحوالہ حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

۲۲۲۔ مظفر شاہ گجراتی

م ۸۱۳ھ

"الملك المولود المنصور" مظفر شاہ بن وجیہ الملك دہلوی السلطان الفصاح المجاہد فی سبیل اللہ الغازی شہید۔

آپ کا نام مظفر خاں اور سلطان فیروز شاہ دہلوی کے امر سے تھے۔ سلطان محمد شاہ فیروزی نے ۷۹۳ھ میں آپ کو گجرات کی تولیت سپرد کی۔ آپ نے تدبیر و حکمت اور سیاست کے ساتھ گجرات کا تمام علاقہ سر کر لیا۔ مگر جب مرکزی حکومت دہلی متزلزل ہو گئی۔ تو صاحب ترجمہ نے ۸۱۰ھ میں خود ہی گجرات پر مستقلاً بادشاہ بن کر اپنا لقب مظفر شاہ مقرر کر لیا۔ وہ بڑے عدل گستر سخی۔ دلاور، فاضل و مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ عبادت گزار ہی ان کا دثار تھا۔

وفات :- ان کی کبر سنی میں انہیں زیہود یا گیا جس سے ۸۱۳ھ میں آسودہ لحد ہو گئے (بحوالہ مرآۃ سکندری)

۲۲۳۔ شیخ منصور بن محمد کشمیری

«الشیخ الفاضل» منصور بن محمد ابن احمد کشمیری۔ طب میں ممتاز الاقرآن تھے۔ تصنیف :- الکفایۃ المجاہدۃ :- طب میں ہے کہ حفظانِ صحت کے طریقوں کے ساتھ فن کے اور مسائل بھی ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے مجاہد السلطنت والد ابن زین العابدین کشمیری کے لیے لکھی جو دو فنون پر مشتمل ہے اور ہر ایک فن کئی فنون پر محتوی۔ اس کا ایک نسخہ لندن کے کتب خانہ میں ہے۔

۲۲۴۔ مودود بن محمد گجراتی

از ۲ شوال ۸۱۱ھ تا ۲۲ شوال ۸۴۲ھ

«الشیخ الکبیر الزاہد الفقیہ» مودود بن محمد یوسف بن سلیمان عمری اجدھنی (پاک پٹنی) شیخ رکن الدین ابوالمنظر نروالی گجراتی، از فروتہ بابائے شکر گنج حضرت فرید الدین مسعود اجدھنی۔ از کبار چشتیہ۔ آپ نے بیعت کی شیخ محمد بن احمد ابن محمد بن علی بن ابوالواحد ابن

شیخ قطب الدین مودود چشتی سے جنہوں نے اپنے اجداد سے بیعت کی تھی۔ اور یہ واحد سلسلہ
ہندوستان میں کسی واسطہ کے بغیر حضرت اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجرہی تک پہنچتا ہے۔
مبالغین :- آپ کے مریدوں میں شیخ عزیز اللہ التوکلؒ ہیں جس کے بیشتر افراد نے بیعت کی۔
حضرت مودود و مشائخ کبار سے تھے، زاہد اور قانع و متوکل ہونے کے ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ
بھی تھے نیز عجیب غریب کثوف و کرامات کا سرچشمہ تھے۔ فتن میں آسودہ لحد ہوئے۔ ایک
روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے ۲۲ شوال ۸۴۲ھ کو رحلت فرمائی۔ (بحوالہ مرآۃ احمدی)

۲۲۵۔ شیخ موسیٰ بن عزیز اللہ بہاری

م ۲۲ ذیقعد ۸۴۹ھ
(بجراک سواتے برس)

الشیخ الکبیر المعمر موسیٰ بن عزیز اللہ ابن احمد بن محمد ابن شہاب الدین الیمانی سہروردی۔
الہندی بہاری۔ از مشایخ معروف و باکمال۔ ان کی صغر سنی میں ان کے والد راہی ملک
عدم ہوئے۔ تب آپ نے علمائے معاصرین سے پڑھا اور شیخ حسین بن المغزلیؒ کی خدمت میں
ملازمت اختیار کی جن سے کتاب کیا جو صاحب ترجمہ کے والد سے مستفیض تھے۔
شیخ عزیز اللہ نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے شیخ شہاب
الدین یمانی سے استفادہ کیا جو بے شمار شیوخ سے مستفیض تھے جن میں حضرت شہاب الدین
عمر بن محمد سہروردی صاحب الحوافر بھی ہیں۔

م تصنیف :- ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدوں نے جمع کیے (بحوالہ گنج ارشدی)

”ن“

۲۲۶- نصیر خاں فاروقی

(شلبے بہشت)

م ۲۷ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ

الامیر الکبیر نصیر خاں ابن ملک راجہ بن خاں جہاں علی بن عثمان بن سمٹوں بن اشعث ابن سکندر بن طلحہ بن دانیال بن اشعث ابن ارمیا بن ابراہیم ابن لوہم الحمیری البلیخی۔ مخم الہندی الخاندلسی، ہندوستان کے بادشاہوں سے ہیں۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۱۲۸۱ھ میں حکومت کی بھاگ ڈور ہاتھ میں لی اور تدرید عقل کے ساتھ اس نواح کے سب سے مضبوط قلعہ آسیر کو فتح کر لیا جو خاندلس کے پہاڑوں میں تھا اور دریائے تاپتی کے ایک کنارے شہر برہان پور تعمیر کیا۔ یہ نام انہوں نے اپنے شیخ برہان الدین محمد ہالنوی کے نام پر رکھا اور دریائے تاپتی کے دوسرے کنارے دوسرا شہر اپنے دوسرے شیخ زین الدین شیرازی کے نام کی مطابقت سے بنام زین الدین آباد تعمیر کرایا۔

صاحب ترجمہ نے چالیس سال اور چند ماہ تک دار حکومت دی۔

یہ بادشاہ عدل گستر، شجاع، دلیر، عاقل اور دین دار تھا۔ رہی اس کی حضرت ابراہیم بن ادھم سے نسبت شجرہ تو نسب اس سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ایک اور موقع پر یہ وضاحت کی ہے۔ لیکن یہاں ہم نے کتب تاریخ کے قیاس میں اس (نسب) کا اندراج کر دیا ہے (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۲۷۔ قاضی نصیر الدین جونپوری

۳ صفر ۸۱۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامة نصیر الدین دہلوی ثم جونپوری۔ نحو عربی اور فقہ و اصولی میں فائق القرآن تھے۔ مولد و منشا دہلی ہے۔ قاضی عبدالمقتدر ابن رکن الدین شریکی کنڈی کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ قاضی صاحب ممدوح آپ پر بے حد شفقت فرماتے اور لغایت رافت سے پڑھاتے۔

پھر جب قاضی ممدوح نے کھتیل علوم سے فراغت حاصل کر لی تو دہلی میں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔

فتنہ تیمور میں آخر جونپور تشریف لے آئے اور یہاں کی قضاۃ سپرد ہوئی۔ مدت کے بعد طبیعت بھر گئی۔ تو سب کچھ ترک کر کے ملک حجرہ میں جہا بیٹھے اور زہد و عبادت میں ڈوب گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اختیار الانبیاء میں لکھا ہے کہ ان کے مرید شدت جوہ سے اس قدر نڈھال رہتے کہ گھر کی چوکھٹ پر زنجیر لٹکائے رکھتے۔ مبادا باہر اندر آتے جاتے گر پڑیں۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے جب نخویں کتاب ارشاد لکھ لی تو یہ نسخہ آپ کے پاس بھجوا کر فرمائش کی کہ آپ اس معاملہ میں رائے دیجیے کہ اگر میں اسے داخل درس کر دوں تو طلبہ کے لیے مفید ہوگی؟ آپ نے اسے مستحسن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے داخل درس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ جو آپ نے اس کتاب کی تحسین فرمائی ہے تو غالباً یہ اس بنا پر ہوگی کہ اس بارے میں بحث و نزاع کا درد اذہ نہ کھلے۔

وفات جونپور ہی میں ہوئی۔ تاریخ رحلت ۳۔ ماہ صفر ۸۱۷ھ ہے اپنے حجرے ہی کے

اندر آخری نیند سوئے (بحوالہ تجلی النور)

۲۲۸۔ شیخ نظام الدین کمینی

م ۸۰۸

الشیخ الفاضل "نظام الدین کمینی" المشہور بہ غریب۔ صلاح و تقویٰ میں معروف۔
دیارِ کمین میں پیدا ہوئے اور یہیں پر والہاں پڑھے۔ جب ایک سفر کے اندر شیخ اشرف ابن
ابراہیم سمنانی ان کے ہاں آئے۔ تو آپ بھی ان کے رفیق سفر ہو گئے۔ یہ سفر کا واقعہ تھا
اور ہندوستان وارد ہوئے تو شیخ مجدد کی خدمت میں ایک مدت گزار دی۔ اس
مہیت میں ان کی بہت بھی کمی۔

متصنیف :- لطائف الاشرفیہ فی ملفوظات شیخ اشرف ہے۔ بسیط اور معتدل علیہ۔
اپنے شیخ کی رحلت سے چند سال بعد وفات پائی اور کچھ چھپ میں راحت ابدی نصیب ہوئی۔

۲۲۹۔ شیخ نصیر الدین جمال گجراتی

م ۸۵۱

الشیخ العالم الصالح "نصیر الدین جمال الدین ابن ظہیر الدین بن احمد بن الحسین بن جمال
احمد بن شہاب الدین عمر الصدیقی سہروردی۔ لوسارہی از مشہور مشایخ ہند مولد و منشا گجرات
شیخ شرف الدین اوساوی گجراتی از حضرت نظام المشایخ از شیخ علی رفاعی از رکن الدین
رفاعی از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برادر او سمش الدین محمد از محمد
از عم بزرگوارش محی الدین ابراہیم بن علی الاغرب عن عم او مہذب الدین عبدالرحیم از برادر او
سیف الدین بن علی بن عثمان البطاحی از سید احمد الکبیر القطب الرفاعی (مترجم النذالہ)

سلسلہ میں وفات پائی (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۲۰۔ شیخ نجم الدین قلندر دہلوی

۸۳۷ھ تا ۲۰ ذی الحج ۸۳۷ھ

الشیخ الکبیر المہتمم نجم الدین بن نظام الدین ابن نور الدین المبارک الحسینی الخزرجی الدہلوی
خطہ ہند کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت نظام المشائخ
کی خدمت میں رہے۔ ممدوح کی بیعت کی۔ مگر ان پر کسی عنوان کشف نہ ہوا۔ تب آپ
حضرت ممدوح کے حکم سے روم تشریف لے گئے اور شیخ خضر الحسینی القلندری سلسلہ قلندریہ
میں سے طریقت حاصل کی۔ آخر وطن واپس آئے اور منڈو مالوہ میں سکونت پذیر ہوئے۔
مردان میں آپ سے مندرجہ ذیل حضرات نے استفادہ کیا۔ (۱) شیخ حسین سرہر لوی
شیخ قطب الدین جوہر پوری۔ ان کے سوا دوسرے حضرات۔
وفات۔ ۲۰ ذوالحجہ ۸۳۷ھ (بحوالہ انتصاح)

۲۲۱۔ مولانا نجم الدین گلبرگوی

(لجہ سلطان احمد شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل العلماۃ نجم الدین حنفی گلبرگوی۔ فقہ و عربیت میں ممتاز الفاضل سلطان
احمد شاہ بہمنی کے لشکر میں منشی تھے۔ اور بادشاہ ممدوح کے مقرب خاص بایں ہمہ جرات اور
راست گوئی میں بادشاہ تک کا خوف نہ تھا۔

ایک مرتبہ سلطان احمد شاہ ممدوح نے مالوہ کے مسلمان بادشاہ ہوشنگ پر حملہ کا ارادہ کیا۔
تو مولانا صاحب نے بادشاہ کو بر ملا اس معاملہ سے منع کیا اور یہ اس لمحہ کی بات ہے جب احمد شاہ
ہوشنگ کے قریب آگیا حتیٰ کہ معرکہ کارزار گرم ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت مولانا نے

احمد شاہ کو منع فرمایا۔ بادشاہ ان کی نصیحت پر واپس لوٹ گیا۔ مگر ہوشنگ موصوف احمد شاہ کا بیٹا کر کے اس کے ملک میں داخل ہو گیا۔ جس پر احمد شاہ اسے ہٹانے کے لیے مجبور ہو گیا۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۳۲۔ شیخ منعمان آسیری

م ۸۸۱ھ

الشیخ الکبیر المنعمان بن سمش الدین حافظ ابن نور الدین ابن شرف الدین محمد زاید مودودی دہلوی ثم الآسیری۔ زہد و صلاح میں ممتاز الاقران۔ ان کے شیوخ میں شیخ ضیاء الدین محمد از نظام الدین فتنی از شیخ الامام سلطان الاولیاء دہلوی ہیں (بحوالہ گلزار الابرار) تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ منعمان نے بیعت کی علاء الدین ضیاء برہان پوری از شیخ رکن الدین مودود گجراتی کی۔ اور دوسرے سلسلے میں بیعت کی شاہ نظام الدین اولیاء کی۔ اور ان کے مرید ہوئے سلطان الاولیاء کے صاحب زادے اور دوسرے حضرات۔ رحلت فرمائی ۸۸۱ھ میں۔

۲۳۳۔ شیخ نظام الدین آسیری

م بعد از ۸۸۳ھ

الشیخ الکبیر نظام الدین بن منعمان بن حافظ بن نور الحسینی مودودی آسیری یکے از مشایخ چشتیہ۔ مولد و منشا آسیر۔ اپنے والد سے اکتساب کیا۔ ثم ارشاد و دعوت شروع کر دیا۔ آپ کے صاحبزادے جلالی نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔

ناسکی نے اپنی کتاب تاریخ الاولیاء میں ان کا سال رحلت ۸۸۴ھ لکھا ہے۔ اور ناظرین کو علم ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد مسند شیخوخت پر متمکن ہوئے جن کی رحلت ۸۸۱ھ میں ہوئی تب ان کا مذکور سن ہر حال (۸۸۴) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ وہ غالباً ۸۸۳ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ محبوب ذی المنن)

۲۳۴۔ قاضی نظام الدین غزنوی

(بعد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ العالم الکبیر» قاضی نظام الدین ابن صدر الدین حسین بن احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن الحسین بن الحسن الزینبی المدینی ثم الغزنوی فقه و عربیت میں فائق۔ مولد و منشأ غزنہ۔ اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھا۔ ان کے والد غزنہ میں قاضی تھے۔ جہاں وہ مدت العمر تک رہے وفات ان کی ۷۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کی رحلت کے بعد نظام الدین منہوستان آکر جون پور میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا عروج تھا۔ انہوں نے قاضی نظام الدین کو سلطان ابراہیم شرقی کے حضور پیش کر دیا۔ جنہوں نے آپ کو مہلی ستر میں قاضی مقرر کیا اور آپ نے وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ ان کی اولاد و اہل فاد میں کثرت ہوئی۔ شجرہ ان کا علی بن عبداللہ بن جعفر ہاشمی زینبی تک پہنچتا ہے۔ جن میں سے حسین بن حسن مدنی بادشاہ ابراہیم ابن مسعود الغزنوی کے زمانے میں غزنہ آکر مقیم ہو گئے (بحوالہ مکاتیب اللسان)

۲۳۵۔ شیخ نظام الدین مانچکوری

م ۲۸ ذی قعد ۸۹۸ھ

«الشیخ المصالح» نظام الدین ابن فیض اللہ بن حسام الدین چشتی مانک پوری۔ المستور بہ میرا سے شاہ۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ مولد و منشأ مانک پور ہے اپنے والد سے اکتساب فرمایا اور ان کی رحلت کے بعد منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔ ان سے بے شمار علماء مشائخ نے استفادہ کیا۔ ۲۸ ماہ ذی قعد ۸۹۸ھ میں آسودہ الحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)

۲۳۶۔ مولانا نور الدین ظفر آبادی

والشیخ الفاضل نور الدین بن اسد الدین ابن تاج الدین حسینی الواسطی ظفر آبادی۔ کنیت ابو حجر العالم الصالح۔ مولد مدنیہ منورہ سال ولادت ۱۲۷۵ھ۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی سے پڑھا ایک ہزار حدیثیں بھی ان سے حفظ کیں۔ اس کے علاوہ مضمون المحکم اور عوارف اپنے والد سے پڑھے جن سے طریقت بھی حاصل کی۔ پھر درس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ ان کی روش اپنے شیوخ پر تھی۔ کم کھاتے، کم سوتے اور باتیں بھی کم ہی کرتے۔ ۲۴ صفر ۱۲۷۶ھ کے روز ظفر آباد میں آسودۂ لحد ہوئے (بحوالہ تجلی لوند)

۲۳۷۔ مولانا نور الدین انبھوی

از ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۹۲ھ

والشیخ الفاضل نور الدین بن سعد الدین عبدالملک ابن القاضی محمد عادل ابن قاضی عیش الدین الفضالی انبھوی۔ علما و مشائخ کے خال زادہ ہیں سے تھے۔ مولد منشا انبھہ ہے۔ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اساتذہ غمر سے پڑھا۔ پھر سند درس و ارشاد کوزنیت بخشی۔ قلاؤندہ: عبدالقدوس ابن اسماعیل کسکوی اور دوسرے حضرات۔ مدفن مقبہ انبھہ ہی ہے (بحوالہ تحفہ صادقہ)

۲۳۸۔ شیخ نور الدین کشمیری

از ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۲ھ

والشیخ الصالح نور الدین کشمیری، عالم و عرفان میں ممتاز الاقرآن، شیخ محمد بن علی ابن شہاب حسینی ہمدانی کے ملازم خدمت ہوئے اور برسوں اس محنت میں مصروف رہے۔ شیخ بہادر الدین

نقشبندی بجاہی سے روحانی طور پر مستفیض ہوئے۔ کشمیر میں انہیں قبول عام کی دولت نصیب ہوئی۔ کشمیر ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔ (خزینۃ الصغیاء)

”پھر لا“

۲۳۹۔ شیخ ہلال الدین کشمیری

(بعد سلطان زین العابدین کشمیری)

م ۸۶۲ھ

”الشیخ الصالح“ ہلال الدین کشمیری، عالم کتابی اور معرفت دونوں میں ممتاز تھے۔ طریقت کبریہ میں شیخ محمد بن علی بن شہاب الحسینی القندلجی سے اور طریقت نقشبندیہ میں روحانی طریق سے شیخ بہار الدین نقشبندی بجاہی سے بیعت کی۔ سلطان زین العابدین کشمیری کے عہد حکومت میں کشمیر وارد ہوئے اور دعوت و ارشاد شروع کر دیا۔ ان سے بے شمار افراد نے کتاب کیا۔ کشمیر میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ (بحوالہ خزینۃ الصغیاء)

”ی“

۲۲۰۔ شیخ ید اللہ الحسینی گلبرگوی

م ۸۵۲ھ

الشیخ الصالح ید اللہ بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی دہلوی گلبرگوی، مولد و منشا گلبرگہ، نبرائے حیات جد (خویش) اپنے والد - عم اور دادا ہر سہ سے پڑھا اور اپنے والد کی رحلت کے بعد سند شیخوخت پر متمکن حاصل ہوا۔ مشہور مشائخ عہد سے تھے۔ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے آپ کا زمانہ پایا اور ان کا تذکرہ اپنی مصانیف میں کیا۔ آپ کشف و شہود کے مقام پر پہنچے۔ ان سے عجیب و غریب واقعات (کرامات) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۳ ربیع الثانی ۸۵۲ھ میں گلبرگہ میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

۲۲۱۔ شیخ یحییٰ ابن علی ترمذی

م ۲۰ رمضان ۸۵۵ھ

”الشیخ الصالح“ یحییٰ بن علی ابن عثمان بن محمد ابن عثمان بن الحسن الحسینی ترمذی۔ قنوجی ثم الحجراتی زید بن الحسین ابن علی کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا ہر دو قنوج ہے۔ اپنے بچپن میں شیخ ہلال الدین حسین ابن احمد الحسینی البخاری کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور ۴۱ سال کے سن ۱۶ جمادی الاولیٰ میں راجگیر وارد ہوئے۔ جہاں شیخ جمشید کو پایا ان کی ملازمت کی اور تحصیل علم کے بعد ان ہی سے بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ پھر حج کو گئے واپس آکر ربوہ

میں سکونت پذیر ہو گئے۔ علاقہ گجرات میں قبولیت کا سراپا عطا ہوا۔ کتابیں لکھیں۔

مصنفات - ۱) مجالس برہانی - ۲) مشاغل برہانی - ۳) مشاغل جلالی

۴) مشاغل متللی -

وفات - ۲۰ ماہ رمضان ۸۵۰ھ بڑودہ میں رحلت فرمائی اور حوض ماتریدی پر آسودہ

لکھ ہوئے (المحدثۃ الاحمدیہ)

۲۲۲۔ شیخ یوسف ابن احمد ایرجی

م ۸۲۲ھ

الشیخ الفاضل الکبیر یوسف بن احمد سوہی ایرجی۔ علمائے کبار سے تھے۔ اصل وطن خوارزم میں تھا۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب نے شہر ایرج میں سکونت اختیار کی یہی بستی صاحب ترجمہ کا مولد و منشا ہے۔ درسی کتابیں انہوں نے شیخ اختیار الدین عمر ایرجی سے پڑھیں۔ مدت تک ان کی خدمت میں رہے۔ پھر متحدہ شہروں میں گئے۔ شیخ جلال الدین حسین الحسنی البخاری اور ان کے بھائی صدر الدین محمد سے طرقت حاصل کی۔ آپ صاحب وجد و حالت تھے۔ کئی کتابیں لکھیں۔

مصنفات :- ترجمہ منہاج الدین للنخراوی ہے۔

وجد ہی میں رحلت فرمائی جب کہ سماع میں غرق تھے۔ وفات ۸۲۲ھ کو ہوئی۔

سلطان علاء الدین منٹو نے ان کے مزار پر بہت بڑا مقبرہ تعمیر کرا دیا۔ (بحوالہ گلزار الابراہ)

۲۲۳۔ شیخ یوسف بن اسماعیل ملتانی

الشیخ الکبیر یوسف بن اسماعیل بن رکن الدین بن صدر الدین بن اسماعیل ابن رکن الدین

ابو الفتح القرشی الملتانی مشہور اکابر و مشاہیر سے تھے۔ اپنے والد کے بعد مسند شیخیت

کو زینت بخشی اور لوگ اس عہد تعطل کے تاثر کی وجہ سے آپ پر متفق ہو گئے اور انہیں اپنا ولی عہد حکومت تک تسلیم کر لیا۔ سندھ کے جرائم پیشہ بھی مطیع و منقاد ہو گئے۔

افغانہ کے امیر نے کہ طائفہ لنگاہ تھے۔ اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی جس کی وجہ سے امیر مذکور نے اپنی صاحبزادی کی ملاقات کے لیے وقتاً فوقتاً آنا شروع کر دیا۔ مگر شیخ یوسف نے امیر سے فرمایا کہ آپ اپنا لشکر ملتان کے اندر نہ لایا کیجیے۔ جس کے بعد یہ امیر صاحب جب آئے تو اچانک بیمار ہو گئے۔ ایسے بیمار کہ زندگی کے لالے پڑ گئے۔ اس پر شیخ نے امیر کے آدمیوں کو ان کے پاس آنے کی اجازت فرمادی۔ وہ لوگ پہلے دستور کے مطابق شہر سے باہر اقامت گزریں تھے۔ یہ اجازت ملنے پر جب ان میں سے اکثر لوگ مرخصی کے پاس آ گئے تو انہیں شہر کے دروازے پر روک دیا گیا یعنی انہیں شہر میں آنے اور قلعہ کے اندر جمع ہو کر جتھ بندی سے منع کر دیا گیا۔ پھر شیخ نے امیر مذکور کو شہر سے نکال کر دہلی جلا وطن کر دیا۔ وہ جب دہلی پہنچے۔ تو سلطان بہلول بن کالا لدھی نے ان کا بڑا احترام کیا اور ان کے بیٹے عبداللہ ابن یوسف سے اپنی صاحبزادی کا عقد کر دیا اور وعدہ کیا کہ ان کی فوجی مدد بھی کرتا رہوں گا۔ لیکن وقت پڑے پر بہلول نے ان کی کچھ مدد نہ کی اور شیخ نے دہلی ہی میں انتقال فرمایا۔ وہیں دفن ہوئے۔

۲۲۲۔ یوسف شاہ الہنگالی

(بٹلہ)

م ۸۸۵ھ

الملك الفاضل یوسف بن بارتک شاہ بن ناصر الدین بھنگرہ السلطان سمش الدین بھنگرہ والی ملک بنگال م ۸۸۵ھ۔ صاحب ترجمہ نے اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۸۹ھ میں نظام حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کے دل موہ لیے۔ وہ بہتر بادشاہوں

میں سے تھے۔ عدل گستر، سخی فاضل و عالم اور عمل میں پورے۔ علمائے کرام نزدیک و دور سے آکر ان کے ہاں جمع ہو گئے۔

سلطان خود بھی رعیت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کرتا۔ باشندے شراب نوشی اور حدود شکنی سے بچے رہتے۔ وہ آئے دن قضاۃ اور علمائے صدارت کے جلسے منعقد کراتا اور انہیں عدل و انصاف اور نفاذ احکام کی تاکید اور متقابل پر تنبیہ کرتا۔ اسے فقہ پر اتنا عبور تھا کہ جس مسئلے کے حق میں قاضی اور مفتی قاصر رہ جاتے تو اس کی طرف رجوع کرتے جس پر مسائل حیران رہ جاتے تھے۔

۲۲۵۔ یوسف بن محمد حسینی

۲۱ محرم ۱۲۸۸ھ

والشیخ العالم الکبیر یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی نتم الکلیبر گوی المشہور بہ محمد اصغر، مولد و منشادار الملک دہلی۔ یہیں پروان چڑھے۔ برادر کللال حسین بن محمد حسینی کے اساتذہ سے درسیات پڑھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

202

ترجمہ

ترجمہ النواظر

بہجۃ المسامح والنواظر

جلد سوم

درمشتعل بر سوانح علماء و مشاہیر ہند صدی ۹-۱۰ ویں

سید عبدالحی بریلوی

مصحف

ابو یحییٰ ایام خاں نوشہری

مترجم

مقبول ایسٹمی

چوک انارکلی، بالمقابل المنار مارکیٹ لاہور